دیوان فقیر محمد خان گویا

١٢٢١ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار میں ہو اگر ساقیا گلاب قلم
کھلی یہہ غنچہ سی بنی شیشۂ شراب قلم

عروس فکر کو دکہلائیگا شباب قلم
کری عدادسی کیون کر نہ اب خضاب قلم

قلم بناؤں جو مضمون عندلیب کا میں
تو بوستان کی سوا پہر لکہی کتاب قلم

لکہا ہی وصف جو اوس مہروے قامت کا
بنا ہی مصرع شمشاد کا جواب قلم

صفت لکہون اگر اوس چشم نیم خواب کی میں
ہو مثل سبزۂ خوابیدہ مست خواب قلم

خیالِ زلف مین مانندِ شاخِ سنبلِ تر
ریاضِ فکر مین کہاتا ہی پیچ وتاب قلم

ریاضِ دہر مین ہی بعدِ رنج راحت ہے
کہ پہول کہلتی ہین ہوتا ہے جب گلاب قلم

یہی اشارہ ہی اب چشمِ مستِ ساقی کا
کہ وصفِ کشتیِ می مین چلی شتاب قلم

اگر میرے گلِ مضمون کی وہ صفت لکہے
صریر سی وہین بلبل کو دی جواب قلم

عوض مداد کے نمکین گلاب کے قطری
وہ گل لکہی تو بنی شیشۂ گلاب قلم

لکہی جو آتشِ گل کی صفت مین مصرعِ گرم
ہما ہی اوجِ سخن کو کری کباب قلم

بنائی ہر رگِ گل کو برنگِ موجِ شراب
جو برگِ گل پہ لکہی نسخۂ شراب قلم

بہار یہ خطِ گلزار سی لکہون اشعار
قلم بنا دون مین بلبل جو ہو گلاب قلم

لکہون گا وصفِ صبا آبشارِ گلشن کا
جو سطحِ آب ورق ہو تو موجِ آب قلم

الہی ہاتہہ جلین اوسکے آتشِ گل سی
بہار مین جو کری باغبان گلاب قلم

بیاض گردن جانان کی گر لکھون تعریف
تو کیون دکھائی نہ شبنم کی آب و تاب قلم

نہین عجب سرشی اچھی یہہ کہدو گلبن سی
کہ دیکھہ لی ہی سر شیشۂ گلاب قلم

لکھونگا مطلع روشن غزل کا ای گویا
تراشی میری نئی تیغ آفتاب قلم

مطلع

لکھی جو اوس رخ تابان کی آب و تاب قلم
بنائی صفحۂ کاغذ کو آفتاب قلم

لکھی جو سنبل مشکین کا پیچ و تاب قلم
کری مداد کو مانند مشک ناب قلم

صریر کلک مین عالم ہو شور قلقل کا
تراشئی جو پئی نسخۂ شراب قلم

عروس فکر اوٹھا دی اب اپنی منہہ سی نقاب
ہوا نکل کی قلمدان سی بیحجاب قلم

صریر کرتی ہی فاتو بسورۂ کا سوال
ہزارون لکھتا ہی مضمون لاجواب قلم

جو شرح دیدۂ تر سی سحاب تا ہی کاغذ
گرائی بجلی لکھی دل کا اضطراب قلم

جو حسن شاہد معنی نہ حیرت افزا ہو
رکھی نہ موںہہ پہ کبہی صفحہ کی نقاب قلم

لکھوں جو صفحہ پہ آوارگان عشق کا حال
پہری بگولی کی مانند پہر خراب قلم

نہ کیوں تدرو مضامین ہوں جای پروانہ
ہی روشنی مین بہ از شمع ماہتاب قلم

بسان خیمہ ہی ہر بیت اس قصیدہ مین
کہ اپنی نال کی رکہتا ہی یہان طناب قلم

کری صریر سی وصف اوس رخ کتابی کا
رکھی یہہ نوک زبان مطلب کتاب قلم

یہہ کیا ہی دخل کوی بات بچکی رہ جای
کہ صید ساری ہین مضمون اور عقاب قلم

نہ کام لکھنی سی ایجنون نہ پڑہنی سی
رکھی ہی طاق پہ مدت سی یہان کتاب قلم

خیال اگر خط مشکین کا ہو دم تحریر
تو بی مداد لکھی نامہ کا جواب قلم

کبھو فلک سی تصدق ہو مثل پروانہ
کہ وصف رخ سی بنا شمع ماہتاب قلم

بیاض چشم پہ لکھوں مین حسرت دیدار
اگر بنی مژہ دیدۂ پرآب قلم

کبھو نہین دیکھہ کی قلمین رخ مخطط پر
کتابی چہری پی پیدا ہوئی کتاب قلم

نہین ہی ڈر مجھی روز حساب کا زاہد
نہ لکھہ سکی گا میری جرم بیحساب قلم

ہماری خط کو اگر پڑھہ کی یار ای قاصد
او ٹہائی ہاتھہ مین اپنی پی جواب قلم

نہ چل سکی کبھی مانند پای خواب آلود
ہو بخت خفتہ کی خوبی سی مست خواب قلم

صدا ای تار ہی نال قلم مین او مطرب
لکھی جو تیری صفت بن گیا رباب قلم

اگر لکھون صفت چشم مست ساقی مین
بنائی دایرون کو ساغر شراب قلم

لگائیگا مجھی نیزی یہی ہی بس تعبیر
دئی مین یار نی مجکو میان خواب قلم

جو وصف زاغ کمان لکھئی او شکار انداز
تو اپنی ہاتھہ مین ہو صورت غراب قلم

مین وہ ہون شاعر معجز رقم سن او بلبل
صریر سی تیری نالون کا دی جواب قلم

اگر ڈبوئی شنجرف مین پی تحریر
یقین ہی صورت گلگون چلی شتاب قلم

بھلا ہی فایدہ کیا ایسی ہرزہ گوئی سے
زبان خراب بکر خانمان خراب قلم

غزل کو چھوڑ کی لکھہ مدح شاہ عرش جناب
بہت خطائین ہوئین کچھہ تو کر صواب قلم

مطلع

چلی جو بہر صفتہای بوتراب قلم
تو رکہی کعبۂ ایمان مین پاتراب قلم

نہ مدح ساقی کوثر مین کیون ہو مست خرام
دوات جام ہی اور کیفیت شراب قلم

قلم ہی مدحت حیدر کو شاخ سدرہ بہان
تراشتی ہین نیستان کی شیخ و شاب قلم

قلم مین گل کی ہین گل اوس مین ہین گل خوشبو
جو باغ بزم علی مین ہو باریاب قلم

رقم کری دُرِ دندان شاہ کی اوصاف
اگر دوات مین پائی گہر کی آب قلم

جواب نامہ پہ میری علی کی کہینچ شبیہ
خدا کی واسطی اتنا تو کر ثواب قلم

بہشت سی ہو سوا مرتبہ نیستان کا
لکہی جو مدح امیر فلک جناب قلم

ہوئی اشارۂ حیدر سے رجعت خورشید / کیا بنی نے اگر قرص ماہتاب قلم

بس اب حضور میں کرے عرض ایسے دو مطلع / ہر ایک جس میں ہو مصراع لاجواب قلم

مطلع

رقم کرے جو ترا جود بیحساب قلم / گہر فشان نہو کیون صورت سحاب قلم

ہے تیرے فیض کی لکھنے سے فیضیاب قلم / عذاب بھی ہو جو لکھنا لکھے ثواب قلم

رقم ہوا نہ ترا جود بیشمار ذرا / اگرچہ ہو گئے فرسودہ بیحساب قلم

اگر لکھون ترے دریائے فیض کی تعریف / روان ہو صفحہ پہ مانند موج آب قلم

یقین ہے نال قلم بھی طلا کا تار بنے / اگر لکھے تیری زر بخشی کا حساب قلم

فلک کے ساتون ورق گرچہ ہون دو رویہ سیاہ / تو کبھی لکھ نہ سکا جود بیحساب قلم

بہار صفحۂ گلبرگ پر لکھے تیرے مدح / چمن میں اس لیے ہوتا ہے قسم گلاب قلم

ابهي هوشبه لوح و قلم ملايک کو
رقم کري جو تيري مدح کي کتاب قلم

هما هوا بي تيري مدح سي وه اي مولا
جو ميري هاتهه مين تها صورت غراب قلم

صفت تيري در دندان کي گر بيان کري
زبان دهونيکو مانگي گهر کي آب قلم

لکهون مين شرح جو تيري کلام رنگين کي
کري مداد کو رنگينيي سي شهاب قلم

بي تيري مدح کا غفلت مين بهي خيال مجهي
بسان نبض بي جاري ميان خواب قلم

مين رشک گلشن جنت کهون نيستان کو
جو وصف شير خدا مين لکهي کتاب قلم

لکهون تيري سر مجروح کا جو مرثيه مين
تو جاي اشک سيه روئي خون ناب قلم

هوا بي جس سي که تحرير دفتر تقدير
وه تيري هاتهه مين بي يا ابو تراب قلم

صفت لکهون مين اگر تيري روي روشن کي
تو ميري هاتهه مين هو شمع ماهتاب قلم

لکها جو نام تيرا لوح پر هوا ممتاز
که چوب خشک کو حاصل هوا خطاب قلم

ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کا نا — زمین پہ تو نی رکھا یا اباتراب قلم

جو تیری دشمن موذی کا نام مین لکھون — تو کھای سانپ کی مانند پیچ و تاب قلم

چلی گا تیری عدو کی لئی جو صورت تیر — کمان کی خانہ مین رکھی گا یا تراب قلم

صریر کلک سی ہو شور الامان پیدا — جو صفحہ پر لگی لکھنی تیرا عتاب قلم

لکھی جو وصف تیری قہر شعلہ افشا کا — بنای طائر مضمون کو بھی کباب قلم

صریر کلک سی زہرا ہو آب آتش کا — اگر لکھی صفت شعلۂ عتاب قلم

تیری نسیم عدالت سی ای کرم گستر — ریاض خلد مین ہوتا نہین گلاب قلم

شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہی بازار — کبھی ہوا نہ سر شمع ماہتاب قلم

جو تیری تیغ عدالت ہو دستگیر شہا — تو سر کو دزد حنا کی کری ستاب قلم

اڑھای سر جو تیری حکم کی بغیر کبھی — سر فلک کو کری تیغ آفتاب قلم

یہہ خوف شرع ہی میخانہ ہے ادبی بقا ہے / نہ لکھہ سکی کبھی وصف شراب ناب قلم

خمون کے توڑنیکا حکم ہی تو ہیبت سی ہے / شکستہ لکھتا ہے نقط خم شراب قلم

یہہ خوف شرع ہی ظاہر مین کوئی نام نہ لے / سدا شراب کو لکھتا ہی آفتاب قلم

اگر نہ شمع بنی دزد شمع کو سولے / تو اوسکی سر کو کری خنجر عتاب قلم

جو ذو الفقار کا پرتو پڑی تو ہو جاے / سپر سپہر کے اور تیغ آفتاب قلم

جو آب تیغ کی یہ برش لکھون تو کرنی لگے / بسان طایر مذبوح اضطراب قلم

ہلال کو جو کہون موج آب تیغ علی ہے / سر سپہر ہو مثل سر حباب قلم

ہون آب تیغ کی مضمون سے حرف دو ٹکڑے / اگر لکھی خط توام سی وصف آب قلم

صفت مین لکھہ کی تیری ذوالفقار کی شاہا / بہ امتحان جو پھینکون میان آب قلم

تو دہار پانیکی جو رنگ مچھلیون کا ٹے / حسام موج بنی ہو سر حباب قلم

بیان ہو کس سی تیری ذوالفقار کی تعریف | کہ دو زبانین ہین تیسری ہی لاجواب قلم

لکہون مین وصف جو دلدل کا تو بی تعظیم | خمیدہ ہو کی بنی حلقۂ رکاب قلم

شہا لکہون مین فلک تازیان جو دلدل کی | گمان ہو برق کا ایسا چلی شتاب قلم

تیری فرس کی فلک تازیان لکہین کیونکر | مجال ہی کہ چلی ہمرہ رکاب قلم

اوڑیگا کاغذ بادی کی طرح اب کاغذ | کہ بادپا کی صفت لکہیگا شتاب قلم

اگر لکہون تیری دلدل کی گرم رفتاری | شہا روان ہوا ہی صورت شہاب قلم

فلک خرام تیری اسپ کو کری تحریر | کفک کو ماہ لکہی نالی کو رکاب قلم

قصیدہ ختم کر اب لکہہ دعائیہ اشعار | بس اپنی ہاتہہ مین گویا اوٹہا شتاب قلم

رقم کرون مین اگر بیت بہر استدعا | ردیف و قافیہ اوسکا ہو مستجاب قلم

الہی تا کہ رہی صفحۂ جہان قایم | الہی تا کہ رہی دہر مین کتاب قلم

جہان مین شاہ ولایت کے دوست ہین جتنے
بجز ثواب نہ اونکی لکھی عذاب قلم

جو دوستونکو سمجھتی ہین دشمنان علی
تو اون کے سر کو کری تیغ بوتراب قلم

علی کا صفحہ عالم مین جو کہ دشمن ہو
تو روسیہ کری اپنی طرح شتاب قلم

لکھا کرون مین سدا وصف ساقی کوثر
پیالی دایری ہون کیفی شراب قلم

اگر مرون مین الہی تو خاک سے میرے
ہر اک کفن پہ لکھی نام بوتراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خداوند جہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

برنگ گل جسی لب دیکھیے وہ خندان ہے
بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے

بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا
کہ شوق سیر مین سرو چمن خرامان ہے

بہار باغ مین کیا کیا کھلا رہی ہے گل
شگفتہ غنچہ منقار عندلیبان ہے

چمن مین کیجیے اشارہ جو سوے نخل حنا
تو ساتھ اشارے کے انگلی برنگ مرجان ہے

ریاضِ دہر مین پہرئی تو سایہ کی صورت
مرادِ دل عقبِ آرزو شتابان ہے

چمن مین بات جو کیجی تو منہہ سی پہول جہڑین
اب اندنون مین یہہ فیضِ بہارِ بستان ہے

زمین پہ دانہ جو پہینکا تو گرکی نخل ہوا
نمو کی سعی ہی صیّاد سخت حیران ہے

گرا زمین پہ اگر کوئی موتیا کا پہول
صفا سی گوہرِ غلطان کی طرح غلطان ہے

کہین ہے آینہ سی صافتر زمینِ چمن
کہ اوسی سبزۂ نارستہ تک نمایان ہے

پڑا ہی عکس یہہ پتلیکا وقتِ نظارہ
جو داغ لالہ مین کہتا ہی عینِ بہتان ہے

نہالِ گلشنِ تصویر بہی ثمر لائین
بہار کا چمنِ دہر مین یہہ فرمان ہے

لگا ہی جو شجرِ بارور مین آکر سنگ
نگین کیطرح سبی اوسمین شجر نمایان ہے

ہی شوقِ گل مین عجب رنگ گلچین کا
جو دیکہئی تو گریبان بہی شکلِ دامان ہے

نسیم جانبِ گلشن چلی یہہ کہتی ہوی
اگر ہو آتشِ نمرود دم مین بستان ہے

زبان حال سی کہتی ہی موج نکہت گل | اب اندنون یہہ ہجوم گل گلستان ہے
جگہہ نہین ہی کہ گردش ہو چشم نرگس کو | جو کہتی لے حرکت بین یہہ عین بہتان ہے
نوا ہی قمری سی نالہ اگر کوئی موزون | چمنکی فیض سی وو رشک سرو گلستان ہے
پڑہ ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا | چمن ہی سبزہ ہی آب روان ہے جان نالان ہے

مطلع

بہار گائیو مطرب جہان گلستان ہے | پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہے
لپٹ لپٹ کی ہزی خوب باد گلشن مین | کہ شاخ تاک لپٹنی مین عشق پیچان ہے
یہہ کہدو قمری ہی رفتار کی اوڑا مزہ ہی | کہ شوق سیر مین شمشاد تک خرامان ہے
فروغ آتش گل سی ہی شاخ گلبن شمع | ہوئی پتنگ جو بلبل ہزار دستان ہے
کہان تلک بہرے دامن مین پھول اے گلچین | چمن مین خرمن گل اوسکی تا گریبان ہے

نگاہ گرم جو پڑتی ہی عندلیبوں کے
تو نازکی سی گل تر گلاب ریزاں ہے

نکل کی سیخ سی اوڑنی لگی ہیں مرغ کباب
دم مسیح جو باد بہار بستاں ہے

حروف ہے خط مسطر ہوں جیسی پوشیدہ
اسی روش ہے روش زیر سبزہ پنہاں ہے

قلم میں لپٹی ہی بالبدگی سی وقت رقم
ہر ایک سطر مگر شاخ عشق پیچاں ہے

دکھا دکھا کی رخ و زلف کہتی ہیں گلرو
اگر وہی چمنستان یہہ سنبلستاں ہے

زمین پہ دیکھو کی سی دوڑائے تا بہہ گلچینی
کہ اپنی سایہ پر اوسکو خیال ریحاں ہے

ہوا کی جھوکی سی اوڑ گرا جو یوسف گل
تو چاہ باغ عنادل کو چاہ کنعاں ہے

نسیم پہرتے ہی مانند خضر کہتی ہوئے
کہ دست شاخ میں گل جام آبحیواں ہے

بجای بادہ ٹپکتی ہی تاک سی مستے
پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستاں ہے

بجا ہی کہتی ہر ایک گہر کو خانہ باغ گم
ستون خانہ و شمشاد باغ یکساں ہے

نہ کسطرح سی گلستان ہند ہو سرسبز
کہ دست فیض شہنشاہ مثل باران ہے

یقین ہی سیر کو اب آئے بلبل شیراز
گل نشاط سی ہندوستان گلستان ہے

سمجھہ کی دار امان آتی ہی یہان خلعت
کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے

سپہر ملک مین ہو کیون نہ ہند برج حمل
کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے

سپہر مرتبہ سلطان نصیر الدین حیدر
ہی بادشہ جو کوئی تو شاہ شاہان ہے

زمین کسطرح قدمبوس آسمان ہو تا
مگر وہ منتظر حکم شاہ دوران ہے

ہر ایک صدف رخ دریا پہ ہی حباب آسا
کہ دست شاہ در افشان ابر نیسان ہے

نہ کسطرح کہی اوسکو جہان شاہجہان
زمین کسطرح فلک اوسکی زیر فرمان ہے

اب ایسی شاہ کا گویا ہوا ہون مین شاگرد
کہ جسکی ملک معانی بہی زیر فرمان ہے

بہ از ہما میری ہاتہہ آئے طایر مضمون
سبب یہہ ہی میرا استاد فخر شاہان ہے

ہر ایک شعر میرا بنگیا ہی سلک گہر
کہ کلک شہ دم اصلاح گوہر افشان ہے

نہین ہین مرغ سلیمان جو طائر مضمون
یہہ فیض تربیت غیرت سلیمان ہے

وہ کسطرح نہ بہلا شاعرونمین ہو ممتاز
کہ جسکی شعر مین اصلاح شاہ دوران ہے

اب اسکو رہنی دی کر مدح اپنی مولی کے
خدا کی فضل سی جو آج شاہ شاہان ہے

پڑہون حضور معلی مین اوسکی اک مطلع
کہ مین ہون غیرت خاقانی اور وہ خاقان ہے

مطلع

تو وہی شاہ تن ہند کی لئی جان ہے
فروغ دیدۂ ایران چراغ توران ہے

وہ نخل ہے چمن سلطنت مین قد تیرا
کہ جسمین برگ عدالت ہے بار احسان ہے

ہی تیری سایہ مین شاہا ہر ایک قریب و بعید
کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہے

نہین ہے کچھہ تیری دیدیا دلی نسبت اوسے
کہ موج صفحۂ دریا پہ خط بطلان ہے

جلا کی خاک کرے ہی جای ہر کری ہی سبز — غضب مین برق ہی تو او کرم مین باران ہے

تیری کرم سی شہا ملک عیش و راحت مین — دل کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہے

عطا کر اب تو زر و سیم مہر و ماہ کی طرح — کہ آسمان پی دریوزہ شکل داماں ہے

گدا سی تیری لب لعل گر سخن گو ہون — بس ایک بات مین دو مالک بدخشان ہے

چمن مین گذری ہی شاید تیری نسیم قبول — کہ خار و گل مین بہی اک لطف چشم مژگان ہے

مثال قیصر و خاقان ہین غاشیہ بردار — ہی مرتبہ مین جو دارا وہ تیرا دربان ہے

ہوا ہی جب سی طلوع آفتاب عدل ترا — کتان مین ابر کی مانند چاند پنہان ہے

جو دیکھی سایۂ تیر کو وہین فرار کری — ہر ایک شیر مین گویا رم غزالان ہے

یہہ بی قصور نہین دست شانہ خشک ہوا — کسیکی زلف سیہ اندنون پریشان ہے

جہان کو تیغ حوادث سی کسطرح ہو گزند — کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان ہے

دعائیں دی کی تجھی شب کو سوتی ہی خلقت | ہر ایک ور کی لئی ذرہ مثل زبان ہے

کسی غریب کے گھر تک بہلا کب آئی چور | کمند موج لئی سیل بہی گریزان ہے

شہا ہی بارے تیری اگی تیغ بازی بہے | سر عدو و خم تیغ کو چوگان ہے

فرار دست عدو کیوں نہ سیکھی پاؤں ہے | کہ تیغ قبضی سی سر جسم سی گریزان ہے

خرید کیجی گوری کنار کی دی کر | متاع جان عدو آج کل بہہ ارزان ہے

تیرا عدو جو سکندر بہی ہی شہا بالفرض | تو ڈر سی صورت عکس آئینہ میں پنہان ہے

عدو کی قبضی سی نی چہینی تیغ ماتہہ آئی | تیرا وہ جذبۂ آہن ربائی فرمان ہے

کمان سی تیر تیرا نکلی کیا برائے شکار | کہ جو ہی صید وہ قربان تیری قربان ہے

بجائی پر نکل آئی ہیں استخوان تن سے | ہمای تیر کی ڈر سی یہہ صید لرزان ہے

کیا ہی حکم جو تو نی نہ رہنی پائی شراب | خموں کو توڑ کی بربادہ کش گریزان ہے

اسی سی کہنی لگی آفتاب سے او شاعِ
کہ نام مین نہ کوئی لی تیرا یہہ فرمان ہے

لگی نہ بحر جہان مین کچھہ اُسکا تھل بیڑا
کہ بہر کشتی مین قہر تیرا طوفان ہے

یہی ہی ڈر کوئی دی شراب سے تمثیل
فلک پہ دیکھیئے تو آفتاب لرزان ہے

عوض مین غنچیکی توڑین گلابیان گلچین
بہار شرع سی ہندوستان گلستان ہے

پیالی ٹوٹتے ہین آپ مثل جام حباب
تیرا یہہ رعب ہے یہہ حکم سی یہہ فرمان ہے

لکھین جو تخت مرصع کی تیری تعریفین
تو خامۂ دو زبان آج گوہر افشان ہے

لکھو نمین تخت کو اورنگ زرنگار سپہر
تو اوس پہ جلوہ نما شکل مہر تابان ہے

جو ابر اوسمین چمکتی ہین اختر و نکے طرح
فلک ہے تخت تیرا چتر ماہ تابان ہے

در خوشاب ہے مین یاقوت لعل کا نی جو عکس
بجا ہی کہی اگر آب مین چراغان ہے

طلا کو آتش یاقوت تا نہ آب کری
مدام بر گہر تخت آب افشان ہے

عیان ہی آتش یاقوت تخت پوش سے یون | چراغ جیسی کہ فانوس سی نمایان ہے

کچھہ اوسکی پاس نہین احتیاج شمع و چراغ | کہ اوسمین ہر گہر شب چراغ رخشان ہے

جہان کو تخت پہ ہے اب گمان کشتی نوح | کہ فرط آب گہر اوسکی گرد طوفان ہے

ہی موج آب گہر تخت سے سمند رنگ | فروغ آتش یاقوت تا بدخشان ہے

ق

تیری سمند کی تعریف کیا بیان کرون | مدام ابلق ایام جسپہ قربان ہے

جبین کو دیکھہ کی گر موئی بال کو دیکھو | سحر عیان ہی اوبر شب ابد نمایان ہے

زمین کو دامن گلچین کیا ہی پہر پہر کر | نشان اوسکی یہہ گل مسیح کا کل افشان ہے

ق

تیرا سمند کری دوڑنیکا کیونکر عزم | تمام عرصہ دہر اوسکو تنگ میدان ہے

قدم قدم جو چلی وہ تو سب لگین کہنے | کبہی نظر سی ہی پنہان کبہی نمایان ہے

ق

تنہا نہین ہی یہہ بوجہ آسمان پہ ہلال | بتاون کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے

تیری سمندنی اوڑ کرد ہان جو ماری ٹاپ
نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہے

ہر ایک اسپ سمجھتا ہے اپنی زیست او سے
تیرا کمیت تو جیو انکو آب حیوان ہے

ق

کبھون غزال تیری باد پا کو مین کیونکر
کہ اوس کے سامنی بی جس رم غزالان ہے

پھر آی جلد وہ ایسا ہے ربع مسکون مین
کہ اوسکا عکس جہان تہا وہین نمایان ہے

ق

کبھو نمین شب تیری فیل سیہ کو پر شب قدر
اور اوس پر ہودج زرین جو درخشان ہے

سوار ہو تو عماری فیل مین جو کبھی
تو کبھی برج شرف مین یہہ ماہ تابان ہے

یہہ جلد رو ہے کہ پل مین نگہہ سی غایب ہوے
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

کریگا نفی عدو کو تیرے یہہ تاب بی
کہ دونو دانتون سی اک شکل لا نمایان ہے

ق

جو دیکھون فیل فلک تبہ کو تیری کیونکہ
برنگ کوہ یہہ ای خسرو جہانبان ہے

نہین ہین دانت یہہ فرہاد کی ہین دست دراز
نہین ہی سونڈ یہہ شیرین کے زلف پیچان ہے

دعا کیو اسطی گویا اوٹھا تو اپنی ہاتھہ | صفت کا اوسکی بیان تجھسی غیر امکان ہے

الٰہی تا رہی گل سی محبت بلبل | بہار لطف ہے جب تک جہان گلستان ہے

ریاض دہر مین جبتک رہی گل خورشید | الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے

دیکھائی دی گل رعنا کی طرح تا نسب و روز | خوشی سی تا کہ یہہ طاوس چرخ رقصان ہے

ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہین شاعر | اگر یہہ بی یہ چمنستان و سنبلستان ہے

زمین فلک پہ یہہ جبتک ثوابت و سیار | زمین تا کہ یہہ گردان سپہر گردان ہے

ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہی ذکر | جہانمین تا کہ یہہ ظلمات و آبحیوان ہے

سپہر آہی نظر جب تلک کہ بازیگاہ | ہلال و مہر مین تا لطف گوی و چوگان ہے

الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر | زمین تا شہ خاور کی زیر فرمان ہے

رہی مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم | کہا کری تجھی خلقت یہہ شاہ شاہان ہے

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

ہی جلوہ دندان لب جانان کی برابر
رکھتی ہین گہر لعل بدخشان کی برابر

ابرو نہین قاتل تیری مژگان کی برابر
خنجر ہین رکھی تیغ صفاہان کی برابر

روتا ہون میرے ساتھہ ذرا ہنستی رہو تم
بجلی ہی چمکتی ہی یہ باران کی برابر

جسطرح کہ ہو سبزہ بیگانہ چمن مین
یون بزم مین ہم بیٹھی ہین جانان کے برابر

روٹہا ہی جو وہ مجھسی تو کرتا ہون سماجت
پاؤن پہ ہی سر ہاتھہ زنخدان کی برابر

اوسکی لب جانبخش پہ ہرگز نہین مسّی
ظلمات ہی یہ چشمۂ حیوان کی برابر

بن تیری ہر اک زخم کو گلگشت چمن مین
شبنم ہی نمک گل ہی نمکدان کی برابر

مژگان کی محبت نہین جاتی میری دل سی
نشتر کو سمجھتا ہون رگ جان کی برابر

ہون ابروی جانان کی تصور مین جو گریان
ہی ابر مژہ قبلیکی باران کی برابر

…اون کو میری نالی سی نسبت — نہو زاغ کہان مرغِ خوش الحان کے برابر

…ونگا بہہ جائیگی یہہ کشتیٔ گردون — ہر اشک ہی یہان نوح کی طوفانکی برابر

…دہ ہون بعد فنا گنبدِ مدفن — گردش مین رہی گنبدِ گردان کی برابر

…رخِ یار و لبِ لعل سی مجھکو — ہی باغِ ارم ملکِ بدخشان کی برابر

…ن نالی کرین نی کی طرح ہم — پیکان لگی آکی جو پیکان کی برابر

…ن مین اون ہاتھونکو انکھونسی لگاکر — دریا ہے روان پنجۂ مرجان کی برابر

…قِ افشان ہے بہبہو کا سا یہہ چہرہ — بجلی مرے نظرون مین ہی بالانکی برابر

…شبِ خون بہہ میری کشتۂ دل پر — سرمہ جو ہی ظالم صفِ مژگان کی برابر

…ہون پیشانیکی افشان کو ستارے — جب ماہ نہو چہرۂ تابان کی برابر

…ہونکا ہار اگر پہنی تو کہی — ہی عقدِ ثریا مہِ تابان کی برابر

جو ساتھہ رہا نیک کی وہ نیک بنا ہی
ای خور تیرا سایہ ہی غلمان کی برابر

آنسو ہین رواں لب پہ ہی دم چاک گریبان
ہی کون تیری بی سرو سامان کی برابر

جب خال سیہ دیکھی رخسار پہ کہیی
ہندو کوی بیٹھا ہی مسلمان کی برابر

چھالون نی میری پاؤن کی آنکھون پہ جگہ دی
سمجھی ہین ہر ایک خار کو مژگان کی برابر

وہ رشک پری جای جو گلگشت چمنکو
ہو تختۂ گل تخت سلیمان کی برابر

پروانہ بنی فاختہ اور شمع بنی سرو
یار آی تو ہو بزم گلستان کی برابر

میری غزل گرم کا اب مطلع روشن
ہی مطلع خورشید درخشان کی برابر

مطلع

روتا ہون کھڑا مین در جانان کی برابر
نہرین ہین رواں روضۂ رضوان کی برابر

گل کہا کی بنا ہون مین گلستان کی برابر
نالی ہین میری مرغ خوش الحان کی برابر

ہر چند کہ موزون ہی تیرا سرو بہی قد ہی — لیکن نہ میری سرو خرامان کے برابر

کہتا ہی خضر دیکھہ کی سرخی تیری لب کے — خون کسکا نہوا چشمۂ حیوانکی برابر

قربان میرے ایسی اسیری کے رہائی — یوسف میرا آیا در زندان کی برابر

ایسا ہی جلا دیکھہ کی تیرا قد و قامت — ہی سرو چمن سرو چراغان کے برابر

ہم کشتونکی مدفن یہ جو آؤ تو سمجھہ کر — لیجائیے کوئی ہاتھہ نہ دامان کے برابر

یہہ عشق نی کیا آگ لگادی ہی الہی — دوزخ بہی نہین سینۂ سوزان کے برابر

ہی موج ہوا تیر کمان شاخ خمیدہ — بن تیرے ہر ایک غنچہ ہی پیکان کے برابر

بوسہ مین لی لونگا مسلمان ہوئے بت — عارض کو نہ کہیو کہین قرآن کے برابر

دامنکو جھٹک کر وہ روانہ ہوا ہیہات — پہونچا نہ میرا ہاتھہ گریبان کے برابر

وہ تیر لگا یار کہ ہو دئی لب معشوق — قربان ہون اگر تیری قربان کے برابر

گویی سی لگی آگی جو ٹوٹا کوئی تارا
اور ہی مہ نو خنجر عریان کی برابر

عارض پہ نظر کری جو پیشانیکو دیکھو
خورشید ہی گویا مہ تابان کی برابر

کچھ مجھ کو غزلخوانی سی ہرگز نہین حاصل
ہرچند فصاحت مین ہون سحبان کے برابر

بہتر ہی یہی اپنی مین اقا کا کرون وصف
تا ہو نہ کوئی مجھسی سخندان کے برابر

یعنی وہ جو ہی شاہ جہان حاتم دوران
خاقانی مین ہون آور وہ خاقانکی برابر

مطلع پڑہون السیاہی مین اب اوصفت اسکے مین
رنگینی مین جو ہو چمنستان کی برابر

مطلع

گھر تیرا ہے جنت کے گلستانکی برابر
چاؤش ہین دروازہ پہ رضوانکی برابر

ہی ایک تیرا آئینہ بردار سکندر
دارا تیری دروازیکی دربانکی برابر

جو خاک تیری در کی ملی منہہ کو تو بن جائی
ابرو مہ نو رخ مہ تابان کی برابر

پتہر پہ کری تو جو نظر لعل بنی وہ | کہنی تجہی خورشید درخشان کی برابر

قطرہ جو کبہی ابر کف جود سی ٹپکی | رتبہ مین وہ ہو گوہر غلطان کی برابر

ہو نال قلم کیون نہ رگ ابر گہربار | مضمون تیری بخشش کی ہین نیسان کی برابر

اکدم مین جسی چاہی فلک پر تو چڑہا دی | ذریکو کری مہر درخشان کی برابر

گر خرمن بخشش سی کری دانہ عطا تو | ہر مور کہی مین ہون سلیمان کی برابر

پہل پاتی ہی تلوار سی تیری باغ کرم سی | پہولون سی ہی پسری چمنستان کی برابر

ہی تیری زبان موجۂ دریای سخاوت | آور ما تہہ گہر ریز مین نیسان کی برابر

کیا تیری عدالت سی قوی سر ہوئی ہین | ہر زال ہی اب رستم دستان کی برابر

بخشی ہی تیری زور حمایت نی یہہ طاقت | ہر طفل ہی اب سام و نریمان کی برابر

لگی سکا جہان کوئی نگہبان نہین ہی | وہان گرگ سی تا شیر ہی چوپان کی برابر

رہتا ہی شرر آب مین اب صورت مرجان
ہی شمع کا بہی چور نگہبان کی برابر

تا حسن عدالت کا ہو پاسنگ دم وزن
خورشید ہمیشہ رہی میزان کی برابر

چورونکی طرح ہاتھ لگی دزد حنا ہی
البتہ رہے فرمان تیرے فرمان کی برابر

دروازی ہی کہلی چمن سے کیا ہوتی خلقت
ہی روزن در دیدہ دربان کی برابر

ایسی ہی تیرے عہد مین اسلام کی عزت
ہی رشتہ تسبیح رگ جان کی برابر

جو طوف تیرے درکا کری ہی وہی حاجی
تیرا ہی مکان کعبہ ایمان کی برابر

گر تیری شجاعت کا کرون حال مین تحریر
بن جائے قلم خنجر بران کی برابر

افسانہ کہون گر تیری شمشیر دودم کا
دشمن کو سلادون وہین میدان کی برابر

تلوار تیرے روز وغا برق نظر آئے
سر دشمنونکی قطرہ باران کی برابر

گر کاٹ شناؤن مین تیرے تیغ دودم کا
ہو ملک عدو شہر خموشان کی برابر

ہی دوست کو تلوار تیری نوح کی کشتی
اور آب عدو کی لئی طوفان کی برابر

بجلی گر ہی دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
سایہ بہی ہی ایک برق درخشان کی برابر

ہی اسپ فلک سیر تیرا غیرت خورشید
دانٹی تو اگر اوسکو تو بس ہانکی برابر

جا ئی کبہی مشرق کبہی مغرب وہ جہلاوا
بجلی سا کبہی گنبذ گردان کی برابر

اوڑنی مین اگر کبہی تو وہ شبک پری ہی
خصلت مین جو دیکہو تو ہی انسان کی برابر

ہی فیل سیہ مست تیرا رشک شب تار
تو نام خدا ہی مہ تابان کی برابر

دیکہی جو کوئی اوسکو تو ایک کالی گہٹا ہی
ہی گرم روی برق درخشان کی برابر

رفتار ہی یہہ تند کہ غائب ہو نظر سی
گو ڈیل مین ہی گنبذ گردان کی برابر

جس عرصہ مین سو بار وہ پہر آئی جہان مین
پہنچی نہ نگہہ چشم سی مژگان کی برابر

دانتون کو اگر دیکہئی دو شمعین ہین روشن
خرطوم سیہ ہی شب ہجران کی برابر

تو ماہ ہی اور فیل تیرا مثلِ فلک ہے
ہو وج ہی تو برجِ مہرِ تابان کی برابر

گویا کی زبان ہی تیرے اوصاف مین قاصر
ہی گرچہ سخندانی مین حسان کی برابر

دہ بندہ ہون اے میری خداوند کہ اپنا
سر کاٹ کی رکہدون تیرے فرمان کے برابر

گر تو ہون زبانین میری مثلِ گلِ صدبرگ
تو شکر نہ تیری گلِ احسان کی برابر

سر رکہہ کی زمین پر وہ دعا مانگو خدا سے
جو پہنچی ابہی عرش کے دامان کے برابر

جب تک ہی بقا ساری خدائیکو خدایا
تا حورین پہرین خلد مین غلمان کے برابر

دشمن تیرے پامال رہین صورتِ سبزہ
پہٹکے نہ خزان تیرے گلستان کے ابر

ہوا ایسی تیرے حشمت و اقبال کو رفعت
پہنچی نہ فلک بہی تیری دامان کے برابر

قصیدہ در مدحِ حضرت خاقانِ زمان و خدیوِ کیہان ابو المظفر
معز الدین شاہِ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

خیالِ نرگسِ میگون جو تھا دمِ تحریر ہوئی ہی قلقلِ مینائی می قلم کی صریر

وہ مست ہون کہ میرے خاک کا ہی تھی خمیر پلایا ہی مجھی طفلی مین دخترِ رز نے شیر

خیالِ سنبلِ خط مین چلون جو مین وحشت قلم کیطرح میرے نقشِ پا بنین زنجیر

زبان سی گو نہ کہا حالِ ناتوانیکا شکستِ رنگی سی کرتا رہا ہون مین تقریر

فسادگیے میری منظورِ کلکِ قدرت تھی جبین نقشِ قدم پر لکھا خطِ تقدیر

وہ شوخ طفلی مین کرتا تھا مشق لکھنیکی صریرِ کلک تھی رکھتا تھا تہمتِ تقریر

نظر پڑی تیری بسمل کی جب سی بینائی مژہ کی شکل ہی جنبش مین جوہرِ شمشیر

فلک کی پار ہوی اپنی آہِ نیم شبی ہمارے تیر سی صیاد ہو گیا نخچیر

وہ کوہکن ہو کرون مین جو عزم کوہکنی تو آبِ تیشہ روان ہو بجای چشمہ شیر

رقیب دیکھ کی کٹتی ہن اس لئی ہمکو کہ آبِ تیغ سی اپنی ہوئی ہی خاک خمیر

وہ ہم سخن ہو تو عیسے کا دم ٹہر جاوے
یقین ہی معجزۂ لب سے بول اوٹہے تصویر

میری سبب سے جنونکا ہی سلسلہ باقی
قدم سی ہی میرے آباد کوچۂ زنجیر

کسیکے قامتِ موزون کا دہیان آیا ہے
تو چاہیے غزلِ عاشقانہ ہو تحریر

مطلع

ہنوز عشق جوان ہے اگرچہ ہون مین پیر
ایک آفتاب ہے مثلِ سحر گریبان گیر

لکہون جو بینی و زلف و دہن کے مین اوصاف
کہین یہہ سب ہے الف لام میم کی تفسیر

کرون جو شرح جدا ئے تو ای کمان ابرو
جدا رہین لبِ سوفار سان لبِ تقریر

ہمارے ضعف کی تاب نہین دیکہہ ای مجنون
دکہائی دیتی نہین صورتِ صدائے زنجیر

کسیکی نرگسِ جادو نی مار ڈالا ہے
ہمارے خاک ہے ہم چشمِ سرمۂ تسخیر

ہتو جنون مین بہی یاد خدا نہین بہولا
مجہی ہی دانۂ تسبیح دانۂ زنجیر

قدم اوٹہا نہین سکتا ہون ناتوانی سے — سدا ہی مثل حنا پای غیر سی تہ گیر

جنون مین بہی مجہی منظور راز پوشی ہے — مثال گیسوی جانان ہی بی صدا زنجیر

ہوا ہلال مین نے تیغ صورت ماہی — ہزار شکر نہین سر پہ منت شمشیر

مسی جو رات ہے تو ہین ستارے اوسکی دانت — شفق جو سرخی لب ہے تو رخ ہی بدر منیر

چہوا جو ابرو کو دیکہا غضب ہے قاتل نے — کمان ہاتہہ مین لے مین نے اوسنی مارا تیر

نہ لپٹین یار کی زلفین صبا چل آہستہ — کہین نہ کوئی کہ یوسف ہے بستۂ زنجیر

وہ خفتہ بخت ہون کہائی جو اسنے قسم میری — بچا گی صورت اصحاب کہف پہر قطمیر

تم اس جفا پہ ذرا دیکہو وفا میری — دہان زخم سی لیتا ہون بوسہ شمشیر

تیری مژہ نے یہہ کی مشق ناوک اندازی — اوڑا جو چہرۂ عاشق سی رنگ مارا تیر

ہماری قتل سی قاتل ہی کو نہین کچہہ عار — مژہ کی طرح سی منہہ موڑتی ہی شمشیر

جلایا آتش غم نی یہ ہمکو طفلی مین
مثال شمع پیا اپنی استخوان سے شیر

فسانہ عشق کا ہی مثل زلف یار دراز
یہی ہی خوب کہ ہو مختصر ہی اب تقریر

کتاب عشق کو رکہدو نمین طاق نسیان پر
قلم اوٹھا کے کرون مدح ایسی کی تحریر

کہ ہی وہ ابر سخا و شجاع و دریا دل
خدیو ہند و سلیمان وقار و کشور گیر

جناب اقدس سلطان و بر شاہ زمن
ملک سپاہ و فلک رتبہ آفتاب نظیر

کرون حضور مین اب عرض ایسی دو مطلع
کہ جسکا مطلع خورشید بہی نہووی نظیر

مطلع

جو چاندنی تیرا سایہ تو رخ ہی ماہ منیر
خدا کی فضل سی حکم آفتاب عالمگیر

تیرے کرم کی بدولت بہی مال و زر حقیر
کہ خاک در کیطرح پایمال ہی اکسیر

نہ کیون ہو صورت درج گہر دہان سوال
کہ تو ہی بحر سخا تیرا فیض ابر مطیر

تیری کرم سی گدا بی طمع ہوئی ایسے
کہ مثل آب گہر ہو گئی ہی موج حصیر

زبسکہ ہی تیرا دریائی فیض طغیان پر
گدا نی آب گہر سی کئی ہین گہر تعمیر

تیری بہار کرم کا یہہ فیض جاری ہے
نکل کی صفحہ سی اوڑتی ہی بلبل تصویر

کیا ہی سرو کو آزاد تو نی گلشن مین
صفات بندہ نوازی ہو مجہسی کیا تحریر

لگی ہین نخل تصاویر مین بہی پہول اور پہل
نہال ہین تیری بخشش سی گلشن تصویر

غریق آب گہر ہی فقیر کی کشتی
تیری کرم سی ہوا نی پائی پانی ابر مطیر

طلب کری جو کوئی مشک اوسکو بخشی ختن
جو شال مانگی کوئی بخشدی اوسی کشمیر

جو دیکہی تیری سخاوت فلک کی اوڑ گئی ہوش
گدا کو گاو زمین دیدی بجای کاسۂ شیر

پڑہی ایک اور بہی مطلع تیری صفت مین غلام
شہا اگرچہ ہی قاصر میرا لب تقریر

یہہ ہی تیری در دولت کے خاک کے تمام | کہ جس فقیر کو دیکھو ہی صاحب اکسیر
لکھی گا منشی گردون کچھہ اپنا حال تجھے | تیرا وہ رتبہ ہی ای آفتاب عالمگیر
یہہ کہکشان کا نہین خط فلک کے صفحہ پر | کہ عرضداشت کی مد اوسنی کی تھا تحریر
وہ تیرے عدل و حفاظت مین اب لکہون مطلع | کہ جسکا مطلع ثانی ہی مہر عالمگیر

مطلع

ہوی ہین تیری حفاظت سے بیخطر نخچیر | ہوا نہ زاغ کمان آج تک نشانہ تیر
تیری نیرمانی مین ظالم ہین بی سروسامان | کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہی بے تیر
تیری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے | خراب پانی سی ہو مثل گلشن تصویر
تو چشم کم سی جو اوسکے طرف نگاہ کرے | ہلال سی ہی دوچندان ہو آفتاب حقیر
ہوا وہ تیری اشارے سی جو نہو ناتھا | کھلا ہی ناخن ابرو سی عقدۂ تقدیر

تیری غضب کی صفت مین لکھا ہے جو مطلع | تو مثل شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ قہر سی تیری بنی ہر اونگلی تیر | ابھی ہو طائر رنگ حنا تلک نخچیر

کبھی جو وہ تیری بحکم سر اوٹھاے ذرا | مثال طوق بنی ماہ نو فلک ہو اسیر

جو چشم مہر سی دیکھی تو ذرہ ہو خورشید | نگاہ کم سی بنی ذرہ مہر عالم گیر

جلی اگر کوئی پروانہ شب کو اچانک | تو کاٹ ڈالی وہین سر کو شمع کی گلگیر

یہی سبب ہے جو گلگیر کاٹتا ہی سر | کہ دزد شمع کو کیون شمع نی دی تعذیر

مثال کاسۂ چینی وہ ہو تہی قالب | جو دیکھہ لی کہین خاقان چین تیری تصویر

عدو تو کیا کہ ٹھہرتی نہین ہے میان مین تیغ | تیرا یہہ رعب ہے ای سایۂ خدای قدیر

کہ جسطرح سی کوئی سانپ کینچلی ڈالی | نکل کی بھاگتی ہی یون نیام سی شمشیر

خجل ہو دیکھہ کی جوہر تیری شجاعت کے ۔ برنگ موجۂ شمشیر سی رواں ہو خمیر

نجومی دیکھیں تجھے پالکی میں تو کہیں ۔ کہ برج قوس میں آیا ہے آج مہر منیر

ہوا پہ ہو جو تیرا تخت ای سلیمان جاہ ۔ غبار اوڑنی نہ دی پہر زمین سی تا ابر مطیر

قلم تڑپ کے میری ہاتھہ سی نکل جائے ۔ تیری سمند کی چالاکی گر کروں تحریر

ہزار بار پہرائے وہ ربع مسکون میں ۔ نگہہ کو تا ہمرہ ہو نی آنی میں تاخیر

فلک کے ساتوں طبق ایکدم میں طے کر جائے ۔ تیری سمند کو کیونکر کہوں نہ عرش مسیر

جو دیکھی اوسی نام خدا تو اوڑتا ہے ۔ بجا ہی رنگ پرندہ سی گر کہینچی تصویر

اوسی ہی تازنگہ تازیانہ ہے افزوں ۔ جو دیکھی تو نکل جائے صفحہ سی تصویر

سوار فیل پہ دیکھیں تجھی تو سب کہیں ۔ کہ آج رات کو نکلا ہی مہر عالمگیر

لکھوں وہ فیل کے تعریف میں نیا مضمون ۔ قلم نی آج تلک جو کیا نہو تحریر

جو فیلبان ہے فرہاد تو ہی تیشہ کلک ... پہاڑ فیل اگر ہی تو دانت چشمہ شیر

یہہ جلد رو ہے کہ پہرے نہ ایکدم ہرگز ... اگرچہ سطرین ہون مضمون فیل کو زنجیر

یہہ کیا ہی دخل تیری مدح کر سکی گویا ... تیری صنعت مین ہی قاصر شہا لب تقریر

اوٹہاون ہر دعا تا یہہ اپنے ای مولا ... کہ تو ہی شاہ زمن مین ہون تیرے درکا فقیر

الہی تا رہے قایم یہہ آسمان و زمین ... الہی تا کہ رہی آفتاب و ماہ منیر

فلک پہ تا رہین اختر زمین پر آدم زاد ... الہی تا کہ رہی برق و رعد ابر مطیر

مژہ کو تیر کہین اور کمان ابرو کو ... ہمیشہ یار کے زلفون کو تا لکہین زنجیر

نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک ... سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر

کمان چرخ پہ تیرے عدو سکیے ہو حلقہ بگوش ... تیرے عدو کو لگائی شہاب ثاقب تیر

الہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے ... کہا کرین تجہی سب آفتاب عالمگیر

قصیدہ

بہار نے یہہ کیا گلشن جہان مین اثر
کہ کہل کی غنچۂ تصویر ہو گئی گل تر

خیال قامت جانان مین نالۂ عشاق
بنی ہین سرو وہین سی جہان ہو بار

زبسکہ خوف کف برگ کی ہی سیلی کا
جہان کی باغ سی اب ہو گئی ہوا صرصر

خزان غم سی ہر ایک مثل سرو آزاد ہی
سبہون کو غنچہ روش اب بنی ہی یا ہو زیر

خوشی سی پہول تو پہولی نہین سماتی ہین
نہال ہو گئی ہین گلشن جہان کی شجر

ہر ایک خار ہو سوزن برای بخیہ گری
بغیر لطف گریبان گل ہو چاک اگر

یہہ نازکی ہی پگہلتی ہی آتش گل سی
گمان شمع ہی ہر ایک شاخ گلبن پر

زمین پہ گرکی نزاکت سی ہو گیا ہی کبود
وگرنہ سایۂ گل تہا برنگ گل احمر

پڑا ہی عکس جو تپلی کا وقت نظارہ
ہوا ہی لالہ کو دو نازکی سی داغ جگر

یہہ عندلیب کو ہی خوف اوڑ نہین سکتے
ہوا کی صدمی سی ہوتی ہین گل خوشبو

صفا روش کے نہین کچھ بیان ہو سکتے
نظر کرو تو پہسلنی لگی ہی پای نظر

عجب بہین سے ہی جو ہون آہوونکی شاخ سبز
کہ اب نہال تصاویر مین ہین لگی ثمر

زیادہ آئینہ سی ہی صفای ہر دیوار
ایدہر سی صاف نظر آئی جو کہڑا ہو ادہر

کمال جوش پہ گلزار کی ہی رنگینی
پڑی جو عکس گل تر تو لال ہو پتہر

سیاہ ہی دیکہہ کی سنبل کی شام کا ہو گمان
سمن کی دیکہو سپیدی تو جلبی صاف سحر

غلط ہی یہہ جو مجہی ہی گمان شبنم کا
کہ یہہ اوترتی ہین گلگشت کی لئی اختر

ہر ایک رنگ سی یہہ ہو رہی ہی نیرنگی
کہ صاف بنگئی طاؤس طائران نظر

جو نشہ می کا ہی پانی مین جوش مستی ہی
تو ہر حباب لب جو ہی صورت ساغر

ہر ایک مرغ نوا سنج ہی جو نغمہ سرا
تو تال دیتی ہین کہڑکا کی برگ ہی شجر

یہہ رنگ دیکھہ کی حیران ہوا مین آینہ وار　　کہا خرد نی کہ ای سادہ لوح فکر نکر

بہار فیض ہی اوسکی ہی یہہ جہان گلشن　　ہی جسکی ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر

محیط پنجہ مرجان سی ہی نکالی ہاتہہ　　سخی ہی دست سخا کی ہین اوسکی دست نگر

تمام خلق کو اوسنی زبس نہال کیا　　برنگ غنچہ ہی مفلس کی مشت مین بہی زر

پڑہون حضور مین اب لاجواب ایک مطلع　　اگرچہ وصف سدا غایبانہ ہی لب پر

مطلع

تیری بہار کرم کا ہی فیض عالم پر　　کہ پہل تو رکہتی ہی تلوار اور پہول سپر

ہر ایک فیض سی تیری ہی زندہ جاوید　　یہہ کیا ہی دخل کوئی ہو یتیم جز گوہر

فقیر در پہ تیری جو گیا بنا وہ غنی　　کہ تیری خاک قدم مین ہی کیمیا کا اثر

نسیم صبح کو گر حکم ہو حفاظت کا　　نہ چاک ہووے گریبان غنچہ بار دگر

زرا الم ہو کسیکو تو ہو زیادہ خوشی
جو نکلی آنکہ سی آنسو وہین بنی گوہر

ہلال بنتا ہی تسلیم کو مہر کامل
صباح آتا ہی مجریکو خسرو خاور

نگاہ گرم سی گلشن برنگ مجمر ہو
شمیم لطف سی بن جای مثل گل اخگر

جہانکو ہی یہہ تیری چشم پرورش سی فیض
کہ طفل اشک کو دامن ہی دامن مادر

تیری تو عہد مین غم بہی یہہ حسرت راجان ہی
کہ سر کی کٹنی سی ہوتی ہی شمع روشنتر

مثال سرو بنی شمع باغ ہو محفل
کری جو بزم مین تیری نسیم لطف گذر

برنگ شمع ہر ایک نخل جلنی لگجای
گذر کری جو سوئی گلشن سموم قہر اگر

حجر بہی مثل شجر ہو گئی ہین سب سرسبز
بنی ہین سبزہ تہ سنگ سی نکلکی شرر

تیری قلم نی بہی لکہا نہ لفظ دلکو شکست
کسیکی دلشکنی تجہسی ہو بہلا کیونکر

زرا جو سر کو اوٹہای وہ تیری حکم بغیر
ہلال گردن گردون پہ پہیر دی خنجر

گمان سبکو ہوا ہر سپہ کی پاس ہی برق — گر ایکجا ہو کبھی سر سے تیغ اور سپر

تیرا جو اسپ فلک سیر ہووے گرم خرام — ہر ایک ہووے اوسی دیکھہ دیکھہ کر ششدر

کوئی کہی کہ یہہ بجلی چمکتی ہی بی ابر — کوئی کہی کہ یہہ شی ہی قیاس سے باہر

کوئی یہہ کہنی لگی ہی سمند برق خرام — ابھی زمین پہ تہا جا تا رہا ہے گردون پر

اگر تو شرق سے دوڑائے اسپ جانب غرب — سمند وہم کی لی باگ کوئی اور بشر

قدم اوٹھائے یہہ جبتک کہ باد پا تیرا — اودہر سی جائے اودہر آور اودہر سے ادہر آئے

جو تو سوار ہو تہا یہہ اور فوج ہو ساتھہ — تو کہئی تو ہی قمر فیل چرخ فوج اختر

نظر پڑا ہی تیرا جب سے فیل چرخ خرام — کسیکے جیح مین ہی عقل اور کوئی ششدر

ہر ایک کو فکر ہی دونو مین کون ہی تیہا — کبھی نگاہ فلک پر ہی گاہ ہاتہی پر

ہی سیر وصف مین قاصر زبان گویا کے — کرون دعا یہ قصیدہ کو ختم ہی بہتر

زبسکہ ہاتھ سی ہوتا ہے تیری سب کا بھلا
دعا یہ مانگنے لازم ہی سبکو شام و سحر

الٰہی تا کہ رہی آسمان اور زمین
الٰہی تا کہ منور رہین یہ شمس و قمر

خدا کی فضل سی مانند دانۂ تسبیح
مدام ہاتھ مین ہو تیرے گردش اختر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی زاد ملکہ و سلطنتہ

ہوا ہے آتش گل سی یہ عالم گلزار
کہ نخل طور ہین گلشن مین یکقلم اشجار

عجب ہے نام خدا لطف رنگ خاک چمن
حنائے ہوتی ہین پائے بتان دم رفتار

نسیم گل مین ہی تاثیر معجزۂ عیسی
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہیے بیمار

خروش خندۂ گل اسقدر ہے گلشن مین
کہ کان تک نہین آتی نوای بلبل زار

گذر جو زاغ کا ہو تو برنگ طوطی ہو
عجب نہین ہے جو زنگی بھی بن گلرخسار

جو گرد باد اوٹھی خاک سے بنی وہ سرو | چلی جو باد خزان بہی تو ہو نسیم بہار

چمن مین لائین اگر عندلیب کے تصویر | تو صفحے سی وہ نکل جاے ہی بجوش بہار

جو یاد صبح بنا گوش مین کرون مین آہ | زبان تک آتی ہی آتی بنی نسیم بہار

زمین تو غیرت آئینہ ہی عجب کیا ہے | لگی جو بولنی طوطی سبزۂ گلزار

اوگاہی خندۂ گل تخم اشک بلبل سے | کہ کچھ تلف نہین کرتی بہار فیض آثار

بسان شمع کہ روشن ہو شمع روشن سے | رکھین جو شاخ ثمردار پر عصا ہون بار

خمیدہ شاخ ہر اک گلکی ہی نزاکت سے | ہوا ہی تنگ یہ اپنا گلو کی اوپر بار

کہین نظر کی نہ صدمہ سے نیلوفر ہو جاے | نگاہ کر نہین سکتی ہے گل پہ بلبل زار

یہہ پاس ناز کے شاخ گل بنی گلشن مین | کہ دم چرائے ہوئی پھرتی ہی نسیم بہار

برنگ عارض خوبان ہین صاف لوارین | مثال گیسوئی محبوب سایۂ دیوار

شراب اوس ہی گل جام غنچی مینا ہین
نسیم لاتی ہی گردش مین اونکو سو بار

چمنمین پہرتی ہی مستی سی لڑکہراتی ہوی
کبھی روش پہ صبا اور کبھین نسیم بہار

یہہ عندلیبون نی گائین ہین نغمۂ رنگین
کہ رشک غنچۂ گل ہی ہر ایک کی منقار

برنگ شمع ہین گلچین کی انگلیان روشن
زبس فروغ پہ ہی آتش گل گلزار

فلک عطا کری شبنم سی پہر اوسی عینک
رکہی جو ضعف بصر چشم نرگس بیمار

ہر ایک شاخ گل تر ہی گردن طاوس
چمن مین لو قلمون چلتی ہی نسیم بہار

دماغ سب کا فلک پر ہی اب عجب کیا ہی
اوڑین جو کرمک شبتاب سان حجر سی شرار

قلم بناکی اگر کوئی شاخ گلبن کا
خط غبار لکہی تو بنی خط گلزار

برنگ شمع ہر ایک نخل ہی عیان اوسی
مگر ہی غیرت فانوس باغ کی دیوار

چمن کی سبزہ پہ اگر گرا جو شاخ سی پہول
سنا نہ تہا کبہی ہوتی گل پیادہ سوار

برنگ تیر تبی شاخ برگ گل مین ہر — مثال مرغ خزاں انکو کیا چمن نی شکار

طراوت ایسی ہی گر چاک جیب گل کو سیے — روان ہو دیدۂ سوزن سے آب صورت تار

ہر ایک شیے مین رطوبت نے یہہ کیا ہی اثر — بنا ہی کاغذ ابر سے برنگ ابر بہار

بہار دیکھی جو یہہ مینی باغ باغ ہوا — بسان غنچۂ گل کہل گیا میرا دل زار

گل طرب سی ہوئے شاد بسکہ بلبل طبع — خیال آیا کہ رنگین کہی کچھہ اشعار

کہ ناگہان یہہ خرد نی کہا کہ اوسکی مدح — سبب سے جسکے ہی اس گلشن جہان کی بہار

صبا سی کہدو کہ اب برگ گل کے ورق لائے — ہی اب مجھے نی نرگس قلم کی جا درکار

عوض دوات کے لازم ہی غنچۂ سوسن — عوض مین آب کے ثنا یا ہی شبنم گلزار

لکھون مین مدحمین شاہ زمن کے وو مطلع — کہ جسکے عقد ثریا بجان و دل ہو نثار

جو بیٹھا شاہ زمن تخت پر بعز و وقار — تو چتر بن کے پھرا سر پہ گنبد دوار

جو ماہ رخ ہی تیرا چاندنی قبا پر زر — گلی من دکش پروین ہے موتیونکا ہار

جو تیرا ابر کرم بحر پر ہو سایہ فگن — حباب مین ہون ببسان صدف در شہوار

لگی جو سنگ کو ٹھوکر تیری تو پارس ہے — قدم کی فیض سی اکسیر ہووے گرد غبار

صبا کری جو تیرے جود کا چمن مین بیان — تو گل صدف بنی شبنم بنی در شہوار

کردن مین عرض وہ رنگین مطلع ثالث — کہ جس سا یہ برگ گل تر ہزار کبھی نثار

مطلع

تیری سحاب کرم کا جو دشت مین ہو گذار — تو شاخین آہو دنکی سبز ہو کی لائین بار

زمین پہ ہاتھ جو تو دہوئے ای سحاب کرم — تو آب خاک کو کردی طلای دست افشار

جہان و اہل جہان تیرے زیر دست ہین سب — زمین پہ دست سخاوت تیرا ہے ابر بہار

ہی ایک آینہ بردار تیرا اسکندر / مثال قیصر و خاقان ہین تیرے خدمتگار

جو بیٹھی تخت پہ تو سب کہین سلیمان ہی / ہون دست بستہ کھڑی انس و جن بہمین بسیار

اگر بلندئ اقبال کا نظارہ کری / سر فلک سے گری آفتاب کے دستار

شہا تو ظل الہی ہی اور خلیفۂ حق / قدم جو کرسی پہ رکہی تو ہوی عرش وقار

چلی رکاب سعادت پکڑ کی افریدون / بجا ہی کہی جو دارا کو غاشیہ بردار

رکہا جہان کہ قدم تونی ای سحاب کرم / بنا ہی ابر دُر افشان زمین سی اوٹھ کی بخار

ہر ایک صدف ہی تہی اب لبان دُرِّ حباب / تیرا جو دست سخاوت رہا ہی گوہربار

کری نہ جیب سحر چاک پنجۂ خورشید / شمیم زلف جو ہووی تیری حامی شب تار

گزند عہد مین پہر تیری کسطرح ہووی / دہن مین رکہتی ہین تریاق بدلی زہر کی مار

نسیم حفظ جو حافظ ہو تیری دریا کی / سر حباب پہ آوی نہ موج کی تلوار

کتان و ماه رہین یک ایک جا مین گیاه و شعله رہین یون که جیسی سنگ و شرار

یہہ عدل ہی کہ نکالی ہی گرگ ناخن سی جو لگ کے ٹوٹ رہا پائے گوسفند مین خار

یہہ عیش عدل سی ہی اب کہ صورِ مطرب مگس بجاتی ہی شادی سی عنکبوت کا تار

ہوا سی صورتِ آتش چراغ روشن ہو بسانِ دوست ہی دشمن ہر ایک کا غمخوار

نگاهِ گرم سی پانی انار کی ہون شرر شرارِ سنگ تلطف سی دانہہاے انار

بسانِ زاغ کمان تیر سی نہ پہنچی گزند اگرچہ مرغ کا ہو خانہ کمان مین گذار

رہی ہی آب سمندر کیطرح آتش مین پلی ہی صورتِ ماہی میانِ آب شرار

ہزاروں قلعه ہون مفتوح تیرے حکم سی یون کہلین نسیم سی جس طرح غنچہ گلزار

کبہی نہ ٹہرین تیری سامنی تیری دشمن اگرچہ ایک تو یکتا ہو اور وہ لاکہہ ہزار

زمین تو مثلِ فلک بہاگی اور وہ جیون اختر مثالِ مہر جو نکلی پکڑ کی تو تلوار

عدو کی سر نظر آتی ہین قطرہ بارانکی
برنگ برق نکلتی ہی جب تیری تلوار

زبسکہ ہی تیری تیغ خمیدہ کی ہیبت
چلا نہ سر کو اوٹھا کر یہ گنبد دوّار

ہمیشہ سحاب کا اوسکی خیال رہتا ہے
ہی آگی آنکھون کے آٹھون پہر تیری تلوار

عجب نہین ہی کہ دشمن بصورت احول
جو ایک شی کو کہی دو ہین اور دو کو چار

کمان قوس قزح ہی شہاب ثاقب تیر
فلک سے ہے تیر فگن ایک چاکر سرکار

ق

تیری سمند کی کسی بیان ہو چالاکی
مصورون کو ہی تصویر کھینچنا دشوار

کفل پہ یعنی ذرا چھو گیا جو خامۂ مو
نکل گئی وہ بین تصویر صفحی سی یکبار

ق

تیری سمند کا مضمون اور گوڑہی کا
جو ایک بیت مین باندہی کوئی یہ بہی دشوار

جو ہاتہہ آئی بہی مضمون اوسکا اوڑ جائے
برنگ طایر رنگ حنا ہو آخر کار

ق

مصور اوسکا پری چہرہ جب بناتا ہے
اور اوسکی گرتا ہی اعضا کو ثبت دہ ہوشیار

نہین بناتا ہے پا اوسکی خوف جولانسے
نہ گرد کہینچ لی جب تک کہ چرخ سے دیوار

گر اوسکی گرم رویکا بیان کرون کبہی
تو شکل برق بنی پہر میرالب اظہار

عیان ہے صاف شب قدر سرکی چوٹی سے
طلوع صبح ہی اوسکی جبین پر انوار

ہوا کی دوش پہ گویا کہ سنبلستان ہے
ہی اوسکی گردن موزون پہ یال سی بہہار

دم سیاہ ہی یون جلوہ گر سر توسن
کہ درمیان مہ و مہر ہے عیان شب تار

پہر آئی روی زمین سب وہ گام اوٹہان مین
کہ جیسی صفحۂ قرطاس پر پہرے پرکار

یقین ہی سیکڑون فرسنگ اوجائے بیکے صدا
لگائی ساز مین مطرب جو موی یال کا تار

شہا صفت تیرے توسنکی مجہسی کب ہو بیان
جو شادہ مرکب عالی کہ جسکا تو ہو سوار

ق

سوار ہوئی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہہئی تو مہ تابان ہے آدر دہ شب تار

جو دیکہین اوسکو کہین سب کہ چہا گئی ہے گہٹا
کہین چمک گئی بجلی جو دیکہہ لین رفتار

اگرچہ دائرہ حلقی ہون سطرین زنجیر
نہ ٹھہرے تیسہ بھی مضمون اسیر رفتار

جو پانی پہنچی وہ خرطوم سی کہین دہقان
ہمارے کشت پہ برسائے آج ابر بہار

کرون دعا پہ قصیدہ کو ختم اگر یا
کہ مدح کر نہین سکتا میرا لب گفتار

نسیم صبح اجابت ہوئی ہی جنبش مین
مین اپنے دست دعا کہولون غنچہ سان یکبار

الہی تا رہی گلزار خلد و باغ جہان
چمن مین پہرتی رہے جب تلک نسیم بہار

بگوش دل سنین جبتک سخنکو صاحب فہم
صدف مین قطرۂ نیسان ہو تا در شہوار

رباب و چنگ و دف و نی ہو تا کہ زور نو بزم
پیالہ اور صراحی ہو می ہو اور میخوار

شہا بحشمت و اقبال و شوکت و اجلال
تیرا مدام رہی تخت و تاج و جاہ و وقار

نسیم عیش سی خندان ہون دوستی گلکی روش
چمن مین عمر کی ادنے رہی ہمیشہ بہار

گرہ کشا ہی جبین ہو صبا نہ دشمن کے
برنگ غنچۂ تصویر تا بروز شمار

کہا کری یہ عدو سوز آتش غم سی
جلا جلا و قنا ربنا عذاب النار

بسم اللہ الرحمن الرحیم
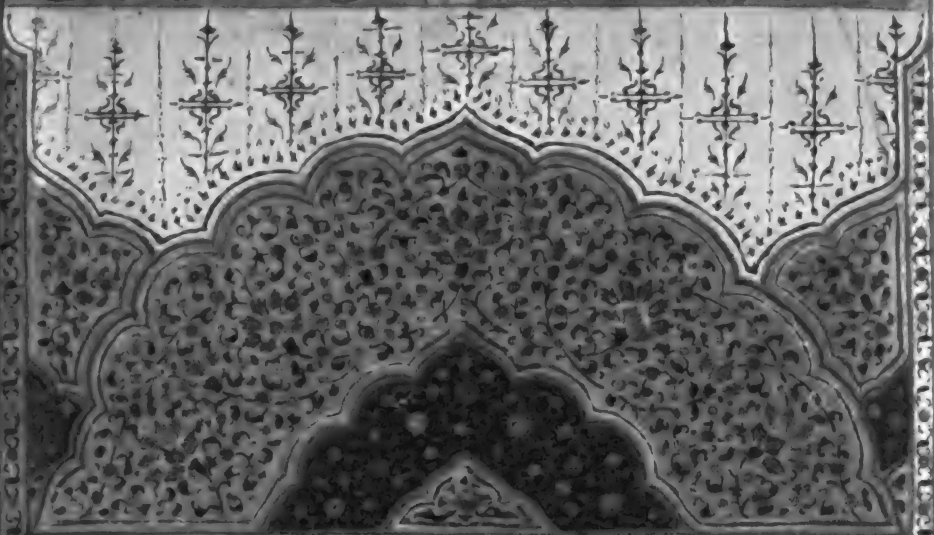
کیا کیا کرون مین شکر خدای قدیر کا
بخشا ہی مجہہ فقیر کو رتبہ امیر کا

مانگون خدا سی عشق شبیر و نذیر کا
ردکب کری کریم سوال اک فقیر کا

خون روون چشم زخم سی مین تیری یاد مین
یارب نشانہ ہون تیری الفت کی تیر کا

دل تڑپی مثل برق تری فرقت مین
عالم ہو میری چشم مین ابر مطیر کا

روشن ہو تیری یاد سی دل مثل آفتاب / عالم جبین مین سجدہ لیسی ماہ منیر کا

بخشش یہ وہ جو آئی تو اہل نعیم سے / ہرگز ملی دماغ نہ اہل سعیر کا

بیدار ہون نصیب جو آنکہین ہون خواب مین / دیکہون جمال تیری بشیر و نذیر کا

وعدہ کری تو حور کا اور مین کرون قصور / تیرا تو وہ کرم یہہ قصور اس قصیر کا

اس بندہ پروری کا بہلا کس سی ہی شکر ہو / جب ہو خیال پہلی تو بد بیتی تیر کا

پاپوش جسکی سر پہ رکہی بادشاہ ہو / اللہ ری مرتبہ تیری در کی فقیر کا

یارب مین تیری راہ مین ثابت قدم رہون / چہوٹی نہ مجہسی ہاتہہ میری دستگیر کا

بہشت مین بہی ساقی کوثر کا نام لون / ایسا ہو نشہ بادۂ خم غدیر کا

سلطان لایزال کی گویا صفت کرون / کیا منہہ بہلا ہی مجہہ سی فقیر حقیر کا

تصور تھا جو وقت مرگ اک لیلی شمایل کا
مری تابوت پر دہوکہا ہوا مجنونکو محمل کا

وہی تھا جبکو مین سمجھا من و تو اک مدت تک
رہی غفلت رہا مین مدعی دعوای باطل کا

تعلق ہوی دامنگیر سالک کا یہہ ممکن ہے
نہین آب روان کو خوف موجونکے سلاسل کا

نہین ہی علم جانبازی مین کچھ حاجت معلم کی
تڑپنا آپ ہی استاد ہی تعلیم بسمل کا

خدا کی یاد سی غافل نکر اس قلب خاکی کو
کہ نور ذکر رونق بخش ہی اس آئینۂ گلکا

بسان اشک بی تاثیر ہین اس کشت عالم مین
ارادہ میرے دانی سی نہ رکھی کچھ حاصلکا

نہین ملتی ہی ہاتھونکو گریبان کبھی فرصت سے
پکڑنا قیس کو دشوار ہے دامان محملکا

سویدا ہی سواد منزل مقصود راہرو کو
نہ پہنچا کعبہ کو جو نابلد ہی وادی دلکا

سیہ زندان تن ہی روح صافیکو قفس میرے
ملک کو کسطرح خوش آئی مسکن چاہ بابل کا

نہ دیکھون سوئے دریا تشنگیمین مدعا غم سی
اگر مین غرق ہون دامن کبھی پکڑون نہ ساحلکا

بہرا ہی جام مہر و ماہ مین شربت شہادت کا
یہہ مینائی فلک شیشہ ہے یک زہر ہلاہل کا

ازل سی چلتی چلتی گو کہ تک پہنچی ہین مشکل سے
کنارہ اب تلک پایا نہین مقصد کی منزل کا

برنگ خوشۂ انگور تہین لاکہون گرہ دلمین
کہلا ایک جام سے ساقی کی عقدہ میری مشکل کا

زبان کی بند ہر جا ہے روزن کہل گئی دلکی
نظر کی بند پردہ اوٹہہ گیا بس سد حائل کا

نہین ممکن کوئی سیراب ہو دریای الفت سے
بہ این قربت ہمیشہ خشک لب رہتا ہے ساحل کا

بنایا کعبہ ابراہیم نے اوس کا یہہ باعث ہے
کہ بنا سخت مشکل تہا کسی سی کعبہ دل کا

تجرد سی رہا ہو کر پہنسا دام تعلق مین
بڑا نادان ہے سایہ کسی جو خواہان ہو مشکل کا

جنون پر میرے جو ہنستے ہین وہ الفت سے ہین غافل
کہ ہی مذکور دیوانونکا اکثر نقل محفل کا

مثال دانۂ تسبیح سو کی ہاتہہ تک پہونچا
کسی سی حل ہوا عقدہ نہ ہرگز میری مشکل کا

میری مشکلکشائی غیر ممکن ہے کہون کس سے
مگر مشکلکشا مشکلکشا ہو میری مشکل کا

تجرد سی رہا ہو کر پہنسا دام تعلق مین
ہُبرا نادان ہے آسانی سی جو خواہان ہو مشکل کا

جنون پر میرے جو ہنستی ہین وہ لذت سے غافل ہین
کہ ہے مذکور دیوانونکا اکثر نقل محفل کا

مثال دانۂ تسبیح سو کیے ہاتہہ تک پہونچا
کسی سی حل ہوا ہرگز نہ عقدہ میرے مشکل کا

میری مشکلکشائی غیر ممکن ہے کہون کیسے
مگر مشکلکشا مشکلکشا ہو میرے مشکل کا

ملین ہین روح کو شہپر برائے عرش پرواز
نہو پابند ای گویا تو جسم پائے در گلکا

اگر نامہ مین لکہدون حال کچہہ بیتابئے دل کا
ابہی عالم ہو مرغ نامہ بر مین مرغ بسملکا

یہہ کس نے ہاتہہ سی اپنے گیا گل شمع محفلکا
ہوا گلگیر مین عالم جو منقار عنا دل کا

بوقت ذبح منہہ کو پہیر کی تکبیر کہتا ہے
عدو قاتل ہی کیا اللہ اکبر اپنی بسملکا

گرفتہ خاطرو نکو زخم کارے ہی کشاد دل
کری وا ناخن شمشیر عقدہ میری مشکلکا

برنگ گل جگر ہوتی ہین ٹکڑی تشنی والون کی
نیا انداز ہے بلبل ہماری شیون دل کا

ہوی ہے جب سے الفت یار چاہ زنخدان سے
وہ شتون کیطرح محبوس ہے دل چاہ بابل کا

ذرا تو بہی تو آ کر دیکہہ طرفہ سیر ہی ظالم
تماشائے ہی عالم آج تیرے صید بسمل کا

میرا سر کاٹ ڈالا آج اوترا بوجہہ گردن سے
وہان زخم تا محشر کریگا شکر قاتل کا

موئی پر بہی ہی فکر زینت معشوق عاشق کو
حنائی ہو گیا خون سے ہمارے ہاتہہ قاتل کا

جنون تہپڑ سن مرنے پہ بہی نازک دماغی سے
رکہا ہی پہول چہاتی پر تو گویا بوجہہ ہے سلکا

لکہون وصف رخ پر نور جانان روشنائی سے
زمین شعر مین دکہلاؤن جلوہ ماہ کاملکا

یہی آتا ہی دل مین چشمۂ شیرین مین جا ڈوبون
گوارا ہی جدا ہونا کب اوس شیرین شمائلکا

تماشا شیشہ بازیکا دکہایا اوس پری رو کو
کہاون حال قاصد نی میرے بتلائی دلکا

میرا وہ دشت وحشت خیز ہے تیرے لیئے جو آ نکلے
برنگ گل ابہی ہو ٹکڑی ٹکڑی پردہ محملکا

مین مانگی جاؤن بوسہ گرچہ سو تلوارین مارے تو
دہان زخم سی مین کام لون کبہا سایل کا

زمین پر یار جب چلتا ہی دل پامال ہوتا ہے
قدم ہی عرش پر پڑتا ہے میرے خورشید منزل کا

تو وہ ہی شمع رو تجہہ سی اگر تشبیہ دیتا ہین
فلک پروانہ بن جاتا چراغ ماہ کامل کا

الہی زلف سے آئینۂ رخ صاف کہنہ بیٹہی
کہ ہی سجا اولجہنا ہر کسی سی کام جاہل کا

شب فرقت کا گر وہ حال پوچہی یا کہیو اے قاصد
بہت رویا بہت پیٹا بہت تڑپا بہت بلکا

جو وحشت مین قدم رکہون زمین پر آسمان کانپے
ہلا دے عرش کی زنجیر کو نالہ سلاسل کا

بہ تنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوبے مرتا
تہا دیتی قضا جو گہاٹ مجکو تیغ قاتل کا

جفا گر وہ کریگا تو وفا مین بہی دیکہاؤنگا
دہان زخم سی لی لونگا بوسہ تیغ قاتلکا

برہنہ کیا ہی وو دریا مین گویا تیغ عریان ہے
ہوا ہے مردم آبی مین عالم نیم بسمل کا

کوئی مجھہ سا دیوانہ پیدا نہوگا
جو ہووے تو پہر ایسا رسوا نہوگا

نہ دیکھا ہو جسنے کبھی اوسکے آگے
ہمین لنترانی سُنا تا نہوگا

گیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل
تو گلزار پہولا سمایا نہوگا

قیامت کی منکر جو ہین اے ستمگر
تیری قد و قامت کو دیکھا نہوگا

کبھی اسکی ہمسی نجائیگی ہرگز
فلک جبتلک خوب پیدا نہوگا

وہ ایسا نہین جسپہ ہووے بات سنکر
کوئی اور ہووےگا گویا نہوگا

صندلی رنگ پر مین مر ہی گیا
درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

جی میرا تن سے سفر کر ہی گیا
وہ تو گہر مین رہے یہان گہر ہی گیا

کیا لکھین خط کہ تیری خط نکلا
کہیو قاصد کہ وہ دفتر ہی گیا

میری قاتل کا لڑکپن دیکھو
دیکھہ کر خون کو میری ڈر ہی گیا

مین مُوا کون کریگا وہان شور
آپ کے کوچے سے اب شر ہی گیا

قتل عشاق سے اب نفرت ہے
تیغ ابرو سے یہہ جوہر ہی گیا

واہ رے رشک نہ تنہا چھوڑا
جی میرا تیری برابر ہی گیا

او مسیحا نہ خبر لی تو نے
وہ جو بیمار تہا لی مر ہی گیا

پانون تو مین نے ادب سے نذر کی
راہ مین تیرے میرا سر ہی گیا

جان بہی میری گئے ہی ہمراہ
نامہ کیا لیکے کبوتر ہی گیا

آور گویا سے وہ کیا کہتا ہے
ایک سر تہا وہ فدا کر ہی گیا

پڑ گیا ہی عکس ادہر رو جو تیرے گال کا
ماہ کامل بنگیا ہی چاند تیری ڈال کا

اوپری پیکر مین دیوانہ ہون تیرے بال کا / طوق ہو میرے گلے مین حلقۂ خلخال کا

گرم رفتار ہے وہ اپنے دیکھکر کہنے لگا / شعلۂ جوّالہ ہے حلقہ میری خلخال کا

حال دل لب تک نہ آیا ہے یہی حکم وفا / مہر خاموشی نے رکھا ہے نام یہان تبخال کا

تو قدم جس جا رکھے آنکھین بچھاؤن خوبرو / حلقۂ چشم پری حلقہ بنے خلخال کا

وصف اوس موئے کمر کا خط مین لکھدین ہم اگر / دایرہ ہر ایک کبوتر کو ہو پھندا بال کا

یہہ یقین ہے دم مین زخم خشک ہو جائے ہرا / ہون وہ گریان کہین پھاہا گر میری رومال کا

میکشی جب ہجر مین کی دل ہوا جلکر کباب / منہہ سے جب ساغر لگا عالم ہوا تبخال کا

تو نے جو چاہا کہ ہو بس وہ ہوا مجھسے عمل / ہو گا تیری ہاتھہ مین نامہ میرے اعمال کا

یہان تلک رویا کہ پہنچا تا فلک دریائے اشک / عقرب گردون پہ دھوکھا ہو گیا گھڑیال کا

دیکھکر داغ دل سوزان میرا نالان ہوا / آفتاب حشر کو دھوکھا ہوا گھڑیال کا

جو اوٹھاتا ہے طمع سے ہاتھ وہ بے رنج ہے
طائر رنگ پریدہ کو خطر کیا جال کا

یاد میں پہنا جو تونے ماہ کامل بن گیا
تھا بر رنگ ماہ نو حلقہ تیری خلخال کا

جب تیرے منہ سے ہوا نکلا بنا ابر بہار
دم میں کھل جائیگا غنچہ بھی تیرے منہ نال کا

مت چھپا رخ کو لب بام فلک سے [illegible]
مہر و مہ میں بن تیرے عالم ہوا انجال کا

اسقدر دلچسپ ہے شکل اوسکی گر پڑجائے عکس
نقش ہو آئینہ و تصویر میں تمثال کا

دیکھ لیتا ہوں جو مہر و مہ کو بارہ مرتبہ
پھر تو ہوتا ہے یقین اوس دن پہ مجکو سال کا

جو کہ دنیا میں ہے وہ پستا ہے تیرے چال کر
باغ عالم میں ہے عالم سبزہ پامال کا

قتل کرنے کو جو آیا ہو گئی بس مجکو عید
تیغ قاتل کو میں سمجھا چاند ہے شوال کا

یاد دن تیرے ٹھوکرین کھاتی کٹی گویا کی عمر
نقش پائے یار ہے نامہ میرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز آمین تیرے چال کا ❊ اب زمین شعر مین بہی خوف ہے بہونچال کا

مردے بھی اوٹھتے ہین سنکر ہی یہہ طرز گفتگو ❊ ایک عالم جس پہ مرتا ہے وہ عالم چال کا

ابر کہتے ہین جسی ہے سایہ مژگان تر ❊ دامن دریا ہے اک گوشہ میری رومال کا

خون ناحق لیے نہ سر پر مہندی نے ہاتہو مین مل ❊ دل لیا جاتا ہے او ظالم تیرے پامال کا

چاندنی کا دنکو بہی جہمی سر تیرے رکہتی ہین خوف ❊ پرتو افگن ہے زمین چاند تیری ڈہال کا

ہی یقین آنکہین مری ہی اب اوڑ کے دیکہین گے تجہے ❊ حسرت دیدار مین ہوگا مرض پر بال کا

ہی پریشان سراسر گیسوئے خمدار مین ❊ اڑ گیا ہی صبر ظالم کس پریشان حال کا

مین فقیری مین بہی ہے خوش نشین ہمبستر رہا ❊ بسترا مین نے بنایا ہے ہرن کے کہال کا

کیا دہوان دہار آج ہمسے شعر موزون ہو گیا ❊ بندہ گیا مضمون جو تیرے تیغ کے منہبال کا

شیشی کی منہنال پر عکس دہان سرخ ہے ❊ صاف ہو جاتا ہے دہوکہا لعل کی منہنال کا

غیب سے آ آ کی طایر دیکھنا ہونگی اسیر
کہا کی بل موے کمر بنتا ہی پھندا بال کا

دیکھکر رفتار او ظالم موئی جاتی ہی خلق
کم نہین تلوار کی چلنی سی عالم چال کا

کیون نہ بن جاے زمین قدمون کے نیچے آسمان
ہی برنگ ماہ نو سایہ تیرے خلخال کا

تیری عکس رخ سی ہی خوشبو سیر کے پہولین
روغن گل بنگیا ہی صاف روغن ڈال کا

دیکھکر خط انتظار ایسا کبوتر کا کیا
ہو گیا آنکھون مین آخر عارضہ پربال کا

تو گجر بجتی گیا اور مین ادہر بلس مر گیا
کوس رحلت کی صدا نالہ ہوا گھریال کا

ہم فقیرون مین ہین گویا بادشاہی کرتی ہین
زیر سایہ اپنی ہے سایہ ہما کی بال کا

وصف لکہتا ہی کس گل تر کا
ہی رگ گل جو تار مسطر کا

آپ سی جب گذر گئی پہونچی
یاد ہی راستا تیری گہر کا

آہ موزون کے ساتہہ نالہ کرون
خوب مصرعہ یہ ہے برابر کا

یاد دندان مین ہم جو روتے ہین
اونہی طوفان آب گوہر کا

کب تلک ان بتونکی ظلم سہون
ای خدا دل نہین ہی پتہر کا

ہون وہ ثابت قدم کہ صورت شمع
کٹ گیا سر ولی نہ مین سرکا

ہی مجہی عشق ساقی کوثر
ساقیا جام دیجو کوثر کا

کون سویا تہا کہول کر زلفین
تار سنبل ہے تار بستر کا

اوسنی صندل لگایا تہا پر
درد دونا ہوا میرے سر کا

کیا بنائی کمان ابرو سی
چومئی ہاتہہ اوس کمانگر کا

طائر جانکو نامہ بر کیجی
کون احسان لے کبوتر کا

کبہو ابر بہار سی آئیے
دیکہہ لے جوش دیدۂ تر کا

وہ پری رتبہ مین سلیمان ہے
نقش پا آئینہ سکندر کا

خال مہرو سی دے ہی جو تمثال
ہی فلک پر دماغ اختر کا

زخم پانی چوراتی ہین ظالم
مین وہ پیاسا ہون آب خنجر کا

داغ دل گر دکہاوں گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہہ اشارہ کر رہا ہی ہمکو حلقہ دام کا
ہی کف صیاد مین دانہ ہمارے نام کا

گر کبہی ہمچشم ہو چشم بت گلفام کا
پوست کہنچا جای اس تقصیر پر بادام کا

کہل گیا گیسو چمن مین کس بت گلفام کا
موج بوی گلمین عالم ہو گیا گلدام کا

آنکہہ پرتی ہی جو اے صیاد بر نخچیر کے
آنکہہ کا ڈورا ہی کیا ہر ایک ڈورا دام کا

مجہہ مین اور اسمین اب ایسا ہے ہجوم اختلاط
دخل ہو سکتا نہین ہے بیچ مین پیغام کا

بھول جائی اپنا بل کرنا ابھی شاخ غزال
پیچ دکھلادی جو تو گیسوی عنبر فام کا

تھی یہہ الفت چشم جاناں سی مجھی طفلی مین ہی
شیر کی بدلی سدا شیرہ پیا بادام کا

ہم اسیرون نی کیا جو نرگس گلشن کا ذکر
آنکھین دکھلانی لگا حلقہ ہر اک گلدام کا

چشم کی ابلق کو جسدم لایا ہی جولانمین یار
رہگیا ہی پیچھی توسن گردش ایام کا

واہ ری قسمت کی خوبی آگیا پیغام موت
پر جواب آیا نہ وہان سی ابتلک پیغام کا

اپنی پہلو مین جگہہ دی کون غیر از سوز غم
آہ مین اشک چکیدہ ہون کباب خام کا

نکلی سنگ آسیا سی تق نکر ہر شرر
ایکدانہ سمجھی ای گویا جو میر نام کا

واہ ری تلوون کی رنگت نقش پا گلگون ہوا
ہای ری قد سرو جسکی سایہ سی موزون ہوا

مصرعۂ ابرو مکرر لکھہ دیا استاد نی
اُسی بہتر دوسرا مصرعہ نہ جب موزون ہوا

دیکھتی ہی زلف کا مضمون ہاتھہ آیا میری
مجکو سنبل کا نظارہ سانپ کا افسون ہوا

وقت فکر آیا یہہ کسکی تیر مژگان کا خیال
صفحۂ کاغذ پہ بسمل طائر مضمون ہوا

جا ہی اشک ایسا ہی انکہون سی غبار دل گرا
ای جنون دامن ہمارا دامن ہامون ہوا

ہو گیا تاراج اپنا کشور صبر و قرار
ملکی مسی پان کا کہانا ہمین شبخون ہوا

انقلاب عشق آخر چرخ نی دکہلا دیا
یعنی وہ لیلی شمایل بہی مرا مجنون ہوا

مہندی ہاتہون مین لگا کر یار پچہتایا بہت
مفت مین جب اوسنی دیکہا عاشقون کا خون ہوا

تذکرہ سی رخ کی گویا صاف تہی آثار صبح
ہوگئی شب پہر جو ذکر گیسوی شبگون ہوا

ناتوانی سی یہہ نقشہ ہی تری رنجور کا
سمجہی پا بیل گر صدمہ ہوی پای مور کا

ہی دم گریہ جو دہیان اوس نرگس مخمور کا
آنسوؤن مین ہی عالم خوشۂ انگور کا

وہ اگر خالی نکر جاتا میری آغوش کو
تسلی مشتاق مین پھرتا کنار گور کا

دار مژگان پر آے کیون کھینچی حق کھو
کیا میری دل پر گنہ ثابت ہوا منصور کا

موذیون کے خانہ برباد مین ہے اکثر بھلا
شہد ہاتھہ آیا جو گھر ویران ہوا زنبور کا

کیون نہ مین تاکون دم گلگشت گلشن تاک کو
تاکنی والا ہون اے ساقی نرگس مخمور کا

حق پہ سر کٹوا دیا ابن علی نی دیکھہ لو
طعن ناحق ہی جو سر کاٹا گیا منصور کا

مثل دوزخ جسم سی جنت مین اوٹھنا ہے اگر
بعد مردن بھی یہہ عالم ہی تن محرور کا

وصل کا وعدہ وہ کب لکھتا ہی نامی مین مجھے
نام وصلے پر نہین لکھتا جو مجھہ مہجور کا

بادشاہی کو فقیری سے سمجھتا ہے ذلیل
حوصلہ تو دیکھو گویا سی بیمقدور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور کا
زخم ہی ہر ایک ساغر بادۂ انگور کا

وصف گر لکھون مین اوسکے عارض پرنور کا
ہاتھہ مین میرے قلم بن جائے شعلہ طور کا

دیکھہ لی آگی زمین کے آسمان بیتابی خم
خاکساری سر جھکا دیتی ہی ہر مغرور کا

اشک مثل آبلہ ہین اور مژہ بچشم خار
ضعف سی اب چشم کی گردش سفر ہی دور کا

جائے حق پر ہنسی لگین زاہد انا الحق جذب سے
رشتۂ تسبیح گر ہو پنبۂ منصور کا

جس نے دیکھا بس وہین دونی لگا ناسور زخم
چشمۂ خورشید سے ہے چشمہ میری ناسور کا

جام می پی یار ہمکو آفتاب حشر سے
قلقل مینائے ساقی صاف نالہ صور کا

لب کبھی سے شکوے سی اپنی آشنا ہوتی نہین
ہی دہان شکر ہر ایک زخم مجھہ مشکور کا

بنگیا وہ طور مین جس کوہ پر نالان ہوا
نالۂ سوزان فتیلہ ہی چراغ طور کا

شمع سان سو بار سر کٹکر میرا پیدا ہوا
بوجھہ اوٹھانے پر نہ جھٹکارا ہوا مزدور کا

اپنی جھومڑ کو جو وہ دیکھے نگاہ مست سے
ہو ہر ایک موتی مین عالم دانۂ انگور کا

ابر تر مژگان تر ہے برق آہ شعلہ بار
بیقراری سی یہ نقشہ ہی تیرے رنجور کا

گیسوی مشکین مین آوے دل کو ہو آرام کب
رنج ہو جاتا ہے افزون اُنکو رنجور کا

منہہ چھپا لیگا جو وہ زلف سیہ سے صبح حشر
روز محشر پر گمان ہوگا شب دیجور کا

زلف پیچان کا خیال آجاے گر ہنگام فکر
باندہئے سو پیچ سی مضمون شب دیجور کا

دلکو کس گلکا عرق آلودہ رخ آیا ہے یاد
عطر دان کا منہہ بنا ہے منہہ ہر اک ناسور کا

نام اک میخوار کا ایسا کیا گویا نے ورد
دانہ تسبیح دانہ بنگیا انگور کا

ہمنے جب روئے یار کو دیکھا
صنعت کردگار کو دیکھا

خط و رخسار یار کو دیکھا
سبزہ و لالہ زار کو دیکھا

صاف تو کہدے کیون مکدر ہے
کیا ہمارے غبار کو دیکھا

یہہ تڑپ کر جو گر پڑی بجلی
کیا دل بیقرار کو دیکھا

تجھہ سا کوئی نہیں گل رعنا
چمن روزگار کو دیکھا

دل صد چاک سی کیا شانہ
پنجہ سی زلف یار کو دیکھا

نہ اوسی لا سکی تو مر گئی آپ
جبر اور اختیار کو دیکھا

اپنی غفلت ہی عین ہوشیاری
خواب مین ہمنی یار کو دیکھا

موت آئی مگر نہ یار آیا
اثر انتظار کو دیکھا

یاد آیا میرا تن پر داغ
اوسنی جب لالہ زار کو دیکھا

دیکھہ کر مجھہ کو بزم مین لولا
باغ مین ہمنی خار کو دیکھا

چھٹ گئے ہاتھہ سی عنان شکیب
جسنی اوس شہ سوار کو دیکھا

ہو گیا مست جیسی گو بانی
ساقی گلعذار کو دیکھا

جلوہ گر آنکہونمین گر وہ بی نشان ہوجائیگا
ہر مکان اپنے نظر مین لامکان ہوجائیگا

جان قاتل کی پہ سر کا جب عیان ہوجائیگا
جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہوجائیگا

جی نکل جائیگا تن سے تو گیا صیاد اگر
طائر جان دیکہنا بی آشیان ہوجائیگا

حسن روز افزون دکہائیگا جو وہ جمال
پیر مانند زلیخا پہر جوان ہوجائیگا

موت جب نزدیک آئے پہر ملی اوسنی تو لیا
فائدہ گر وہ ہوا تو یہہ زیان ہوجائیگا

مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ تربت سے مری
ابر رحمت کا مقرر سایبان ہوجائیگا

وصف قاتلکا کرونگا مین دہان زخم سے
ٹوٹ کر گر رہگیا خنجر زبان ہوجائیگا

ای معلم مت پڑہا اس طفل کو زیر و زبر
جنبش لب سے تہ و بالا جہان ہوجائیگا

ہوگی زلفون سے صفائی روی جانا کی سبب
صلح ٹہریگی جو قرآن درمیان ہوجائیگا

جلوہ فرما ہے جو تیرے لب شیرینکی پاس
سبزہ خط طوطی شیرین زبان ہوجائیگا

کہول دینگی شعلہ رو زلفین تو رو دیگا جہان
انکہہ سی نکلینگی آنسو جب دہوان ہو جائیگا

پست ہوگا آسمان ہو گئے زمین سر سی بلند
میری نالون سے تہ و بالا جہان ہو جائیگا

جو ہوا کامل وہ کرتا ہی خموشی اختیار
ماہ نو جب بدر ہوگا بی زبان ہو جائیگا

آستان یار پہ چہوٹیگا نہ بعد از مرگ بہی
سنگ مدفن مجکو سنگ آستان ہو جائیگا

دل جلا تو آئیگا لب پر مقرر دود دل
آگ بہڑکی گی وہان اور یہان دہوان ہو جائیگا

سرخ ہو بانات اوسکی جو ٹیکا نظر آیا اگر
وصل مین مجکو شب خون کا گمان ہو جائیگا

شور ہوگا چار سو آئے یار مشتاق کا
ایکدم بہی تو جو نظرون سے نہان ہو جائیگا

ایکدل دیکی ہزارون اوسکی لوبی لینگی ہم
فائدہ ہوگا بہت تہوڑا زیان ہو جائیگا

برق چمکیگی چمن مین گر تبسم سے ترے
نخل ایمن ہر نہال بوستان ہو جائیگا

گر رہی عشاق کی جب آنکہہ نہ ٹہری گی
آپکا یہہ تیر ہم شکل کمان ہو جائیگا

ہاتھ مین میرے ملا نکی لئی گردش مین تہا
مرگیا مین اب تو ساکن آسمان ہوجائیگا

جائیگا لیکر وہ ہوش و صبر و آرام و قرار
ساتھ اوس یوسف کے گویا کاروان ہوجائیگا

ہاتھ سی کچھ نہ تیری ای مہ کنعان ہوگا
ہان جو ہوگا تو میری موت کا سامان ہوگا

ساقیا ہجر مین میخانہ بیابان ہوگا
دور ساغر بہی رم چشم غزالان ہوگا

ہوگی تلوار تیری ہاتھ مین ہولونکی چہڑے
خون عشاق سی جوہر گل خندان ہوگا

دیکھہ کہد یتی ہین ہوجائیگا کل طعمہ مور
آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہوگا

شعلہ رخسار شب عرس دلا آئینگے
اسطرحسی میری تربت پہ چراغان ہوگا

می ہوای خون جگر جلکی اب ای دل ہو کباب
کسی میخوار کا غم سینہ مین مہمان ہوگا

جب سے چہوٹا ہو نہین کہتا ہی یہی زندان بان
یارب آباد یہہ کب خانہ زندان ہوگا

کوچهٔ یار وه جنّت ہی جو دہان رو ینگی ہم
طفل اشک آنکہہ سی نکلی گا تو غلمان ہوگا

ای بتو کل تو ہی البتہ کو منہہ دکہلانا
آج منہہ ہمکو دکہاؤ گی تو احسان ہوگا

لب جانبخش صنم کی جو لکہیگا تعریف
نام گویا تیرا اعجاز رقم خان ہوگا

پہر یہہ دل شیفتهٔ زلف پریشان ہوگا
پہر میرا جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

ای جنون پہر مجہی خوش آنی لگی عریانی
پہر نہ دامن ہی رہیگا نہ گریبان ہوگا

پہر بہار آئی ہوا جوش جنون پہر مجکو
چاک پہر گل کی روش میرا گریبان ہوگا

پہر ہوا شوق شہادت مجہے پہر ہونگا شہید
پہر گلا میرا تہ خنجر بُرّان ہوگا

پہر لگی لالہ رخون سی مجہی الفت ہونی
سینہ پہر داغون سی مانند گلستان ہوگا

پہر جلینگی تیرا قد دیکہہ کی گلزار زمین
پہر ہر اک سرو چمن سرو چراغان ہوگا

پھر تیری قد کا خیال آنے لگا گلشن مین
نخل ماتم مجھے پھر سرو گلستان ہوگا

پھر کسی آینہ رخسار سے الفت ہو گی
صورت آینہ پھر دل میرا حیران ہوگا

زعفرانی کسی تلوار کا پھر ہی رومال
پھر ہر اک زخم میری جسم کا خندان ہوگا

چاہ پھر تیرے جھکائیگی کوئین اے یوسف
پھر یہہ دل شیفتۂ چاہ زنخدان ہوگا

پھر لکھونگا تیری رفتار کی خط مین تعریف
نامہ بر پھر میرا یہہ کبک خرامان ہوگا

گھر مین دل پھر میرا گھبرانی لگا آپسی آپ
اے جنون پھر یہہ مکان خانۂ زندان ہوگا

پھر ہوا عشق تیرے ناوک مژگان سے مجھے
پھر عوض لکی میری سینہ مین پیکان ہوگا

یاد پھر یار کے تڑپائیگی بجلی کیطرح
ابر پھر ساتھہ میرے رالونکو گریان ہوگا

پھر میری نالونسے ہو جائیگا محشر برپا
چاک پھر صبح قیامت کا گریبان ہوگا

پھر خوش آتی ہی میری دلکو شب ماہ کی سیر
عشق پھر چاندسی مکھڑیکا دوچندان ہوگا

پہر ہوا جوشِ جنون جاؤنگا پہر صحرا کو
پہر ہر اک آبلہ مین خارِ مغیلان ہوگا

مجہہ سی پہر مرنی پہ خوشچشم کرینگی کاوش
سبزہ پہہ قبر کا پامالِ غزالان ہوگا

پہر طبیعت مری آنی لگی اک کافر پر
پہر نہ دل ہوگا نہ دین ہوگا نہ ایمان ہوگا

پہر مزا عشق کا چکہین گی میری زخمِ جگر
ہاتہہ مین پہر مری قاتل کی نمکدان ہوگا

اندنون پہر تجہی کو یا جو بیچیکی سی لگی
پہر ارادہ طرفِ ملکِ خموشان ہوگا

یہہ مر کی عارِ خلایق مین دردمند ہوا
کہ سگ کو بہی نہ میرا استخوان پسند ہوا

ہلال نعل بنا چرخ نعلبند ہوا
سمندِ یار کو تسپر بہی نا پسند ہوا

سپند وار کئی خال لب نی بہی نالی
برنگ نی میرا نالان ہہ بند بند ہوا

نہ آئی آپ مین ہم یار پہر گیا آکر
مزاج اپنا یہہ خود رفتگی پسند ہوا

شراب پیکی مین ای محتسب دعا دونگا ۔ جو روز جمعہ در میکدہ نہ بند ہوا

وہ ناتوان ہون پہر اسہتا جو سر یہ پہرا ۔ پڑا جو سایہ جدا میرا بند بند ہوا

یہہ اندنون میری یوسفکا گرم ہی بازار ۔ قدم رکہا جو خریدار نی پسند ہوا

جو خال رخ تیرا دیکہا تو چشم بد کی لیے ۔ ستارہ سحر کی چرخ پر سپند ہوا

بنا تہا یار میری استخوانکا کیا سوفار ۔ تمہاری زاغ کمانکو جو ناپسند ہوا

کمان ہی دیکہ کی منہہ پہیر لی تو کیا عجب ۔ مین وہ ہدف ہون کہ ناوک کی ناپسند ہوا

ملا دنی لب ساقی کی سی لب بصورت جام ۔ شراب پیکی مین بیہوش ہوشمند ہوا

ہوا اسیر محبت مین دیکہکر ای طفل ۔ تیرا یہہ طوق مجہی حلقۂ کمند ہوا

مدام دزد حنا سر بکف ہی جو قاتل ۔ حنائی ہاتہہ سی مرنا مگر پسند ہوا

لہو یہہ خشک ہوا خوف صید افگن سی ۔ نہ میری خون سی ترا وسکا شکار بند ہوا

خیال اوس شہر خوبانکا وہین پہنچی لگا
مکان فقیر کا اب بادشہ پسند ہوا

اوٹہا جو بزم سی ساقی پکڑ لیا دامن
مین آج دست سبو کا نیاز مند ہوا

تمہاری تو دی کی تا عمر خاک چہانینگے
گر اپنا تیرون سے غربال بند بند ہوا

لگائی تو نی جو گولی وہ بنگئی گہونڈے
لگا جو تیر وہ میرے قبا کا بند ہوا

کہان تہا سینہ میرا تیری تیر کی قابل
کرم جو تو نی کیا مین نیاز مند ہوا

کیا اسیر محبت کلام شیرین نی
یہہ دو ہی باتو نمین گویا تمہارا بند ہوا

نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

بہ رگ کو شوق تہا نشتر کا مشتاق گلا تہا خنجر کا

لیکن نہ مٹا یہہ مقدر کا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین ذرا رونی تو کیا تڑپی تو کیا
بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹہا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

نہ تو صدمہ کوہِ الم اوٹہا او زار یہہ ہون تنکا نہ ہلا
مجہہ سی تو سنا ای کاہ ربا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

تڑپا نہ تہِ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تہا پاسِ ادب جو قاتل کا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

کہتا تہا ہو اوسے وصال میرا یا جلد کہین ہو وصال میرا
تہا خواب مگر یہہ خیال میرا یہہ بہی نہوا وہ بہی نہوا

منہہ پای نہ برسا تیروںکا اور اون ابرو کی شمشیروںکا

کچهه بس نه چلا تدبیرون کا یهه بهی نهوا وه بهی نهوا

بازار محبت گرم رها اوس یوسف سی سودا اپنا
نه تو مول لیا نه تو آپ بکا یهه بهی نهوا وه بهی نهوا

مین نزع مین تها بلوا نه سکا کوئی مجهی وهان پهنچا نسکا
وه آ نه سکا مین جا نسکا یهه بهی نهوا وه بهی نه هوا

زاهد نی طوف حرم کا کیا هندونی بتگو کیا سجده
ناکام وه هون مجهه سی گویا یهه بهی نهوا وه بهی نهوا

چشم جانان کو دلزار نی سونی ندیا
آنکهین دکهلا کی مجهی یار نی سونی ندیا
درد نی رنج و الم نی غم تنهائی نی

رات بیمار کو بیمار نی سونی ندیا
رات اوس فتنهٔ بیدار نی سونی ندیا
قبر مین بهی نهین دو چار نی سونی ندیا

اپنی آنکھون مین کھٹکتا رہا تنکی کیطرح
مجکو اب میری تن زار نی سونی ندیا

طور پر برق کی مانند مین تڑپا شب ہجر
ایکدم حسرت دیدار نی سونی ندیا

یاد دلوائے مجھی یار تیری آنکھون کی
باغ مین نرگس بیمار نی سونی ندیا

یار مژگان سی نہ آنکھون مین میری نیند آئے
آبلونکو خلش خار نی سونی ندیا

نگہہ و ابرو و مژگان نے تیری کاوش کی
تیر نی برچھی نی تلوار نی سونی ندیا

پانون سو جاتے تو گردش سی مین بچتا کوئی دم
انکو زنجیر کی جھنکار نی سونی ندیا

خواب مین بھی نہوا اوس ماہ کا وصل نصیب
ابلئی رخ ستمگار نی سونی ندیا

روز کرتی ہین گلہ میرا اسیران کہن
نالۂ تازہ گرفتار نی سونی ندیا

رہیو شاہد میری اے شمع شب فرقت تو
صبح تک آہ شرر بار نی سونی ندیا

دہن گور سی نالان مین رہا حشر تلک
مر کی بہی حسرت دیدار نی سونی ندیا

موت بھی ہجر کی شب سہنے نہ دی عیسی نے ایک مجکو دل بیمار نے سونے نہ دیا

ن سی طوفان اوٹھا دیدۂ گریان نے مجھے چشم نے آہ شرر بار نے سونے نہ دیا

بھی وہ بڑ کارنا پہر کا نہ گئی مر مر کر رات دنکو بھی خوف شب تار نے سونے نہ دیا

برق کی طرح سے بی یار مجھے تڑپایا بارش ابر شب تار نے سونے نہ دیا

نغمۂ ساز نے ہان شب تمہیں بیدار رکھا یہان ہمین آنسووں کی تار نے سونے نہ دیا

سو گیا شب کو جو مین اوس نے جبین ٹہکائے میری طالع کو میری یار نے سونے نہ دیا

جیتے جی سمجھی تھی آئی گی عدم مین ہمین نیند سو خیال دہن یار نے سونے نہ دیا

تیغ نے اوسکی گلی لگ کی سولایا مجکو کیا ہوا ساتھ اگر یار نے سونے نہ دیا

خار کو بی کف پا میری نہ آرام آیا پاؤنکو آرزوی خار نے سونے نہ دیا

یار نے وصل مین چاہا کہ مجھے نیند آئی پر میرے طالع بیدار نے سونے نہ دیا

اوسکی آنکھون کی تصور نی اڑادی میری نیند
اپنی بیمار کو بیمار نی سونی نہ دیا

وصل مین آنکھہ لگی تھی کوئی دم اسکی عوض
عمر بھر چرخ جفاکار نی سونی نہ دیا

تمہین نیند آئی نہ یان فکر حنابندی مین
یہان ہمین دیدۂ خونبار نی سونی نہ دیا

ہی یہہ مشہور غلط سولی پہ بھی آتی نیند
ہمکو یاد قد دلدار نی سونی نہ دیا

بال سا آنکھو مین کھٹکا کیا میری شب ہجر
یاد موئے کمر یار نی سونی نہ دیا

جلد تلوار اوٹھالی میری سر پر رکھہ کر
سایۂ تیغ مین بھی یار نی سونی نہ دیا

ہجر مین سوتی تو کیا وصل مین منہہ دکھلاتی
خیر گذری جو غم یار نی سونی نہ دیا

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سولایا اونکو
پر مجھی چرخ ستمگار نی سونی نہ دیا

چونک اوٹھا سبزۂ خوابیدۂ چمن گویا
نالۂ بلبل گلزار نی سونی نہ دیا

تہا جو افتادسے گے شعار اپنا — نہ زمین سی اوٹہا غبار اپنا

نازنی دیے نہ رخصت آگی کے — دو قدم جب رہا مزار اپنا

آپ مین عمر بہر ہم آنسکے — نہلا ہم کو جسم زار اپنا

نہین معلوم کیا صبا نے کہا — کہ ہوا ہو گیا غبار اپنا

ساقیا یون بنادی گنبذ قبر — بہردی اک شیشی مین غبار اپنا

سوئین آنکہین نہ بند تو یہہ کہلا — نہ گیا مرکے انتظار اپنا

خون بہا اوسی مانگئی تو کہی — کوڑی رکہتا نہین کہٹار اپنا

جاگ اوٹہی بخت ایسی نالی کئی — دل سا دشمن ہی دوستدار اپنا

بوسی لیتا ہون یار بی گنتی — دیکہنا شوق بیشمار اپنا

بندہ گیا اب خیال زلف دراز — طول کہینچیگا انتظار اپنا

شل سبزہ ہین سب سے بیگانے — گل ہی اپنا ہوا نہ خار اپنا

پہول دے کسی رخ پہ زلف — ہو گیا تیرہ روزگار اپنا

تپ فرقت نصیب غیر ہوئے — آج نکلا دل بخار اپنا

اوس کمر پر موا ہون اے گویا

بی نشان چاہیی مزار اپنا

تیر کہا کر تیری قربان پہ جو قربان نہوا — منتظر تہا تیری قربان کا سو قربان نہوا

کر گئی ہمنفسان قطع منازل تا عرش — ہمسے خواہش کا کبہی قطع بیابان نہوا

لخت دل کہائی سدا خون جگر مینی پیا — بہر یک نان کبہی منت کش دونان نہوا

تیری کوچی کی فضا جسکی نظر مین آئی — کبہی مایل وہ سوئے روضۂ رضوان نہوا

ہاتہہ مین سبحہ تو زنار رہا گردن مین — ہمسے آزردہ دل گبر و مسلمان نہوا

تشنگی کی لب دریا سی سنی لاکہہ گلی ۔ اگر اک روز وہان جا کی مین گریان نہوا
کون مین وہ جو کیا کرتی ہین اللہ توکل ۔ ہمسی ہمارے بہی کشتہ کیسی عنوان نہوا
زور سی زیر کیا چاہئی نفس بد کو ۔ آپ سی خر تو کبھی مائل پالان نہوا
سخن بد نہ کبھی فایدہ بخشی ہرگز ۔ خس و خاشاک کبھی سنبل و ریحان نہوا
آسیا آرد سی خالی ہی فلک کی یارو ۔ ایسی کوئی کبھی منت کش دونان نہوا
عشق کا بار اوٹھا تب میری گردن پہ رکھا ۔ حامل اس بوجھہ کا جب گنبد گردان نہوا
برق وش جب مجھی وحشت نی اوٹھایا تہا سی ۔ ایکقدم ملک دو عالم میرا جولان نہوا
سینۂ گرم میرا خود ہی تنور روشن ۔ مین کسی سی کبھی منتکش ایکنان نہوا
عیب عالم کا نہ دیکھا میری آنکھون نی کبھی ۔ کبھی آلودۂ غش دامن پاکان نہوا
ایک غزل اور سناؤ کوئی گویا ہمکو ۔ اس سی آسودہ ہمارا دل نالان نہوا

دیکھہ کر کون تیری چہرہکو حیران نہوا
کسنی دیکھین تیری زلفین جو پریشان نہوا

یکسانہ مین ہوا خنجر قاتل سی شہید
کوئی جز زخم میری لاش پہ گریان نہوا

جب مین سمجہا کہ یہہ ہی سایۂ گیسوی دراز
پہر مجہی کچہہ غم طول شب ہجران نہوا

ہم وہ بلبل ہین قفس مینہی رہی سارے عمر
گذر اپنا تو کبہی سوئی گلستان نہوا

اس تمنا مین ہم افسوس ہوئی سودائی
تیری ہاتہون سی مگر چاک گریبان نہوا

جبتلک باندہی نہ خورشید رخونکی مضمون
مطلع صبح میرا مطلع دیوان نہوا

ابر مین کب نہ چہپا شرم سی تیرے آگی
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہوا

تو نہ رسوا ہوا ہی پاس دم ذبح رہا
خون سی آلودہ ہمارے تیرا دامان نہوا

منہہ برستا ہی تو بجلی بہی چمکتی ہی ضرور
تو تو ایکروز میری رونے پہ خندان نہوا

نہوا وصل میسر کبہی اوس مہرو سی
الغرض کوئی بہی ہمپہ تیرا احسان نہوا

نظر آیا نہ کبھی یار کی تلوار کا گھاٹ
غسل میت کا ہمارے کبھی سامان نہوا

کوئی بت تیری سوا ایسے بت کافر بخدا
قبلۂ دین نہوا کعبۂ ایمان نہوا

مین تو مجنون تیری ہی صحرا کو سمجھہ دار شفا
یہان بہی آیا تو میری درد کا درمان نہوا

نی چھڑی پنجۂ خورشید ابہی کیت جاتا
خیر گذری کہ میرا وہ مہ کنعان نہوا

مرض عشق میرا دیکھہ کی عیسی نے کہا
ہی یہہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا

کبھی گردشمین نہ گردون میرے پہونچا ہمراہ
کبھی مجنون میرا ہمراہ بیابان نہوا

میری انکھونمین شب و روز پہرا کرتی ہو تم
چشم بد دور کوئی یون تو خرامان نہوا

نہ پہٹا ایک گریبان سحر ہجر کی شب
چاک یون غم مین میرے کسکا گریبان نہوا

ہجر مین کون سی عاشق کے نہ لو کام آئے
ای اجل ایک ہمین پر تیرا احسان نہوا

سر میرا تا خم شمشیر نہ پہونچا ہیہات
یہہ وہ گوہی جو کبھی قابل چوگان نہوا

میری اشکون مین بہی تہی مگر اوسکی توا — جو لگا زخم میری جسم پہ خندان نہوا

یہہ جنون تہارے بہی مجہی چہیٹا ہی کہیں — کبہی دامن جو چہوڑا یا تو گریبان نہوا

قتل ہونیکا مزا کچہہ بہی نہ اوٹہا گویا
میری زخمون پہ جو قاتل نمک افشان نہوا

وصف زہد انمین کیا ہمنی جو اوس رخسار کا — چشم آئینہ بنا روزن ہر اک دیوار کا

دیکہہ کر ہاتہہ آگیا مضمون زلف یار کا — ہو گیا نظارۂ سنبل ہی افسون مار کا

ہی گریبان ہجر مین گردن تہ جای تیغ تیز — سر پہ کیون احسان لون قاتل کہین تلوار کا

سمجہو مت کنگہی کی دندانہ کہ مین دندان مار — حلقۂ گیسو مین عالم ہی دہان مار کا

اس اوسی رنگ گئی دلمین تڑپنیکی ہوس — پاس تہا خون سی نہ آلودہ ہو دامن یار کا

صبح محشر ہی بیاض صفحہ خامہ صور سی — وصف لکہا ہی جو ہمنی یار کی رفتار کا

آسمان اک آبلہ ہی پاؤنکا اپنی جنون
ایک کانٹا ہی ہلال اپنی کف پرخار کا

دیکھکر چہری پہ تیری زلف مشکین کی بہار
ہو قلق پھر باغ جنت کو فراق یار کا

ہاتھہ روشن صبحکو تہا پنجۂ خورشید سان
ہاتھہ مین جو ہاتھہ دیکھا خوابمین شب یار کا

ایک کافر کی غم فرقت نی زار ایسا کیا
میری ہر رگ پر گمان ہی رشتۂ زنار کا

سر جھکا تا ہی تہہ شمشیر ہر ایک آن کی
ہی خم محراب شاید خم تیری تلوار کا

برگ گل ہر ایک تجھہ بن تیغ خون آلودہ ہی
بن تیری ہر سرو پر مجھکو گمان ہی دار کا

رونی سی حال دل صد پارہ ظاہر ہوگیا
اشک خونین رخنہ ہوا گلزار کی دیوار کا

شام کو پڑہنی نماز صبح واجب ہوگئی
روئی عالمتاب سی سرکا جو گیسو یار کا

چشم جانانکا ہمیشہ وصف جو لکھتا ہون مین
ہوگیا ہی اب قلم میرا عصا بیمار کا

گلشن دنیا کا پہل ہر ایک ہی پہیکا پہل
چوب دربان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مروی جی اوٹھنے مین نالی سنکی اگی گویا مری
بندہ گیا ہی یہہ تصور یار کی گفتار کا

جو داغ سینہ ہی ہمچشم ہی خورشید تابانکا
شعاع مہر سے جو تار ہی میرے گریبان کا

ہما کی سایہ سے مرغ خائف سان گریزاں ہون
اندہیرا مینے دیکہا ہی جو اکثر شام ہجرانکا

خیال نازنین نے کر دیا ایسا سے نازک
اوٹہا سکتی نہین ہے آنکہہ اپنے بوجہہ مژگانکا

دہان شکوہ وا رہتا ہی درد ہجر جانان سے
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایانکا

تصور یار کا بندہتی ہے خشک آنسو ہوی میرے
اوڑی نرگس سے شبنم دیکہہ جلوہ مہر تابانکا

دہن مین دیکہہ کر دانت اوس صنم کی خضر کہتا ہے
خدایا کیا عدم مین بہی ہی چشمہ آب حیوانکا

کیا کرتا ہون شانہ باغ مین گیسوی سنبل کو
پئی تسکین تصور باندہ کر مین زلف جانانکا

شعاع مہر سے ثابت ہوا ہے ہمکو ای گردون
کہ خورشید درخشان ہے نشانہ تیر مژگانکا

سیہ کاروں ہی کی خاطر ہی رحمت خاص اے زاہد
یہہ ہی ظلمات کے قسمت مین چشمہ ہی آب حیوان انکا

زبان میری ہوئی ہے صاف پہلے آب گوہر کی
کیا ہے وصف از بس مینے اوسکی سلک دندان کا

تعجب کچہہ نہین ہے طوطی خط ہو اگر گویا
کہ عارض رشک آئینہ ہی اوس عیسیٰ دوران کا

ذرہ دندان کو دکھلایا تو ہوتا
ذرا دریا کو لہرایا تو ہوتا

حنائی ہاتہہ دکھلایا تو ہوتا
کبھی منہہ خون کا برسایا تو ہوتا

کبھی دیدار دکھلایا تو ہوتا
خدارا بت کو شرمایا تو ہوتا

تبسم منہہ مین فرمایا تو ہوتا
ذرا بجلی کو تڑپایا تو ہوتا

نہ انیکا تیرا شکوہ عبث ہے
کبھی مین آپ مین آیا تو ہوتا

کرینگے کیا یہہ دعوی خدائی
بتون نے منہہ کو بنوایا تو ہوتا

قیامت کے جو منکر ہین ستمگر
او نہین قد اپنا دکھلایا تو ہوتا

نہو چہو سیر کیون ہو زندگے سی
ہماری طرح غم کھایا تو ہوتا

نہ حیلہ دن کا کر ہوتی ابہی رات
تو زلفین کھول کر آیا تو ہوتا

وہ رہتا یا نہ رہتا لیکن ای چرخ
بہلا منہہ تونی برسایا تو ہوتا

اگر آتا نہین ہی وہان سی قاصد
پیام موت کاش آیا تو ہوتا

سخنگو چشم ہی گر بند ہن ہو
کچہہ آنکہون ہی سی فرمایا تو ہوتا

کبہی کب سرو کو آزاد بندہ
خط آزادی کا لکہوایا تو ہوتا

سمجہتی ہم ہین مصحف تیرے رخکو
ہمارا ہاتہہ رکہوایا تو ہوتا

چراغ زیر دامن کیون بنی ہو
ڈوپٹہ مونہہ سی سرکایا تو ہوتا

پس از مردن آدے ای جذبہ دل
لحد تک کہینچکر لایا تو ہوتا

نجاتي يارون جلد اوس گلي سي — جنازه ميرا ٹهرايا تو هوتا

اگر آنكهين همين دي هين خداني — كبهي اوس بت كو دكهلايا تو هوتا

دكهاكر رهگئي كيا تيغ كا گهاٹ — لهو مين همكو نهلايا تو هوتا

جو كاهيده تها مين تو كهربا سي — ميري لاشيكو اوٹهوايا تو هوتا

بنايا اي خدا اگر اوسكو يوسف — همارے هاتهه بكوايا تو هوتا

اگر كهتي هو تم آئينه رخكو
كبهي گهر [illegible] كهلايا تو هوتا

غم نهين اسكا مجهي مر گيا — غم يهه بي قاتل كا خنجر بهر گيا

اولٹي دكهلائي مسيحائي مجهي — يعني مين هر بات پر مر گيا

ضعف سي جب پانون اپني پهيلگئي — راه مين تيري همارا سر گيا

مرنی پر بہولا نہ مجہہ وحشی کو وہ
اکی اک چہاتی پہ پتہر دہر گیا

میری ہوتی غیر پر کرتا ہی ظلم
او ستم ایجاد کیا مین مر گیا

تہم گئی آنسو تو دل کہنی لگا
ہا تہہ سی کیا کینہ گوہر گیا

تب سی راہ عشق مین گمراہ ہون
صبر سا جب سی میرا رہبر گیا

طوق منت کا دکہا کر دو ہتو
آج گویا کو وہ مجنون کر گیا

کس ناز سی واہ ہمسکو مارا
کی ترچہی نگاہ ہمسکو مارا

سو پیچ مین لا کی آخر کار
ای زلف سیاہ ہمسکو مارا

اوس مہ نی دکہا کی کاکل و رخ
ہر شام و پگاہ ہمسکو مارا

خواہندہ سیر تہی ای پر ہم
کیون خواہ نخواہ ہمسکو مارا

اعجاز سے ہے یا ہی سحر اوسمین | زندہ کیا گاہ ہمکو مارا

ای دل پہلو مین بیٹھہ کر آہ | تونے والبتہ ہمکو مارا

کعبی کو جو ہم چلے بتون نے | بہکر گمراہ ہمکو مارا

شکوہ ہمین کچہہ نہین فلک سے | تونے اسے ماہ ہمکو مارا

کہتا ہی مسیح جنکو جان بخش | اون ہونٹہون نے آہ ہمکو مارا

چاہ ذقن صنم دکہا کر | تونی ای چاہ ہمکو مارا

ایسی ہین ضعیف مر گئی ہم | جس نے پر کاہ ہمکو مارا

اوسکے زلف درازنی شب | قصہ کوتاہ ہمکو مارا

شمشیر نگہہ سی اوسنی بیموت | خالق ہی گواہ ہمکو مارا

بوسی کی طلب مین اوسنی گویا | ناکردہ گناہ ہمکو مارا

زلف کو دیکھ کی سنبل ہی پریشان کیسا
اوسکا منہہ دیکھ کی ہی آینہ حیران کیسا

تمکو ای قافلہ والو مہ کنعان کی قسم
میری یوسفکا یہہ ہی چاہ زنخدان کیسا

مین نے آنکھونسی نہ دیکھا کبھو پوچھو تو سہی
کیا بتاؤن کہ ہی وہ سیب زنخدان کیسا

قامت سرو پہ ہے ناز تجھی ای قمری
دیکھ تو ہی یہہ میرا سرو خرامان کیسا

سرو یا دست و لعل کاٹکی رکھدین تو سہی
تجکو دکھلاتی ہین ہم گنج شہیدان کیسا

بلبل زار ہون جیتا دنرکھ تو مجھی
اندنون دیکھ تو ہی رنگ گلستان کیسا

اوسکی جاتی ہی ہوا صورت بسمل ہر گل
ہو گیا صحن چمن گنج شہیدان کیسا

لخت دل دیکھ کی مژگان پہ میری کہتا ہی
آج دریا کی کنارے ہے چراغان کیسا

توڑ سکتی نہین اک تار بہی اب ضعف سی ہم
چاک کرتی تہی کبہی اپنا گریبان کیسا

ابر ہی تمکو قسم نوح کی آتو بہی دیکھ
آج ہم کرتی ہین ان اشکون سے طوفان کیسا

کونسی فصل کو برسات ہین کہتی گویا
اشک بن ہمنے نہ دیکہا کہ ہی باران کیسا

گہر مین اک ماہ لقا کے ہی گذارا اپنا
اندنون برج قمر مین ہی ستارا اپنا

آتی ہی بحر محبت سی یہہ ہر آن صدا
گور کہتی ہین جسی ہی وہ کنارا اپنا

نقد دل دیجیی اور زلف کا بوسہ لیجی
ای جنون خوب ہے اس سودی مین وارا اپنا

منہہ سی اوس بتکی نکلتا ہی کہ سبحان اللہ
جب وہ آئینہ مین کرتا ہی نظارا اپنا

گذری جب آ بسی جا پہونچی در جانان تک
ابتو بی منت پا دوبان ہی گذارا اپنا

قبر کو دیکہہ کی اوس ماہ نی منہہ پہیر لیا
کیون فلک اب بہی ہی گردش مین ستارا اپنا

ہم وہ پیاسی ہین نہ دیکہین کبہی دریا کی طرف
سوی آب دم خنجر ہی اشارا اپنا

منع کرتی ہو مجہی دیکہنی سی تم اسی بتی
شاید ابتک نہ کیا ہو گا نظارا اپنا

دیکھو آئینہ میں یکبار ذرا شکل اپنی
تب میں جانوں کہ نہ منہہ دیکھو دوبارا اپنا

ہم سا ہوگا نہ کبھی بی سر و سامان مجنون
سر بھی عریان تو گریبان ہے پارا اپنا

آج کل سی تو نہیں ملک سخن زیرنگین
اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا

دیکھکر تشنۂ دیدار مجھے کہتے ہیں وہ
مانگتا ہی نہیں پانی کبھی مارا اپنا

وہ مسیحا میرا غیروں ہے کا دم بھرتا ہے
ای اجل آ ہمیں اب مرنا ہی گوارا اپنا

اوڈہہ گیا انکھون سے جسوقت دوپٹکا وہ
غیر کی دید بھی گویا ہی نظارا اپنا

چشم بیمار نے ہمین مارا
مردم آزار نے ہمین مارا

تیر سے لگ گئے بنسی دلبر
لب سوفار نے ہمین مارا

اپنا لاشہ یہلا لے کیونکر
کمر یار نے ہمین مارا

دیکھنا دو نو مصرع ابرو
حسن تکرار سے نے ہمیں مارا

دامن گل سے ہو کفن اپنا
پھول سے یار سے نے ہمیں مارا

مر گئی اوس قبائے زرد پہ ہم
زعفران زار سے نے ہمیں مارا

چرخ کجرو ہو گنبد مدفن
ترچھے رفتار سے نے ہمیں مارا

کج ہے مژگان یار بھی ہم سے
بس ایسے خار سے نے ہمیں مارا

لاکھ وعدے کئی نہ آیا یار
اوسکے اقرار سے نے ہمیں مارا

بلبلو ہم خوشی سی پھول گئے
پھول جب یار سے نے ہمیں مارا

بی نشان جا ہئی نشان مزار
دہن یار سے نے ہمیں مارا

ناز و غمزے سے نے چشم و ابرو نے
انہیں دو چار سے نے ہمیں مارا

سنگ اغیار سے گران گذرا
پھول جو یار سے نے ہمیں مارا

دعوئ خون بہا کرین کسسے — چشم میخوار سینے ہمین مارا

شب فرقت کی رنج دکہلا کر — چشم بیدار سینے ہمین مارا

ہو سیہ پوش کیون نہ مردم چشم — نگہہ یار سینے ہمین مارا

طور پر جا کے لاشہ رکہہ دینا — شوق دیدار سینے ہمین مارا

مر گئی بس اسی تمنا مین — نہ کبہی یار سینے ہمین مارا

بند جسنے کیا ہی گویا کو
اوسکی گفتار نی ہمین مارا

ہمسی برگشتہ ہوئی ابروی خمدار جدا — پہر گئی بخت کی صورت مژہ یار جدا

ہم لعل تجہسی جو ہون ہو نہ تن زار جدا — جس روش گل سی رگ گل نہو زنہار جدا

عشق سے آ کہتے ہین لب پر یہہ دعا ہے تہہ تیغ — سر جدا ہو نہ نہو قاتل خونخوار جدا

شمع کیطرح گہڑي مین یہ جلي جاتي ہین
تیري دلسوختو کي سب سي ہي رقبا جدا

دیکہہ کر دلکو میري پہیر لیے یون آنکہہ اونسنے
جسطرح ہو کوئي بیمار سي بیمار جدا

ہي میرا وہ مہ کنعان کہ جیسے دیکہنگي یون
انگلیان پنجۂ خورشید کي دو چار جدا

دل سي جاتي نہین اوس نرگس مخمور کي یاد
میري کعبہ سي نہین خانۂ خمار جدا

رات دن لب مین آئي سوچ مین رہتا ہون دلا
شہسوار ایسا ہوا کونسا غمخوار جدا

الہی چشم ہي گردش مین اور آنسو ہین روان
جا کر آوارہ جدا پہرتي ہین ہموار جدا

پیچ مین لائین گے وہ دیکہیے اب کسکسکو
ایکدم سے نہین ہوتي ہي دستار جدا

تیرہ بختي میري اتني تو بہلا کام آوي
ہو نہ سر سي وہ دیکہے سایۂ دیوار جدا

فکر وصف دُرِ دندان مین جو ہون گے گویا
ہاتہہ سي ہوتي نہین کلک گہربار جدا

درد سر مین سر پٹکنا ہی دوائے عندلیب
شاخ گلبن چوب صندل ہی برائے عندلیب

سارے عالم کی ہی لب پر ماجرائے عندلیب
ہی صدائے گلفروشان نالہ ہائے عندلیب

کہہ رہا ہے وہ گل تر ماجرائے عندلیب
یا دہان گل سے آتی ہی صدائے عندلیب

اونہہ ہو کی کے رخ گلرنگ کو گر دیکھ لے
آشیانہ آتش گل سے جلائے عندلیب

یہہ ہمین ہین نقد جان دین اپنے یوسف کے لئے
کوڑی کوڑی گل بکین لینے نہ آئے عندلیب

نالۂ دل کوچۂ دلدار تک جانے لگے
گلشن فردوس تک پہنچے صدائے عندلیب

ہر قدم پر کھلتے ہین گل نقش پائے یار سے
کفش پا سے بھی لگی آنے صدائے عندلیب

زخم ہنستے ہین جدا کرتا ہی دل نالے جدا
خندہ ہائے گل سنون یا نالہ ہائے عندلیب

یہہ بہی قسمت ہی کوئی عاشق کوئی معشوق ہے
ورنہ ایک ہے ہی خدائے گل خدائے عندلیب

یار نے گل کر دیا ہے منہہ سے اپنے شمع کو
جائے پروانہ کہو محفل مین آئے عندلیب

تو ہی گل تیرا اگر گلی ہووی کبوتر نامہ بر
ہم ہین عاشق خط ہمارا لیکے جای عندلیب

کفش پا مین گل لگائی ہین میرے صیاد نے
چاہئی ہر ہر قدم انکہین پہ کہائے عندلیب

اب گلابی کپڑی پہنی ہین میرے صیاد نے
چاہئی گہر بیٹہی آوے سیکنے ہاتہہ آئی عندلیب

مثل شبنم ہر گل تر سی ٹپکتا ہی گلاب
گرم ہی از بسکہ آہ شعلہ زائے عندلیب

باندہی ہی وہ رشک گل پٹکا جو بلبل چشم کا
چومتی ہین آج غنچی چشمہای عندلیب

چشم جانان سے کہا احوال دل نادم ہوین
نرگس بیمار سے پوچہی دوائے عندلیب

تو اگر جاوے چمنکو برگ گل کا فرش ہو
ہم بہی جا نکلین تو پہر انکہین بچہائی عندلیب

تو وہ گل ہی ہاتہہ مین آئے اگر بلوا رلے
آئی جو ہرکے چمن سے بہی صدائے عندلیب

شاخ گل ناوک فگن ہی برگ گل شمشیر زن
مژدہ ای صیاد آپہونچی قضائے عندلیب

بلبلونکو دیکہہ کر دریا کا جانا چہوڑ دے
کب وہ گل جائے گلستانمین برائے عندلیب

کوئی بلبل مرگئی تو دیکھہ لینا باغبان | بیچ کر پہولونکو لوگا خونبہای عندلیب

یاد گلرویان مین کیا گویا کہینچی آہ سرد
ہوگئی ہین گل چراغ داغہای عندلیب

کیا ہین شیدای قد یار درخت | ہین جو شبنم سی اشکبار درخت
دیکہین گر سرو قد یار درخت | خاک پر لوٹین سایہ وار درخت
اشکبار اونپہ ہین جو مرغ چمن | پہنی ہین موتیون کا ہار درخت
سرکشی کی ہے کیا تیرے قد سے | کاٹی جاتے ہین بیشمار درخت
کیا تیرے قد سی دون مثال او سے | کہ ہی انگشت زینہار درخت
تیری جلوسی نخل طور بنے | ہین جو بالائے کوہسار درخت
بید مجنون کو دیکہہ اوسے لیلے | ہی یہہ مجنون کا یادگار درخت

دیکھکر تجھکو پہول جائینگے گل کھلائینگے بی بہار درخت
زندگی مین نہ مینے پہل پایا ہو نہ میری سرمزار درخت
فایدہ بہی یہان تو نقصان ہے سنگ کہاتی ہین باردار درخت

داغ تن کہل رہی ہین صورت گل
ہم ہین گویا شگوفہ دار درخت

اوٹہہ گیا یار میرا کیا باعث ہای مین مرنہ گیا کیا باعث
کیون لیا منہہ کو چہپا کیا باعث ہمسے اور ایسی حیا کیا باعث
کچہہ تو فرماؤ مکدر کیون ہو کیا گنہ کیا ہے خطا کیا باعث
لگ چلا ایک سے بہی قدسی دل آپ سولے پہ چڑہا کیا باعث
جو گیا کوچیمین تیرے قاتل سب جیتے سے جی پہر نہ پہرا کیا باعث

اي صبا تو ہي خبر لادے بہلا
قاصد اب تک نہ پہرا کيا باعث

کاش سر تن سي جدا کرتا وہ
کيون ہوا مجہسے جدا کيا باعث

دل تو تہا چاہ ذقن پر شيدا
کنوئين مين گر نہ پڑا کيا باعث

مرتي ہين حضرت عيسي تجہہ پر
چشم بيمار بتا کيا باعث

مر گيا کيا تيري کوچي مين کوئي
خاک اُوڑاتي ہي صبا کيا باعث

کہربا گر تيرا ديوانہ نہين
تنکے سے چُٹنے جو لگا کيا باعث

وہ تو ہر بات مين روٹہا گويا
ہاي تبلاؤن مين کيا کيا باعث

کب بہلا وہ نوجوان آبيٹہي ہم پيرونکے بيچ
جو کمانکو بہي نہين رکہتا کبہي تيرونکے بيچ

تير جو ميرے لگا ہي سو لب معشوق ہے
اس لئے ہي ناز مجکو سارے نخچيرونکے بيچ

ای جنون کچھ اوس پر ایسے سلسلہ ہون رکھتا نہین
طوق مین گردن ہی وہان یہان پاؤن زنجیرون کے بیچ

آینہ خانہ مین عکس اپنا جو دیکھا ہر طرف
بنگیا تصویر حیرت آپ اپنے تصویرون کے بیچ

گرچہ دیوانہ ہون پر ملحوظ ہی اتنے حیا راز
قید رہتی ہین میرے نالہ بہی زنجیرون کے بیچ

تشنہ کام ایسا ہون او قاتل کہ میری واسطے
جوہرونسے موج زن ہے آب شمشیرون کے بیچ

کیا ہمسکو جاؤنمین دیوانہ نازک مزاج
موج بوئے گل سی ہو جاتا ہون زنجیرون کے بیچ

جب صنم خانہ مین جاتا ہے وہ بُت نام خدا
جان پڑ جاتی ہے پتہر کی تصویرون کے بیچ

باندہی سب فتراک سے صیاد نے چھوڑا مجھے
مین ہے کیا صید زبون تہا سارے نخچیرون کے بیچ

رنگ اوڑ جائے سبھی کا تیرے رعب حسن سے
گر تیری تصویر رکھدین لاکھہ تصویرون کے بیچ

تشنگی جب سے شہید کربلا کی ہی سنے
آبداری کا نہین ہی نام شمشیرون کے بیچ

مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر سارے کٹ گئے اپنی تو تقصیرون کے بیچ

واہ کیا کہنا ہی اوسکا سحر ہے باتین نہین
بند کر دیتا ہے جو گویا کو تقریرونکی پیچ

اوس رشک آفتاب کو گر دیکھہ پای صبح
خجلت سے تا بہ حشر نہ پہر منہہ دکھای صبح

چوٹی کی بال پیٹہہ پر اپنی وہ کھول کر
کہتا ہی سنکے شام ہی دیکھو قفاے صبح

آجاتی ہی ہنسی مجھی یاد ایک صبح کی
رُوتا ہون دیکھہ دیکھہ کی مین خندہ ہای صبح

بند قبا جو کھولی تو ای رشک آفتاب
کیونکر نہ اپنی جیب کو ٹکڑی اڑای صبح

تیرا رخ صبیح اگر دیکھہ لی کبھی
خورشید کی نظر مین نہ ہرگز سمای صبح

کس نازنین سی سیکھے ہی اوسنے سبکروی
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش پاے صبح

چپکن کی تیرے بند جو دیکھی سُوبہہ کبھی
تار شعاع مہر ہے بند قباے صبح

جائیگا یار اودہر تو مین مر جاونگا ادہر
ظاہر ہی مجھہ پہ شام ہی سے ماجراے صبح

کپڑی سفید پہنی ہی وہ رشک ماہتاب
یا آفتاب پہنی ہوئی ہی قبای صبح

پیرہن مین آہ سرو بہر و نمین تو ہی بجا
او نوجوان ہوتی ہی پہٹی ہوئی ہواے صبح

زلف دراز چلنی مین لپٹی ہی پانو سے
اسیاہ شام چومتی ہے یا کہ پاے صبح

کیونکر نہ آفتاب سے تجکو مثال دون
تو منہہ چہپائے تو نہ کبہی منہہ دکہاے صبح

ہمکو شب وصال مین بہی غم ہوا نصیب
دہڑکا یہی رہا کہ کہین ہونجاے صبح

آئی وہ رشک ماہ کسی شب نظر ہمین
یارب ہو مستجاب ہمارے دعاے صبح

آیا نظر جو یار میرا منہہ ہوا سفید
نکلی جو آفتاب تو کیون ہونجاے صبح

گویا یہہ رات مصرع صائب پڑہا کیا
غافل مشو ز خندۂ دندان نماے صبح

نظر آیا نہ کسیکو کبہی عنقا ہے وہ رخ
سچ بتاؤ کہ کسی نے کبہی دیکہا ہی وہ رخ

مہر و مہ پھرتی ہین اتنک نہین دیکھا ہی وہ رخ
مہ و خورشید کا دیکھو تو تماشا ہی وہ رخ

باعث روشنی دیدہ بینا ہی وہ رخ
سب نظر آتی ہین جبتک نظر آتا ہی وہ رخ

چاندنی سایہ ہے شب زلف ہی اختر افشان
جسکو مہتاب سمجھتے ہین کسیکا ہی وہ رخ

دیدسی ایمرین دیکھنے سی اوسکی جبین
انکھین ہین قاتل عالم تو مسیحا ہی وہ رخ

پھلیان کانکی بالیکی یہہ کہتی ہین نکال
موج ہی خط جبین حسن کا دریا ہی وہ رخ

قد قیامت ہے تو ہی صبح قیامت مکھڑا
ایسے قد کی لئی سچ کون ہے کہ زیبا وہ رخ

دیکھنا محو تصور بس اسے کہتے ہین
جسکا منہہ دیکھون تو مجکو نظر آتا ہے وہ رخ

اوسکی ہون کافر و دیندار نہ کیون پروانے
کہ چراغ حرم و شمع کلیسا ہے وہ رخ

کیون نہ انگشت نما ہو وہ مہ نو کیطرح
کہ ہمین بعد مہینے کے دکھاتا ہے وہ رخ

آنکھین نرگس ہین دہن غنچہ ہے عارض گل ہین
پھولوکی ڈالی ہمین اب نظر آتا ہے وہ رخ

فاصلہ شام و سحر مین نرہا ای گویا
دیکھہ لی متصل زلف چلیپا ہی وہ رخ

جو ہم پہ غصہ مین ہو رنگ روئی جانان سرخ
لہو بہہ روئین کہ ہو جیب سرخ و دامان سرخ

خیال آتش گل مین ہین لسبکہ گرم فغان
ہوا ہے شعلۂ آواز عندلیبان سرخ

کری جو قتل وہ مجکو نمین کرون رسوا
لہو سی میتر کبہی ہو نہ تیغ جانان سرخ

لگایا آنکہو نسی جو یار کا حنائی ہاتہہ
تو میری پلکین ہوین مثل شاخ مرجان سرخ

قبائی سرخ صنم سی ہے کیا اوسے نسبت
کہ عندلیب فقط گل کا ہی گریبان سرخ

گمان ہی سبکو کہ الماس ہو گئیے یاقوت
جو پان کہانی سی اوسکی ہوئی ہین دندان سرخ

ہر ایک خار مین عالم ہوا رگ گل کا
بہا یہہ تلووں سے خون ہو گیا بیابان سرخ

مین کیا بتاؤن کہ کیسی ہین سرخ وہ لب یار
نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا مرجان سرخ

جو عندلیب کو غیرت ہو روٗئے السیا خون | کہ گلفروش کی ہوجاے سارے دکان سرخ
قبا سفید جو پہنے تو سرخ ہوجائے | فزون ہی گل سی کہین رنگ جسم جانان سرخ
پس از فنا ہی جو ہی دہیان دست رنگین کا | تو ہڈیان ہین میرے مثل شاخ مرجان سرخ
برس رہی ہی لہو میرے چشم تر خون سے | وہ دیکھی آگی ندیکہا ہو جسنی باران سرخ
ہماری قبر پہ تو عیسی آدمی پہنک کی ایک | کہا کہ جاہے تہا مرقد شہیدان سرخ

پسند طبع ہی گویا یہہ مصرعۂ صیاب
بود ز لعل لب او رخ بدخشان سرخ

فلک ہے زیر فرمان محمد | بڑی ہی عرش سی شان محمد
بنان اوسکا بیان کبریا ہے | کلام حق ہی فرمان محمد
مکین ہی وہ مکان ہے اوسکا کونین | یہہ عالم سب ہے مہمان محمد

چراغ ماه ہی پروانہ جسکا — وہ ہے شمع شبستان محمد
ہوا وہ باعث ایجاد عالم — دلا ہے سب پہ احسان محمد
کہوں کیونکر نمیں در بانکو رضوان — کہ جنت ہے گلستان محمد
چراغ آسمان اکدم مین گل ہو — نہو گر زیر داماں محمد
مسیحا کی موئی امت کو دم مین — جلا دیوین غلامان محمد
خدا سی کم زیادہ سب سے کہئی — یہی کلمہ ہے شایان محمد
محمد سی صفت پوچھو خدا کے — خدا سے پوچھئی شان محمد
کہاں ہے منہہ جو اوسکے کر سکیں مدح — ملک ہوں گر ثنا خوان محمد
رہوں محشر مین بہی یارب میں خندان — برائی چشم گریان محمد
گنہ گویا کی یارب بخش دی سب — بحق آل و یاران محمد

صورت صبح کرین چاک گریبان تا چند
رنج سہتے رہین اے مہر درخشان تا چند

کب نظر آئیگی یارب مجھے زلف جانان
دیکھون تسکین کی لئی سنبل و ریحان تا چند

دل مجروح میرا خانۂ زنبور ہوا
رہی ظالم ہدف ناوک مژگان تا چند

یار سی کیون نہ بہلا دست و گریبان ہوون
ای جنون کرتی رہین چاک گریبان تا چند

دیکہہ لونگا جو تصور مین تو کیا کیجیگا
میری نظرون سی بہلا رہیگا پنہان تا چند

بن گیا چرخ میری اشک کے دریا کا حباب
رہون اے ماہ تیرے ہجر مین گریان تا چند

شکل فانوس خیالی ہون سدا گرد شمین
تجکو ڈہونڈہا کرون اے شمع شبستان تا چند

کردی قاتل دہن زخم سی خندان مجکو
مین رہون آرزوی قتل مین گریان تا چند

کہا گیا آہ تیرا غم تو کلیجا میرا
ای ستمگار کرون دعوت مہمان تا چند

پاؤن رہ جاتے ہین چلنے سی تو سر پہرتا ہے
رہون سرگشتہ مین اے گنبد گردان تا چند

کہائی زخم اوسکی بہت ابکی گلا کاٹین اب
سر پہ لین ہم تیرے تلوار کا احسان تا چند

بہولتی ویسے نہین یاد کیسے مطرب کے
دیکہیئے نی کیطرح رہتے ہین نالان تا چند

کبہی کاشانۂ دلمین نکیا تو نی گذر
خانہ آباد میرا گہر رہیے ویران تا چند

تنگ ہین زیست سے ہم سر ہے وبالِ گردن
تیری مشتاق رہین خنجرِ جانان تا چند

نظر آتا نہین گویا مجہی سامان وصال
وشت وحشت مین پہرن لیے سروسامان تا چند

از ادب چشم سوی زخمِ دلِ من نکنند
تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکنند

نالم وحیف لبِ بام تو شیون نکنند
گریم و اشک روان دیدہ روزن نکنند

جامہ گر چاک شد از تارِ کفن دوختہ ام
چون منِ زار کسی خوابش مژدن نکنند

زہرِ دیوارِ تو از رشکِ نگہبان باشم
کہ نگہ بر رخِ تو دیدۂ روزن نکنند

عشق گیسوی تو گر سلسله جنبان نشود — کار زنجیر بگردن رگ گردن نکند

چون بپرد مرغ دل من زکف ای صیاد — لایق رنگ حنا میل پریدن نکند

استخوانم بغم عشق چو نی می نالد — حیف باشد که سگ کوی تو شیون نکند

نگرم روی گلی پیش رخ رنگینت — رنگ من گر بپرد رو بسوی گلشن نکند

جان من لب بگشا و در دندان منما — دُر گوشت نگه از دیدهٔ روزن نکند

لایق سوختن مرقد عاشق نبود — شمع را گر نگه گرم تو روشن نکند

هست باقی اثر نالهٔ من بعد فنا — نیس لب گور چه سان ناله و شیون نکند

سوخت کاشانهٔ دل این مژهٔ آتش باز — ابر آن کرد بمن برق بخرمن نکند

از عرق شعلهٔ حسن تو دو بالا گردید — آب با آتش آن کرد که روغن نکند

آنکه از چاه ذقن چشمهٔ زمزم دارد — حیف باشد که غم تشنگی من نکند

دامن یار نه گیریم چه سان ای گویا
باگریبان کند آن دوست که دشمن نکند

ہر روش خاک اڑانے ہی صبا میرے بعد
ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میرے بعد

کتنی دن یار نے شانہ نہ کیا میرے بعد
کیا پریشان رہی زلف دوتا میرے بعد

خون میرا کر کی لگانا نہ حنا میرے بعد
دست رنگین نہوں انگشت نما میرے بعد

کوئی لاشی پہ میرے آنہ پہرا میرے بعد
استخوان کہانی بہی آیا نہ ہما میرے بعد

کر دیا اوس نے اسیروں کو رہا میرے بعد
طائر رنگ حنا تک نہ رہا میرے بعد

ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد
اسطرح یاروں نے قرآن پڑہا میرے بعد

قتل سی اپنے بہت خوش ہوں ولی یہ ہے غم
دست قاتل کو بہت رنج ہوا میرے بعد

ڈہونڈہ کرین سر میرا کہاتا نہ پہرا کسکسکی
کون ہے دوست کہ دشمن نہوا میرے بعد

سنگ سے پہوڑینگی سرجام مین مست مُوا
کاٹ ڈالیگی صراحی بہی گلا میرے بعد

تہا دم قتل بہی دہیان نچہوڑون اوسکو
خون بہی قاتل ہی کی جانب کو بہا میرے بعد

استخوان میرے سگ یار تلک پہنچا دے
اتنا احسان کرے مجھپہ ہما میرے بعد

صدمۂ تیغ سے اور فرط نزاکت کے سبب
پہلے مین گر پڑا اور یار گرا میرے بعد

چمن جوہر شمشیر سے منگوائی پہول
خوب قاتل نے سیوم میرا کیا میرے بعد

کیا ہی مرنے سے میرے شاد ہین الحمد للہ
بُت کیا کرتے ہین اب شکر خدا میرے بعد

نہ ہی بعد میرے نامہ و پیغام کی رسم
خاک اوڑاتے پہرے گلیونمین صبا میرے بعد

مُنہہ دکہاتا تو کہان باتین تہین اوسکے مجھسے تنگ
لن ترانی کی بہی آئی نہ صدا میرے بعد

کیا ہُوا غم نہ کیا اوسنے میرے مرنیکا
اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد

چاک کرتا ہون اسے غم سے کفن مرقد مین
کہلی رہتی ہین ترے بند قبا میرے بعد

مجہہ سا بدنام کوئی عشق مین پیدا نہوا
ہان مگر قیس کا کچھہ نام ہوا میرے بعد

کبریائی تیری ثابت ہوئی اوٹھ گئے بت
کوئی کہنے کا نہین تجھکو خدا میرے بعد

استخوان انکو نہ جلا دیجیو ای آتش غم
آکے مایوس نہ پھر جائے ہما میرے بعد

دہن گور ابہی وا ہو بیان کرنیکو
آکے پوچھے تو اگر حال مرا میرے بعد

سر اوٹھایا میری وحشت نے پس از مردن بہی
بید مجنون میری تربت پہ اوگا میرے بعد

سنگ مدفن کے عوض رکہدیا مدفن پہ میرے
کوہ غم جبکہ کسی سے نہ اوٹھا میرے بعد

سب سے پہلی ہون مین اوس سرو خرامان کا اسیر
طوق قمری کی بہی گردنمین پڑا میرے بعد

تیرے آنے کی دعا مانگے ہی آدل مین نفی
ساقیا ہاتہہ سبو کا بہی اوٹھا میرے بعد

اوٹھہ گیا صفحہ ہستی سے نگین کیصورت
نہ رہا مین تو میرا نام رہا میرے بعد

وہ جو ہر شگے بجت تہے ہرگز نہ گئے
خاک مر قدسی میرے چاک بنا میرے بعد

آخر اوسنی میری مٹی کا بنایا تودہ — کوئی تیرونکا نشانہ نہوا میرے بعد

ولولہ جوش جنونکا تہا مجہی تک گویا — نظر آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد

بید مجنون نہوا گل کا گریبان پہٹا
سنبل تر بہی پریشان نہوا میرے بعد

بنگیا شوق کی مضمون سے کبوتر کاغذ — خود بخود یار تلک جائیگا اوڑکر کاغذ

خط پہ خط مینی لکہی پر نہ لکہا تمنی جواب — کبہو قاصد کہ ہوا کیا نہ میسر کاغذ

حال رونیکا اگر کاغذ ابر پہ لکہون — صورت ابر ہمیشہ وہ رہے تر کاغذ

سیکڑون بہیجی ہین خط تجکو صبا شاید سے — اوڑتی پہرتی ہین تیرے کوچمین اکثر کاغذ

حال لکہا ہی ترے چین بجبین ہونیکا — جبہی رکہتا ہی شکن صورت مسطر کاغذ

اسقدر یار کو خط مینی لکہی ہین قاصد — شہر مین اب نہیں ہوتا ہے میسر کاغذ

دم تحریر گری قطرۂ خون آنکھون سے
بنگیا تختۂ گل اپنا سراسر کاغذ

اب کبوتر کی عوض خط مرا بلبل لیجاے
عطر گل سے ہی کیا مینی معطر کاغذ

آتش رنگ حنا سے نہ کہین جل جاے
کہتی ہین دست حنائی مین وہ لیکر کاغذ

وصف ہمنی جو لکہا اوسکے لب گلگون کا
بنگیا صورت برگ گل احمر کاغذ

آج بہیجا اوسے بی منت قاصد نامہ
ایسی روئے کہ گیا ہاتہ سے بہہ کر کاغذ

قمریو سرو کو آزاد کیا یار نی کب
ہمین دکہلاؤ تو آزادی کا لاکر کاغذ

یاد آیا جو خط عارض جانان گویا
دم تحریر یہہ روئی کہ ہوا تر کاغذ

طبیعت آئے ہی ان روزون اک طفل برہمن پر
ہوا یہہ رتبہ زلف یار کا کنگہی کی کرنی سے

گمان ہی نالۂ ناقوس کا اب میرے شیون پر
ہوا پر ہے اوڑی جاتی لگا شانہ نکلے ناگن پر

ہمیشہ مار اور طاؤس مین ہے دشمنی دیکھی
دل پر داغ کیون شیدا ہوا ہی زلف پرفن پر

نظر آتی ہی مستی کی دہڑی پر پان کے سرخی
کسی نے برگ گل یار کہہ دیا ہے برگ سوسن پر

ہوا یہہ پانی پانی دیکھکر اوس غیرت گل کو
طلب کرتا ہی اوڑ جانیکو ہر بلبل سے گلشن پر

شب مہتاب مین ہنسنا تمہارا لائیگا آفت
گرہی گے اکدن بجلیے مہ تابانکی خرمن پر

تبسم دیکھکر اوس شعلہ رو کا جل رہے ہین گل
بجا ہے گر کہون بجلی گری پہولونکی خرمن پر

دہوان جب دلسے اوٹہتا ہے تیری بن سسکری کرکے
تو اک کالی گہٹا سی یار چہا جاتی ہے گلشن پر

نہ کیونکر سینہ و دل خانۂ زنبور ہو جائین
طبیعت آگئی ہی اک نگاہ ناوک افگن پر

ہوا تار نگہ مین رشتۂ زنار کا عالم
ہمارے آنکہہ پڑتی ہی جو اک طفل برہمن پر

منور ہو گئی میرے لحد کس مہ کے پرتو سے
چڑہائی چادر مہتاب کسنے میری مدفن پر

کوئی خورشید تابان جلوہ گر ہی اوسکے چلمن مین
شعاع مہر کا کیونکر گمان ہوئے نہ چلمن پر

منور ہو گیا ایسا مکان اُس مہ کی جلوہ سی
ستاروں کا گمان ہوتا ہے دیواروں کی روزن پر

بنایا ہی زمین کو آسمان اِن شہسواروں نے
مہ نو کا ہی عالم ہر نشان نعل توسن پر

میری زنجیر پر یون سنگ طفلان آکے لگتی ہین
کہ جیتا ہانہ دوڑے جیسے مقناطیس آہن پر

اگر مجہہ ناتوان کو رخصت گلشن نہین دیتے
بجائی خار بٹھلا دین سر دیوار گلشن پر

چمک سے تیری دانتون کے اونہین عوا تہا کچہہ شبانہ
تبہی مٹی خدانی ڈال دی ہی سبز رنگی معدن پر

میری چہاتی پہ جای شمع روشن بیٹھنا خاہے
پڑا ہی فاتحہ یہہ ہاتہہ رکہکر کسی مدفن پر

ہوئی جب صرف بیجا دو ستی بس دشمنی ہی ہہ
نہین کم بجلی گرنی سی اگر منہہ بر سی خرمن پر

پس از مردن بہی کیا وحشت نے گویا سر اوٹہایا ہے
ہوا ہی بید مجنون جای سبزہ میری مدفن پر

کہول دی ہے زلف کسنی بہول سے رخسار پر
چہا گئی کالی گہٹا سی آن کر گلزار پر

کیا ہی افشان ہی جبین وابروی خمدار پر
ہی چراغان آج کعبی کی در و دیوار پر

نقش پا سی پنجشاخہ قبر پر روشن کرو
مر گیا ہون مین تمہاری گرمی رفتار پر

چشم بد دور آج ہی یہہ کون گلرو جہانکتا
چشم نرگسکا ہی عالم روزن دیوار پر

ناتوانیکا بہلا کس منہہ سی مین شکوہ کرون
خال ہی یہان مہر خاموشی لب گفتار پر

ہم ازل سی انتظار یار مین سوئی نہین
آفرین کہئی ہماری دیدۂ بیدار پر

کفر اپنا عین دینداری ہی گر سمجھی کوئی
اجتماع سبحہ یہان موقوف ہی زنار پر

ٹہوکرین کہایگا ایکدن سر کشی اتنی نہ کر
او سر بیمغز کیون بہولا ہی اس دستار پر

زلف او اپنی حقیقت دیکہئی کہتی ہی کیا
ہی ہمارا فیصلہ اب تو زبان مار پر

گر چمن مین ہمسی بی برگون کو جا دیتی نہین
خار کی مانند بٹہلادین سر دیوار پر

ہی اگر عرفانکا طالب خاکساری کر شعار
دیکہتی ہین آینہ اکثر لگا دیوار پر

ابرو و مژگان سے اوسکی دیکھیں دل کیونکر بچے
اب تو نوبت آگئی ہی تیر اور تلوار پر

انتہائے عشق میں دے جان مینی اسلیئے
لالہ با صد داغ اوگتا ہی مرے کہسار پر

رابطہ گر غیر سی ہو یار کو چاہوں نہیں
مین وہ بلبل ہون کہ مرتا ہون گل بیخار پر

دل جلا ایسا ہون میرا نام لی بیٹھا جو وہ
پڑ گئی چھالی زبان مرغ آتشخوار پر

اوٹھہ کی بتخانہ سی مسجد کو اگر جائیگا تو
سیکڑون ٹوٹین گی تسبیحین ترے زنار پر

حیف کوی یار تک پہونچی نہ میری استخوان
مدتون اگر ہما بیٹھا رہا دیوار پر

سو کہہ جائین گر ہمارے آبلونکی چھالین گلین
پیاس سے کانٹے نظر آئین زبان خار پر

بعد مردن بہی ہی باقی میری نالون کا اثر
تار مطرب کا ہی عالم ہر کفن کی تار پر

تیری آب تیغ سے ظالم جو ہو طوفان بپا
حوت تڑپہی مثل ماہی گنبد دوار پر

خط اوسی تینے لکھے مین نے کہ وہان بہر جواب
بیٹھے رہتی ہین کبوتر سیکڑون دیوار پر

حشر تک ممکن نہین اب چمکے تیغ آفتاب
باڑہ رکہوا تا ہی ظالم مغزبی تلوار پر

کفش پا کے گل دکہا کر ہنسکے یون کہنی لگا
سیر کو کیون جاون گلشن ہی میری پیزار پر

دیکہو ضد میری مرغ نامہ بر کیواسطے
قینچیان لگوائی ہین بی رحم نی دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا ہجر مین سوتا نہین
خط لکہون گویا بیاض دیدہ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکہتا روتا ضرور
عین کعبہ مین گرا ہو دیکہتا روتا ضرور

تیر سے آگی ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
قد و قامت دست و بازو دیکہتا روتا ضرور

گردش چشم سیاہ یار یاد آئی مجھے
گر کبہی رم کردہ آہو دیکہتا روتا ضرور

بیخبر ہی ثم وجہ اللہ سی کچہہ بہی خبر
ہی یہہ لازم تجکو ہر سو دیکہتا روتا ضرور

رات دن رستم کو گو تیغ و سپر سی کام تہا
یار کی شمشیر ابرو دیکہتا روتا ضرور

تجکو خندان دیکھکر موسی سمجھتا برق طور
سامری گر چشم جادو دیکھتا روتا ضرور

ہی یقین مجکو کہ پی ہم چشمۂ زمزم کیطرح
شیخ کعبہ گر وہ ابرو دیکھتا روتا ضرور

آہ سوزان لب پہ تہی آنسو ان تہی مثل شمع
مجکو روتی رات گر تو دیکھتا روتا ضرور

کسطرح کٹتی ہین راتین کسطرح گذری ہی دن
میری حالت گر وہ بد خو دیکھتا روتا ضرور

ایسا رویا گل کہ شرمندہ ہوا ابر بہار
میرا رونا وہ سمن بو دیکھتا روتا ضرور

جو صبا کی ظلم رانی ہی ہمارے حال پر
اوسکو ای غافل اگر تو دیکھتا روتا ضرور

گرچہ یوسف کا بہی تہا مصرع فالاجواب
یار کی گر بیت ابرو دیکھتا روتا ضرور

ہی یقین واللہ مجکو حافظ قرآن اگر
آگی اوسکا مصحف رو دیکھتا روتا ضرور

دیکہہ لیلے کو سماجت مین تو مجنون نے کہا
میری آنکہون سے اگر تو دیکھتا روتا ضرور

چمکی جب بجلی تو منہہ کا ہی برسنا چاہیے
مین تجہی ہنستی جو مہرو دیکھتا روتا ضرور

باغ مین لالہ ہے نہرین ہوئین آب رنگ گل
جب ترا مین گلشن کو دیکھتا روتا ضرور

چشم بد دور آنکھین میری غیرت لیلی کی گر
وادی مجنون کا آہو دیکھتا روتا ضرور

بنگیا ہون غم کی مین تصویر اوسکے ہجر مین
مجکو وہ جو سر بزانو دیکھتا روتا ضرور

لامکان تک مین تلاش یار مین پہرتا رہا
چرخ گر میری تگاپو دیکھتا روتا ضرور

خلق تو ہنستے ہی تیری مبتلا کی حال پر
تو اوسی گر اپنی سیر پر دیکھتا روتا ضرور

خوف اگر اعمال تلنی کا ہی گویا تجہے
چاہئی یون جب ترازو دیکھتا روتا ضرور

دعائین مانگین ہین مدتون تک جہکا کی سر ہاتہہ اوٹہا اوٹہا کر
ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

دعا بجام لیے ہی مانگی سبہونی یہی ہاتہہ اوٹہا اوٹہا کر
ہمارے محفل مین آیا ساقی خدا خدا کر خدا خدا کر

دکھایا وحدت نے اپنا جلوہ دوئی کا پردہ اوٹہا اوٹہا کر
کروں مین سجدہ بتوں کی آگے تو ای برہمن خدا خدا کر

ہین اشک زخموں سے میری جاری نہ دیکھی ہو گی یہہ اشکباری
ہنی ہین چشم پر آب قاتل یہہ زخم پانی چورا چورا کر

کہاں وہ شکلین کہاں وہ باتین کہاں وہ جلسی کہاں وہ محفل
یہہ سبکا سب خوابکا تہا سامان چہپا لیا بس دکہا دکہا کر

ہر رنگ ساغر ملا دیا مُنہہ جو مُنہہ سی تیری خفا نہ ہو نا
کیا ہی بیہوش تو نی ساقی شراب مجکو پلا پلا کر

اوٹہا یا یاروں نی پہر نہ اوٹہا زمین سے ہرگز ہمارا لاشہ
یہہ کسنی ہمکو ہی مار ڈالا نظر سے اپنی گرا گرا کر

جو بہیجین ہم مرغِ نامہ بر کو تو چٹکیو نمین اوسیے اوڑا دیے
اگرچہ وہ طفل کہیلتا ہی پر کبہو تر اوڑا اوڑا کر

پس از فنا بہی اگر تو آئی کرون سگ یار میہمانی
کہ استخوانونکو اپنی تن مین رکہا ہما سی چہپا چہپا کر

کری اگر سرکشی یہہ مجہہ سی اٹہیے فلک کو زمین پہ پٹکون
کہ توڑ ڈالے ہین ایسے مین نے ہزارون شیشے اوٹہا اوٹہا کر

کبہی میرے دل سیے کرتی ہین بل کبہی ہین شانی سی یہہ اوجہتین
غرض کہ زلفونکو تو نی ظالم بگاڑا ہی سر چڑہا چڑہا کر

شکست لکہتا تہا نام دل کا ہی تہی طفلی مین مشق تیری
بنا دیا دل شکن یہہ تجکو معلمون نے لکہا لکہا کر

بڑی گلی مین اجل کو تجہسے مسیحکو بہی بہت ہین شکوی
کہ دم مین تونے ہین مارڈالے ہزارون مردے جلا جلا کر

پلانا پانیکا جام زاہد گناہ مشرب مین ہے ہمارے
ثواب لینا نہین ہے کیون تو شراب مجکو پلا پلا کر

نہین کوئی راز دار ہمسا کیا نہ وحشت مین تجکو رسوا
کہ داغ مانند خار ماہی بدن مین رکہتے چہپا چہپا کر

گلی ہزارون نے اپنی کاٹی ہزارون ہو جہ ہو گئی خون
بہت ہوا پہر تو یار نادم کف حنائی دکہا دکہا کر

نگہ کی صورت پہرو نہ ہر سو حجاب تم مردمک سی سیکہو
اب آؤ آنکہو نمین سیر دیکہو مژہ کی چلمن اوٹہا اوٹہا کر

دکھائی گل سی عذار تو نی کیا دل عاشقان کو بلبل
بنا دئی گوش غیرت گل صدائی رنگین سنا سنا کر

گناہ کرتا ہی برملا تو کسی سی کرتا نہین حیا تو
خدا کو کیا منہہ دکھائیگا تو ذرا تو ای بیحیا حیا کر

چلا ہی محفل سی اپنی ساقی دکھاؤ سینے مین اپنی اشکباری
کرون بط می کو مرغ آبی ابہی سی دریا بہا بہا کر

رو لائی ہر سون غنچی تو جیسی دکھائی گر زلف مار ریکھی
کری تو در پردہ راہ دل مین جو دیکھی پردہ اوٹھا اوٹھا کر

وہی اثر ہی جنونکا ابتک کہ وہمی لڑکو کو خواب بہی کاوش
کہ میری مٹی کی روز مجنون بگاڑتی ہین بنا بنا کر

عجب نہین نامۂ عمل کا دو لا ہو کاغذ اگر خطا ئے
خطا ئین کین مینے آشکارا کئی ہین عصیان چھپا چھپا کر

اثر ہی چاہ ذقن کی اُلفت کا بعد مُردن ہے آہ باقی
کہ کھیلتے ہین ہمارے مٹی کی ڈول لڑکی بنا بنا کر

کیا ہی پوشیدہ عشق ہمنے کسیسے سی در پردہ ہے محبت
پڑی ہوئے بستر الم پر جو روتے ہین منھہ چھپا چھپا کر

جو خوف طوفان اشک سے اب سین یہ جاتا نہ جای قاصد
روان کرون سوئے یار جا بے خطو نکی ناوین بنا بنا کر

تیرا اسا قد بن سکا نہ ہرگز تیرے سی صورت نہ بنسکی پہر
اگرچہ صانع نے لاکہون نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

ادہر مژہ نی لگائی برچہی اودہر نگاہون نی تیر ماری
شکست دی فوج صبر دلکو یہہ کسنی آنکہین لڑا لڑا کر

کٹی ہی گویا شب جوانی بس آن پہنچی ہی صبح پیری
بہت سی کی تونی بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر

ہی کف پا مین حنا کا گل عیان بالای سر
شعلہ اوسکی زیر پا ہی اور دہوان بالای سر

مین نی نالون سی اوٹہایا ہی مکان بالای سر
ہو نہین وہ بلبل کہ ہی میرا آشیان بالای سر

ہی حیات و موت مین بار گران بالای سر
وہان زمین بالای سر یہان آسمان بالای سر

سیکڑون ہی دل ہین کاکل مین طپان بالای سر
کیا لئی پہرتا ہی یوسف کاروان بالای سر

ناتوان ایسا ہون گر سایہ پڑی دیوار کا
گر پڑی گویا کہ سقف آسمان بالای سر

ناتوانی سی میرا پیکر ہی مثل شاخ گل
داغ سودا ہی برنگ گل عیان بالای سر

ہی رخ رنگین تیرا گل قامت موزون ہے سرو — صدقے ہونگی بلبلین اور قمریان بالای سر

زیر پاے یار نالان اسقدر ہی دل میرا — حاملان عرش کرتی ہین فغان بالای سر

ہی یہہ بیہودہ تلاش رزق مین سرگشتگی — آسمان ہمرہ لیے پہرتا ہے خوان بالای سر

ہی یقین اب اور کچہہ تازے بلا نازل کرے — بے سبب پہرتا نہین یہہ آسمان بالای سر

قصر تیرے ناتوانکا ہی مثال گردباد — باو کا جہونکا اوٹہا لیگا مکان بالای سر

شیشہ بازی کا تماشا گر تجہے دکہلاؤ مین — ہو کبہی پاؤن پہ گا ہی آسمان بالای سر

دیکہہ لے دنیا مین کم ہین دوست دشمن ہین بہت — سات زیر پا زمین نو آسمان بالای سر

تیر باران سے نہین کچہہ کم ہی باران ہجر مین — کسلیے نکلے یہہ آے گردون کمان بالای سر

سر کی گٹہنی کی جو حسرت ہے کہون قاتل سے مین — ہو اگر مثل سنان میرے زبان بالای سر

آسمان نے اوڈوپٹہ تاری افشان چاند منہہ — مانگ اوسکی ہی ہر رنگ کہکشان بالای سر

رہگیا ہی زخم سر مین یار کا پیکان تیر
دو دہن بالاے سر ہی یہہ زبان بالاے سر

اس لیئے مجنون پڑا رہتا ہی اے محمل نشین
یادن اپنا کاش رکھدی ساربان بالاے سر

سایہ افگن جلد ہو یارب ہما ہی تیغ یار
ہو گیا بہر دعا ہر مو زبان بالاے سر

گر چہوا عارض کو شرما کر منڈہیگا وہ طفل
عارضی ہی کاکل عنبر فشان بالاے سر

تہی سبکدوش آگی پہنچی جلد یاران عدم
یہان تو ہی عصیان کا اک بار گران بالاے سر

مجکو اک سرو روان کے عشق نی مجنون کیا
کیا عجب باندہی جو قمری آشیان بالاے سر

کانپ کانپ اوٹہی ہی اکثر میری نالون سے زمین
کیون نہ یارب گر پڑا ہیہ آسمان بالاے سر

ہو گیا اکثر سرشک چشم سے خانہ خراب
گر پڑی ہی بارہا سقف مکان بالاے سر

اس زمین مین اور اک ایسی غزل گویا کہون
جسکو سنکر کہین سب اہل زبان بالاے سر

چاند سورج ہین تیرے ای جان جان بالای سر
کیون نہو پہر پہرے صدقے آسمان بالای سر

کاش پہنچی اشک کا آب روان بالای سر
ہی ہر اک داغ جنون آتش فشان بالای سر

ہی زمین پاونکی نیچی آسمان بالای سر
مہربان ہے زیر پا نامہربان بالای سر

ای خط نورستہ مجھکو تیرا مجنون جانکر
طوطیون نے آکی باندہا آشیان بالای سر

سر چڑہا کر تو نی ای ظالم بگاڑا ہی اسے
کر رہی ہی بل کا کل عنبر فشان بالای سر

اسقدر گلکاریان کی ہین تیرے تلوار نے
زخمون سے رکہتے ہین ہم اک گلستان بالای سر

مثل گلبن پاون گڑ جائین زمین مین ای نسیم
گر زر گل ہے رکہون مین ناتوان بالای سر

پہرتی ہین صحرا مین سر پر ہین گل داغ جنون
خار ہے زیر پا ہے بوستان بالای سر

بادشاہی سے یہہ نفرت ہے کہ چہوڑون اپنا سر
گر پڑے ظل ہمای آسمان بالای سر

یہان خزان مین ہیے شگفتہ ہین گل داغ جنون
کہدو اب بلبل سے باندھے آشیان بالای سر

مجہہ سی یارب بارِ غم اوٹہتا نہین اسکی عوض
کاش رکہدیتا زمین و آسمان بالای سر

گر تیری تیغِ ہلالی ابرو ہو پرتو فگن
پٹیان ہوون سر کے زخمونکی کتان بالای سر

بعد میرے کوئی اسکی ظلم سہنیکا نہین
خاک اوڑائیگا ہمیشہ آسمان بالای سر

سنگِ طفلان کے ہی نظارہ کی حسرت اسقدر
داغِ سودا بنگئے ہین چشم بہان بالای سر

کون افتادہ نصیبی دنیا مین زیادہ ہے تو ہی
کیا اوٹہایا ہے زمین نی آسمان بالای سر

سر جہکا کر دیکہہ لینگی روزِ محشر ہم تجہے
غم نہین گر ہونگی چشمِ مردمان بالای سر

لنترانی حشر کی دن بہی نجائیگی تیرے
وای حسرت ہونگی پا چشمِ مردمان بالای سر

روزِ محشر وعدۂ دیدار اس خاطر کیا
جانتا تہا ہونگے چشمِ مردمان بالای سر

ہجر نی ایسا مجہے زار و خمیدہ کر دیا
طوقِ گردن پاؤن مین ہین بیڑیان بالای سر

سر سی گذری ہین سرشکِ چشم اکثر بحر مین
ہو گئی ہین بارہا دریا روان بالای سر

گر چمن مین یار اپنے کفش کا گل پھینک دے / بلبلین آنکھون پہ رکھین باغبان بالای سر

سر چڑھایا یہ حسینون نے کہ بعد از مرگ ہے / شانہ بنکر پہونچی میرے استخوان بالای سر

ہی ہمارے بیقراری سے تہ و بالا جہان / ہر زمان زیر قدم ہے ہر زمان بالای سر

آسمان مثل زمین ہے گاہ پاؤنکی تلے / اور زمین ہی گاہ شکل آسمان بالای سر

دل ہمارا نعرہ زن ہے سیر گذری تنگ چشم / سینہ مین گویا جرس ہے کاروان بالای سر

سر کٹ گیا میرا نہین مجکو خبر ہنوز / ہون آرزوی قتل مین سینہ سپر ہنوز

مین مر گیا ولی نہین اوس کو خبر ہنوز / باندہی ہی میرے قتل پہ قاتل کمر ہنوز

اوس سرو قد کے دیکھی تہی رفتار باغمین / آوارہ پہر رہے ہی نسیم سحر ہنوز

بلبل وہ ہون چھٹا نہ پس از مرگ بہی چمن / گلبن تلے پڑے ہین میرے مشت پر ہنوز

سر کٹ گیا تو دور ہوا درد سر ولے
قاتل سے کہدو باقی ہی درد جگر ہنوز

باغ جہان مین آوہ بہار آئیے لا کہہ بار
وہ نخل ہون صبا کہ نہ لایا ثمر ہنوز

ظالم تو قتل کر کی آنبہے سے مگر نہ جا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

گو خاک ہو گئی نگئی جست وجوئ یار
جون گرد راہ پہرتے ہین ہم در بدر ہنوز

کشتی مین جیسی ہم تیرے شمشیر ناز کے
آگاہ تہی نہ دوش سے تیری سپر ہنوز

ایکدن سنا تہا کچہہ میرے سرگشتگی کا حال
کہتا ہی یار ناز سی پہرتا ہے سر ہنوز

آخر تیری فراق مین میرا ہوا وصال
دیکہا نہ شام ہجر نے روئی سحر ہنوز

یہہ زار ہون کہ موے بدن بہے وبال ہے
تسپر ہے دلمین الفت موئی کمر ہنوز

سر چوب آستان پہ تیری دی دی مارئے
صندل سے تو گیا نہ میرا درد سر ہنوز

گویا کا حال پوچہی خود وہ کبہو اے صبا
بیٹہا ہی مثل نقش قدم خاک پر ہنوز

سر کٹے پر کرنہ چور نگ ای میرے جلاد بس
تا کجا ظلم و ستم بس آے ستم ایجاد بس

تیرا ہی مصرع قد ہے خوب شاخین مت نکال
سرو کی مصرع پہ ظالم ہو چکا ایزاد بس

یار کا نقشہ نہ ہرگز کھینچ سکا غش آگیا
دیکھی صنعتے تمہارے مانی و بہزاد بس

سن نہیں سکتا میری نالو نمین الساد ردہے
جب کرون فریاد کہتا ہی وہ مین فرہاد بس

کسکو طاقت ہے سنی دیوانیکی فریاد کو
سنکی زنجیر و نکا غل کہنی لگی حداد بس

مثل سبزہ ہوگیٔے دل قمریون کے پایمال
ہو چکا تیرا خرام ناز اے شمشاد بس

تا کجا جور و ستم تیری سہون مژگان یار
چہن گیا میرا جگر ای ناوک بیداد بس

ٹکڑے دل ہوتا ہے گویا نالۂ جانکاہ ہے
کہتی ہین ہمسایہ سن سن کر میرے فریاد بس

اپنا جوشش اشک دکہلاتا ہی طوفان ہر برس
خانۂ آباد ہو جاے ہین ویران ہر برس

آہ و کہلاتی ہی یہہ وحشت بیابان ہر برس
چاک ہوتا ہے ہمارا جیب و دامان ہر برس

جب بہار آئے تو ہوتا ہے ہمین جوش جنون
صورت گل چاک کرتی ہین گریبان ہر برس

ہی مراد اوسکے بہی عالم میرا دیوانہ ہو
طوق منت کا پہنتا ہی وہ جانان ہر برس

یاد آجاتی ہین ہمکو گوہر دندان یار
موتی برسائے ہین آنکھین مثل نیسان ہر برس

جب بہار آتی ہے ہی خواہش قتل کے کرنا بہی
ہوتی ہی آلودہ خون تیغ جانان ہر برس

آب نہر باغ ہی کیا تیغ اوسکی ہی بجھے
زخم میرے مثل گل ہوتی ہین خندان ہر برس

جمع ہوتی ہین میرے تربت پہ آکر شمرو
اسطرحسی کرتی ہین گویا چراغان ہر برس

ایکسو آفت ہے اوس کاکل کا خم بالاے دوش
ایکسو ہی قہر وہ تیغ دو دم بالاے دوش

ای پری موی کمر ہی تیرا بل کرنی لگا
تیری زلفون کے جو دیکھی پیچ و خم بالاے دوش

گر گیا وہ بت مِرے دل سے مجھے اوسکے قسم — جسنے رکھا تھا محمد کی قدم بالای دوش

چون بپای خود روان گشتیم سرگردان شدیم — ہای گیا وہ دن تھے جو رہتی تھی ہم بالای دوش

از من ای گویا چرا گبر و مسلمان ناخوش اند — ہست مصحف در بغل زنّار ہم بالای دوش

دیکھی ہے تیری آئے زمین و زمانکو غش — آجائی ملک چرخ کی باشندگان کو غش

چلتے نہین زبان ہے اب اوسکے کیا کری — آتا ہی ہر سخن پہ تیری ناتوانکو غش

چہینٹا تو دی پسینے کا اپنے کہ ہی گلاب — آیا ہی تیرے بلبل نیلے آشیان کو غش

گرمی سے چاندنی کی ہوا ہے عرق عرق — آئی نہ اب کہین میرے سرو روانکو غش

مستے مین شب وہ ماہ جو گرم خرام تھا — آ آ گیا تھا بزم مین پیر مغان کو غش

نام خدا ابھی سی یہہ طفلی مین حسن ہے — آیا ہی اوسکو دیکھہ کی پیر و جوان کو غش

ناقہ کی ساتہہ چل نہ سکا فرطِ ضعف سے
لیلی سی کہہ دو آیا تیرے ساربانکو غش

آیا جو وہ تو اوڑ گئی صبر و قرار و ہوش
یوسف کے دیکھنی سے ہوا کاروانکو غش

گویا وہ ساتہہ غیر کی جاتا ہو کہین
آنی لگا ہی آج جو مجہہ ناتوانکو غش

قہر ہے تیرا نبت خود کام رقص
لیگیا دل سے میرے آرام رقص

تیری گانے سی زمین ہی وجد مین
کرتی ہین دیوار و سقف و بام رقص

آگئی ہی چرخ مین گردون کے عقل
دیکہکر اسے ماہِ سیم اندام رقص

تان کی ہمراہ نکلے میرے جان
مفت مین اوسکا ہوا بدنام رقص

لوئی گردون تلک ہے وجد مین
رقص یہہ ہے بس ہے اسکا نام رقص

ہون وہ بسمل گر تڑپنا دیکہہ لے
دستِ قاتل مین کری صمصام رقص

تیری دکھلانیکو ای مہ آفتاب
کر رہا ہے صبح سی تا شام رقص

دیکھہ کر تجکو تڑپ جاتی جو ہسین
کر رہے ہین صید اسیر دام رقص

نغمۂ قلقل نے یہہ تڑپا دیا
ہاتھہ مین کرنی لگا ہے جام رقص

نالی کرنا عاشقون کا نغمہ ہے
ہی تڑپنا بر سر ہر گام رقص

ہی یہہ گردش مین تیری بادام چشم
ای پری کرتا ہی یا بادام رقص

ساقیا دیدے مجکو جام آفتاب
کر رہا ہے چرخ مینا فام رقص

رقص کی اوسکے صفت گویا نہ پوچھہ
دل کو کر دیتا ہے بی آرام رقص

انکھون مین آرہا ہی میرا دم ہر ای خط
اب کاتش موت آتی یا اوسکا آی خط

لکھین ہین طالعونکی اوسی نارسائیان
ڈر ہے کہین نہ رستی مین قاصد گرا ای خط

لکھتا ہون نامہ یارکو ای چشم صبر کر
دریاے اشک مین نہ کہین ڈوب جاے خط

اب لکھہ کی نامہ یارکو ایسا ہے رونے
قاصد اگر نہین تو بہلا بہہ کی جاے خط

نالان سب اوسکے ہاتہہ سے ہین کہہ ای صبا
خط کہولئی تو آتی ہے اکثر صداے خط

وحشی کیا ہی مجکو پہرایا ہی خار پر
زلفونکی آہ جور کہون یا جفاے خط

اوس رشک گل کو بہی گل بہار سے مثال
رخسار رنگین صاف اگر وہ بنای خط

ای جان ہم ہین صدقے تیری بالبال کے
شیداے زلف دل ہے جگر مبتلای خط

کچھہ حال لکھیے یار کو رنگ پریدہ کا
تا مرغ نامہ بر کیطرح اوڑ کی جاے خط

قاصد ہوا ہمین یا کہ کبوتر ہو یا صبا
خط غلامے لکھدون اگر کوئی لاے خط

گریان وہ ہون جو رونیگا گویا لکھون مین حال
ہر دایرہ ہو چشم اور آنسو بہاے خط

زبان سے کیا مین کہون ویسی لو چھو اسکا خط
لئی جو کوئی سے تمہاری اوٹھا ہے کیا کیا خط

شراب یار پلاتا ہے مجکو ڈہکا کر
دکہا رہا ہے عجب دور جام صہبا خط

خوش آئے کیا تجھی زاہد خط عذار صنم
جسے جنون نہو اوسکو بہار سے کیا خط

گناہ ہوتی ہین آدے ہمیسے خطکی لئے
الہی کاش نہوتا جہان مین پیدا خط

نہین ہے کم مجھی رونے سے خندۂ ساغر
جو پاس یار نہو میکشیکا پہر کیا خط

کبھی نہ لب ہوئے ہین میرے آشنا شکایت سے
جو دیجی گالی پہ گالی اوٹھاؤن دونا خط

کہی جنون نے غزل ایسی ہمنے ای گویا
کہ جسکو سنکی اوٹھاتی روح سودا خط

اشک سے اپنی اگر رکھتی ہی آب و دانہ شمع
کس لئے ہے جمع کرتی خرمن پروانہ شمع

گر ہما دے ہاتہہ سے وہ ساقئ مستانہ شمع
محفل می مین دکہائی گردش پیمانہ شمع

بنگیا ساغر چراغ اوسکی حنا سے ہاتہہ مین
عکس رخ سے بنگئی موج مے پیمانہ شمع

یار اگر آئی تو روشن ہو مکان میرا ولے
ہوئی کب روشن میان خانۂ ویرانہ شمع

صورت قلقل کری نالہ زبان شعلہ سے
ساقیا دیکہی جو سیر نرگس مستانہ شمع

ہی بلورین جہاڑ سا روشن جو دیکہو دور سے
ساق و ساعد شمعین ہین اور چہرۂ جانانہ شمع

ساعد روشن کی اوسکے تب خریداری کرے
کاٹ کر سر رکہدی پہلی ہاتہہ مین بیعانہ شمع

دود شمع داغ دل کر دیگا آخر سیاہ
مثل کعبے کی بنائے گی میرا بتخانہ شمع

رونی مین ہے ان حسینونکی سراسر مکر سے
آنسوونکے تار سے رکہتی ہے دام و دانہ شمع

ہی جہان نظرون مین اپنے بازی شطرنج باز
مہرۂ شطرنج یہان پہرتے ہی ہر ہر خانہ شمع

یا الہی کون ہے برق تجلی جہانکتا
بنگیا ہی روشنے سی روزن کاشانہ شمع

ہی زبان شعلہ پر کیا کیا دہوین کو پیچ و تاب
زلف پر خم کا تیرے کہتے ہی کیا افسانہ شمع

تیری قدمون پر گریگا کٹ کے سر گلگیر سے
تو جو آئیگا کریگی سجدۂ شکرانہ شمع

ساق و ساعد سے ابہی دینے مین تشبیہن مجھے
دیکھیے کیا کیا کریگی نازِ معشوقانہ شمع

تاج شعلہ ہی دہوان کلغی ہی پروانہ چراغ
بزم مین رکھتی ہے گویا شوکتِ شاہانہ شمع

تیری دیوانیکا وحشت خیز ہے ایسا مکان
کرمکِ شبتاب سان اوڑتی ہی بیتابانہ شمع

آتشِ داغِ جدائی کا جو لکہون خط مین حال
کیا عجب ہے گر بنی کاغذ قلم پروانہ شمع

سنگ جو آکر لگا پروانہ سان جلنے لگا
بنگیا ہے آتشِ غم سی تیرا دیوانہ شمع

سامنے اوسکی تیرا کافور ہو جائیگا رنگ
دیکہ اوس خورشید رو کے سامنی جانا نہ شمع

جب خدا ہون بہول جائین خوبرو حسنِ سلوک
غیر ہی زنبور باہم یار مین پروانہ شمع

مین وہ ہون پروانۂ دیوانہ گر محفلین جاؤن
خانۂ فانوس سے آئی نکل طفلانہ شمع

ساقیا یاد آگئی وہ گردن و چشم و عذار
رو دیا بس دیکہکر مینائے پیمانہ شمع

نالہ جانسوز لاؤں لب تلک گر بزم میں
بہاگ جاوے سامنے سی میرے بیتابانہ شمع

ہمسری کی تہی جو ساق یار سے پاۓ سزا
باندہ کر لٹکائی ہی اوسنے میان خانہ شمع

پہینک دیگا ہاتہہ سے اپنی اگر گلگیر یار
سر کی بل گر گر کریگی سجدۂ شکرانہ شمع

بال سلجہاتا ہے وہ اپنی حنائی ہاتہہ سے
پنجۂ خورشید سی گویا کی ہی شانہ شمع

ہی یقین گل ہو جو دیکہی گیسوئی دلبر چراغ
آگی کالی کے بہلا روشن رہے کیونکر چراغ

ہاتہہ سی اپنے کبہی دو ماہ روشن گر چراغ
چرخ پیدا ہو دہوئین سے اور بنے اختر چراغ

کوچۂ گیسو میں داغوں کے سبب پہنچے گا دل
یعنی ہوتا ہے شب تاریک میں رہبر چراغ

رات بن تیرے یہہ میرا حال تہا ای شمع رو
شعلہ نظر وں میں میرے اخگر تہی اور مجمر چراغ

کس لئی جاتا ہی تو سیر چراغان دیکہنی
میں ہوں داغوں کی بدولت پانو سی تا سر چراغ

تیری شبہائے جدائی مین دیا کسنی نہ رنج
اپنی شعلہ سی دکہاتا تہا مجہے خنجر چراغ

سب حسینان جہان ہوتے مین مرجائے دلا
دیکہہ لی ہوتا ہے روشن شام کو گہر گہر چراغ

یہہ سیہ خانہ ہمارا یار وحشت خیز ہی
کرمک شبتاب سان اوڑتے ہین یہان اکثر چراغ

آہ سی اک اپنے ہی داغون مین لگ اوٹہتی ہے اگ
ورنہ دیکہا ہی کہ گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

مار ڈالا ہے جو اونسے داغ دیکر مجہے
چاہئی روشنگری آ آکی تربت پر چراغ

ہوفزون قدر حسینان جسقدر ہون بہہ بعید
دور سے دیکہو تو آتا ہی نظر اختر چراغ

گر حنائے ہاتہہ مین لے جام مے وہ شمعرو
موج مے ہو جائے شعلہ اور بنے ساغر چراغ

میرے مژگان پر نہین ہے جلوہ گر لخت جگر
ہین لب دریا پہ روشن اے پری پیکر چراغ

دیکہی جو گردنکشی اوس شمعرو کے بزم مین
منہہ ہی کیا پہر اپنے شعلہ سے اوٹہائے سر چراغ

اوسکی تیغ ظلم سے اب نام کو عاشق نہین
ایک پروانہ نہ نکلی ڈہونڈہو گر لیکر چراغ

ذکر حق سی دل کو روشنکر جلاتا کیا ہی شمع
گل نہین ہوتا ہے ایی گویا یہہ تا محشر چراغ

آپ سے جاتا نہین مین اوس ستمگر کیطرف
خود بخود گردن کہینچے جاتی ہی خنجر کیطرف

ہی دم گریہ چمنمین جو قد جانا کی یاد
آب جو سے اشک جاری ہی صنوبر کیطرف

یار کا روی منور یاد آجاتی ہے مجہے
نکلین آنسو دیکہون گر خورشید خاور کیطرف

کہیو قاصد ہے تیری مفتون کو ایسا انتظار
اب تیرے ششدر کی آنکہین رہتے ہین در کیطرف

ایک آنسو بہی گرا تو سیکڑون دریا ہے
چشم کم سے کیون نہ ہم دیکہین سمندر کیطرف

بسکہ ای مہرو تیرے دانتونکا رہتا ہی خیال
رات بہر آنکہین لگی رہتے ہین اختر کیطرف

اوڑ چلا دل فندق پاے نگارین دیکہہ کر
مرغ آتشخوار دوڑے جیسے اخگر کیطرف

چرخ مینائی کو بدمستے مین مینا سمجہے ہم
ہاتہہ دوڑاے مہ تابان کے ساغر کیطرف

بی قسم اوسکی قد رعنا کی ہمنی باغمین
آنکہہ اوٹہاکر بہی جو دیکہا صنوبر کیطرف

جذب دل تب جانئے جب یار نکلی سیر کو
بہولکر رستہ چلا آئے میری گہر کیطرف

بعد مردن بہی یہہ ہے پیک صبا کا اشتیاق
خاک میری جاتی ہی اوڑ اوڑکی صرصر کیطرف

تو نہین مجہہ سے ملاتا آنکہہ پر خنجر تیرا
دیکہتا ہی چشم جوہر سے میری سر کیطرف

دیکہہ لی اوس غنچہ لب کو بلبل آئے گویا اگر
آنکہہ اوٹہاکر پہر نہ وہ دیکہے گل تر کیطرف

ہاتہہ پہر وحشت نے دوڑائے گریبان کیطرف
پہر مجہی جانا پڑا کوہ و بیابان کیطرف

پہر بہار آئی گل رخسار یاد آنی لگے
مثل بلبل اوڑ چلا دل پہر گلستان کی طرف

پہر کسیکا چاند سا مکہڑا مجہی یاد آگیا
دیکہتا ہون رات بہر پہر ماہ تابان کی طرف

پہر کسیکی لنبی لنبی بال یاد آئی ہمین
روتی ہین پہر دیکہکر شبہای ہجران کی طرف

آئینہ کا اوس پری کو پہر گمان ہونے لگا
دیکہتا ہے پہر ہمارے چشم حیران کیطرف

ای جنون پہر ہمکو وہ خوش‌چشم یاد آنی لگی
روتی ہین پہر دیکہہ کر چشم غزالان کیطرف

پہر اونہین زلفون کا سودا سلسلہ جنبان ہوا
پہر لگی جا جا کے رونی سنبلستان کی طرف

پہر پریشانی کی صدمے کہینچنی مجہکو پڑی
دل کہنچا جاتا ہی پہر زلف پریشان کیطرف

آستین پہر آنسوونسے ہای تر ہونی لگی
پہر لگی بہہ بہہ کے جانی اشک دامان کیطرف

ہی یقین پہر ابکی یہہ ہمکو کوئین جہنکوائیگا
دل ہوا مائل پہر اک چاہ زنخدان کیطرف

آبلون کے زخم پہر شاید کہ ہو جائین ہرے
پہر بہار آتی ہی چلی خار مغیلان کیطرف

ای جنون رگہای تن کو شوق نشتر پہر ہوا
دیکہتا ہون پہر کسیکی نوک مژگان کیطرف

جیب کے جانب جنون نی ہاتہہ دوڑائی ہین پہر
چاک نے پہر پاؤن پہیلائے ہین دامان کیطرف

چہٹ گئے دست غرور سے پہر عنان اختیار
لیچلا پہر توسن وحشت بیابان کیطرف

پہر ہوا شوق شہادت آہ ای گو ما مجہے
پہر جہکا جاتا ہے سر شمشیر بران کیطرف

کاہش جان ہے لب آہ ای فراق
کس بلا مین ہے مبتلا ای فراق

کوئی دوزخ ایسی پہنچتا ہے
نہ کسیکو خدا دکہائی فراق

کہا گیا غم تیرا کلیجے کو
دل میرا ہو گیا غذا ای فراق

جان دیے اوسکا نام لی لی کر
بس دلا نہی یہی وفا ای فراق

دادرس کوئی بہی جہانمین نہین
مین کہون کس سے ماجرا فراق

سقف گردون دون جلا دی کہین
ای میرے آہ شعلہ زا ای فراق

دل بہی بیگانہ ہو گیا مجہہ سے
مین ہوا جب سے آشنای فراق

خوار ہون زار ہون پریشان ہون
اوسی کہدو یہہ ماجرا ای فراق

وہ بھی آیا نہ آئی آپ مین ہم ۔ اسکو کہتے ہین انتہای فراق

روند اگر مزار کو اوسکی
ہی یہہ گویا کا خونبہای فراق

بہولا ہے بعد مرگ مجہی دوست یہان تلک ۔ سنگ بہی نہ اوس کا آیا میری استخوان تلک

گو ہم قفس سے جا نہ سکے بوستان تلک ۔ اوڑ اوڑ کی رنگ چہرہ گیا پر وہان تلک

بلبل ہجوم گل ہی چمن مین یہان تلک ۔ پہولون سے چہا گیا ہی تیر آشیان تلک

کب پہنچے آہ ضعف سے گوش بتان تلک ۔ سو جا ٹہر کی سینہ سے آئی زبان تلک

پرواز پیش از ین تہے میری آسمان تلک ۔ ابتو چمن سے جا نہ سکون آشیان تلک

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نی ۔ آنکہو کو میری بار ہے خواب گران تلک

عالم ہون علم عشق کا مین کر نہ ہمسری ۔ ای عندلیب تو ہی پڑہے بوستان تلک

اوس مہ کی وصف سے یہہ ہوا مرتبہ بلند
پہونچی میری غزل کی زمین آسمان تلک

پاس ادب ہا ہی جنون مین ہے اسقدر
آتا ہون سجدے کرتا تیری آستان تلک

اوس مست کی ہین گیسوونکی سلسلی مین ہم
ساقی مرید جسکا ہی پیر مغان تلک

رکہتین ادب سے پاؤن نہ ہم تیری راہ مین
باہر جب آپ سے ہون تو پہنچین وہان تلک

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کاش آئی میری آشیان تلک

کیونکر پہرے نہ سر میرا اوس تیغ کی لئے
گردش سی جستجو مین ہے سنگ فسان تلک

سو بار اپنے فکر عدم سی پہرے گیئے
لیکن نہ پہنچی یار کی موئی میان تلک

اوس حور کا مکان ہی جنت سی بہی پرے
رضوان پہنچ سکی نہ کبہی پاسبان تلک

اس درجہ فرط ضعف سی ہم پیچہی رہ گیئے
پہونچی نہ آہ بہی جرس کاروان تلک

دلمین ہمارے اوسکی محبت نی گہر کیا
پہونچا ہے اس مکان سے جو لامکان تلک

اَلبتہ ہے دماغ ذرا دیکھ اے ہما
آیا نہ بی طلب سگ یار استخوان تلک

اوس ماہ نے جو سر میرا ٹھکرایا پانون سے
پہونچا دماغ آج میرا آسمان تلک

نخل مراد یار ہوا آج بار ور
صد شکر کٹکی سر میرا پہونچا سنان تلک

پہر جاے تیر آگی وہ برگشتہ بخت ہون
رخ پہیرے دیکھکر مجہے اوسکے کمان تلک

مرنیکی بعد ہی سگ جانانکا انتظار
کہدو ہما نہ آئی میرے استخوان تلک

سو بار آکی موت بہی فرقت مین پہر گئی
برگشتگی نصیب کے کہیئے کہان تلک

گویا یہہ ناتوانیکا احسان مجہپہ ہے
آنی دیا نہ یارکا شکوہ زبان تلک

شمع بہاگی دیکہ کر میرے سیہ خانہ کا رنگ
دیکہ لی گر سوز دل اوڑ جاے پروانہ کا رنگ

ساقیا جب پنجۂ رنگین مین لے وہ مست ناز
سرخ ہو جائے اگر ہو سبز پیمانہ کا رنگ

تو عبث دہوتا ہے قاتل دامن گل کے رنگ
میرے خونکا تیرے دامن سے نہین جائیگا رنگ

اوس پری کی چشم کی تعریف کا رکہون جو ورد
ہو سلیمانی میری سبحکی ہر دانیکا رنگ

ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر مین آفتاب
آسمانی چاہیئے اس تیرے میناکا رنگ

نغمۂ رنگین کو سنکر مثل گل بنتے ہین گوش
چہا رہا ہے بزم مین ایسا تیرے گانیکا رنگ

دامن گل کردیا ہے دامن کہسار کو
ابر سیکہی آگی ہمسے اشک برسانیکا رنگ

جسم سرخ ایسا ہے پہنا اوسنی جو موتیکا ہار
ہر گہر مین صاف اب انگور کی ہی دانیکا رنگ

زردی رخ نی بنایا اوسکو کشت زعفران
ہنس رہین ہین دیکہہ کر سب تیرے دیوانیکا رنگ

ناتوانی بعد مردن بہی نہین زائل ہوے
زردی دیکہہ ہمارے گل کے پیمانیکا رنگ

کہیت مین تیرے شہیدونکے جو دہقان بوئیگا
سرخ ہو جائیگا بس گرتی ہی ہر دانیکا رنگ

مصرع اوستاد گویا پڑہتے ہین مستے مین ہم
سبزی میناکا رنگ اور سرخ پیمانیکا رنگ

بہی تیرے رخسی آفتاب خجل | کف پاسی ہی ماہتاب خجل

جام پر ہنس رہا ہے ساغر لب | چشم میگون سی ہی شراب خجل

ہنسنے مین جب وہ دانت دکھلئی | ہوگیا گوہر خوش آب خجل

[illegible] ہنسی سے ہے عرق عرق ہوجایے | آگی اوس گل کی ہو گلاب خجل

جام سی اپنی منفعل ہے ماہ | می گلگون سے ہے آفتاب خجل

برق نادم ہے بیقراری سے | میری رونی سی ہی سحاب خجل

کیون نہ انگارون پر سدا لوٹے | دل سوزان سی ہے کباب خجل

سرنگون ہے ہلال جو اپنے ماہ | ہی تیرے دیکھہ کر رکاب خجل

یار کی [illegible] ی دنہو سکا نہ غبار | ہونہین ای دیدۂ پر آب خجل

[illegible] کے منفعل بلبل | تجھہ سی اے رشک گل گلاب خجل

رہتی ہین پامال مثل سایۂ دیوار ہم — تسپہ بہی ہین خاطر گردون پر بار ہم

رشک سے کہتے ہین آنی دینہ اوسکو بامین — بند کرلین تا نہ چشم نرگس بیمار ہم

ہوگئی ہین گرچہ ایک عالم کی نظرون مین سبک — پر ہین تیری خاطر نازک پہ اب تک بار ہم

کچہہ نہ پوچہو ہمسے جو اوٹہا شکر رنجی مین لطف — سمجہے ہین قند مکرر یار کے تکرار ہم

صورت مژگان جگہہ انکہون پہ ہم سبزکو دین — مثل ابرو منہہ پہ کہائین یار کے تلوار ہم

اپنے کشتے دوبے گی تلوار ہی کے گہاٹ مین — دیکہکر مرجائینگے وہ ابروی خمدار ہم

کیون نہ اب جائے عصا مینائے می ہو ہاتہہ مین — یعنے چشم مست ساقی کی ہوئے بیمار ہم

ننگئی ہی خاک بہی بعد از فنا ریگ روان — ڈہوندتی پہرتی ہین اب تک کوچہ و بازار ہم

ہم تو کیا ہین حضرت عیسی بہی دیکہین تو کہین — عین صحت ہے جو اون آنکہون کی ہون بیمار ہم

تیغ ابرو کا تصور دلمین لا سکتے نہین — ہاتہہ مین دیوانیکی کسطرح دین تلوار ہم

نالۂ پُر درد ای گویا سُنایا چاهئی
یار کہتا هی سُنین گی درد کی شعار هم

میری خوُن سی سُرخ کر اور کفک تجہی ہاتہو کی رنگ حنا کی قسم
نہ اوٹہاؤن گا تیغ تلی سی مین سر مجہی یار تیری کف پا کی قسم

کہا لیلی نی قدر شناس ہین هم همین اپنی هی مہر و وفا کی قسم
جو ہی قیس کو غم ہی یہان ہی الم کہو کہا ئین دو بار اخدا کی قسم

کہا لیلی نی ناقہ جو چل نسکا یہی قیس کا بن هی خدا کی قسم
یہہ اُوسی کی ہی عشق کا جذب ہوا اوسی وحشی ہی سر و پا کی قسم

کبہی باغ مین گل پہ کرون نہ نظر رخ یار کی حسن و صفا کی قسم
میری نظرون مین سانپ ہی سنبل تر مجہی حلقۂ زلف رسا کی قسم

کہین آیا بگولا نظر جو کبہی کہا لیلی نی باد صبا سی یہی
یہی حال ہمارے ہی قیس کا بہی اوسی وحشی بی سروپا کی قسم

تیری ہجر مین آئی جو میرے قضا رہی باغ جنان مین بہی دہیان تیرا
کسی حور کا بہائی نہ نازوادا مجہی تیری ہی نازوادا کی قسم

تہی جہان مین عجیب نصیب کے ہم کہ سہا کئی تادم زیست الم
ہمین کر چکی کشتۂ تیغ ستم تو وہ کہاتی ہین جور وجفا کی قسم

تب ہجر سی حال تہا میرا برا جو وصال ہوا تو وصال ہوا
نہ تو مین ہی رہا نہ مرض وہ رہا اوسی عیسی کی دست شفا کی قسم

کہا یار نی دیکہی جو شرم میری رہی قمر کو انس نہ اونسی کبہی
ہوئن لجالو یہ تجتنی ہین سرو سہی مجہی اپنی ہی شرم وحیا کی قسم

گرا مستي سے شب جو وہ ماہ لقا وین ساقي کي ہوش رهي نہ بجا

سبو ہاتہہ سي پیر مغان کے گرا وسے مست کے لغزش پا کي قسم

جو ہو نجد کي بن مین گذار میرا کہیے کانٹون سے جسم نزار میرا

کرو عضو ہر ایک فگار میرا تمہین قیس سے برہنہ پا کي قسم

ہوا قیس کا جب کہ چمن مین گذر کہا شرط وفا ہي یہہ باد سحر

کبہي دیکہون نہ جانب سنبل تر مجہي لیلي کي زلف دوتا کي قسم

مین اکیلا پڑا ہوا روتا رہا کبہي انسي نہ خون کا قطرہ گرا

میرے زخمون نے ساتہہ نہ میرا دیا مجہي ہجر کي شب کے بکا کي قسم

کبہي آیا جو اوسکا خیال ذرا میرے آنکہونکي پردہ مین وہ مین چہپا

نہین دیکہي کسیمین یہہ شرم و حیا مجہے یار کي شرم و حیا کي قسم

کری بات وہ گل جو ادا سے کبہی لگی چپکے سی بلبل زار کو بہی
کبہی چٹکے نہ کوئی چمنمین کلی مجہی اوسکے دہن کے صدا کے قسم

جو چمنمین وہ لالہ عذار نہین کسی گل پہ ذرا بہی بہار نہین
کہین نغمۂ بلبل زار نہین مجہے جنبش باد صبا کی قسم

دل مضطرب آہ جو کہنی مین ہو کہو سیدہی بہی بات تو ترچہی سنو
یہہ سمجہہ لو جو کعبہ بہی تم ہو بتو نکرون کبہی سجدہ خدا کی قسم

شب ماہ ہی اور چمن کے فضائل نہر ہی اور ہی ٹہنڈی ہوا
کوئی جام شراب کا دے گو یا تجہے ساقی ماہ لقا کی قسم

کوچۂ جانان مین جب جاتی ہین ہم
کیا ہی مایوسانہ پہر آتی ہین ہم
باغمین بی یار اگر جاتی ہین ہم
بلبلون کی طرح چلاتی ہین ہم

شکل مژگان تیغ کو مونہہ موڑ لی
سر کو اپنی کوئی سرکاتی ہین ہم

کیون نہ کہئی جنگ بی یہ عین صلح
لڑتی ہی آنکہہ اوس سیے ملجاتی ہین ہم

مول لیتی ہین لڑائی یار سیے
دیکہ دل آنکہین لڑا آتی ہین ہم

اسقدر ہم جنس بیمقدار ہین
لو جو تم نظرون مین تل جاتی ہین ہم

صید مین پر کرتی رہتی ہین شکار
دام مین صیاد کو لاتی ہین ہم

ہجر مین جز غم نہ کہایا ہمنے کچہہ
یار کہانیکی قسم کہاتی ہین ہم

یاد آتا ہے جو وہ رنگین ادا
اشک خون آنکہون سیے برساتی ہین ہم

آگی اوس شمشاد قامت کی مدام
بید کی مانند تہراتی ہین ہم

نقش پا کی طرح مت کر پایمال
ابتو او ظالم مٹے جاتی ہین ہم

رشک سیے شانہ نہ کیون صد چاک ہو
ہاتہہ سیے زلف اوسکی سلجہاتی ہین ہم

کھینچتا ہے جب کسیے پر تیغ تو
قاتل اپنے سر کو ٹہراتی ہین ہم

بہاگ جائین کیون نہ آگی سے رقیب
اپنے تیغ آہ چمکاتی ہین ہم

آتش غم سے تیرے خورشید رو
شمع سان اتنو جلی جاتی ہین ہم

مر گئی تیسے آہ کس خوشچشم پر
آہو ونکی ٹہوکرین کہاتی ہین ہم

اپنا غمخوار اتنو سمجہو تم ہمین
مدتون سے یار غم کہاتی ہین ہم

جب توآئی لائین اوس عیسی کا دہان
ای اجل کیا تجہکو ترساتی ہین ہم

اپنے رونیکی حقیقت ای صبا
کاغذ ابری پہ لکہواتی ہین ہم

جلد دنیا سی اوٹہالی ای فلک
چشم عالم سی گری جاتی ہین ہم

ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر
لاکہہ شکلین دل کو دکہلاتی ہین ہم

خواب مین ایک نور آتا ہے نظر
یاد مین تیرے جو سو جاتی ہین ہم

اور کچهه حاصل نهین پر نام کو — عاشقون مین تیری کهلاتی هین هم

کب بت مهرو کے دیکهین گے قدم — برهمن کو ماتهه دکهلاتی هین هم

جب سے وحشت هوگئی گویا هین — شعر وحشی روز پڑهواتی هین هم

جاتی هین اور اوسکو بلواتی هین هم — دلکو یهه کهه کی بهلاتی هین هم

بال تیری مونهه سے سرکاتی هین هم — شام کو اب صبح دکهلاتی هین هم

ای بت کافر تو نکلا سنگدل — دل لگا کر سخت پچهتاتی هین هم

کاه سان اوڑتی هین فرط ضعف سے — باد کی بهی ٹهوکرین کهاتی هین هم

ای غم دلدار سینی سے نجا — هجر مین دل تجهه سی بهلاتی هین هم

پیشوائی کے لئے آئے غزال — کسکے آنکهین دیکهه کر آتی هین هم

وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف — تو ابہی دیوانے بن جاتے ہین ہم

ایک بہی غمخوار یہہ کہتا نہین — رو نہ تو اوسکو لئی آتی ہین ہم

ان جفاکارونکو رب کہتے ہین عزیز — دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی — پہر یہہ کہتے ہین کہ کیا گاتی ہین ہم

کہا کی بل کہتا ہے وہ موے کمر — گیسوونکو پیچ سکہلاتی ہین ہم

تیر مژگان اوسکا پہر یاد آگیا — پہر کمان کے طرح چلاتے ہین ہم

تار ثابت جیب و دامن مین نہین — اے جنون تیرے قسم کہاتی ہین ہم

آنکہہ مجہہ سے پہیر کر کہتا ہے وہ — گردش ایام دکہلاتی ہین ہم

تا لہو کو چہپے وہ اپنے تیغ سے — زخم دامن دار دکہلاتی ہین ہم

ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین — زلف شبگون کے قسم کہاتی ہین ہم

تونی نظروں سی گرایا کیا ہمین
سبکی نظروں سی گری جاتی ہین ہم

نام لکھ لکھکر تیرا وصلی پہ روز
ہجر مین یون دل کو بہلاتی ہین ہم

سامنی آتا ہی جو یوسف جمال
اوسکی ہاتہون مفت بک جاتی ہین ہم

ایسی خوش آئی ہی از خود رفتگی
آپ مین برسون نہین آتی ہین ہم

یہہ غذا لکہی تہی کیا تقدیر مین
کیون فلک یون ٹہوکرین کہاتی ہین ہم

بہیجتی ہین خط پہ خط او شہسوار
گہوڑی اب کاغذ کی دوڑاتی ہین ہم

درد سر کی یہہ ملی ہمکو دوا
سر تیری چوکہٹ سی ٹکراتی ہین ہم

دیکہہ آتا ہی جو رُوسے یار کو
پاؤن اوسکی چومنی جاتی ہین ہم

سر وبال دوش ہی گویا کہ اب
تیری پاؤن کی قسم کہاتی ہین ہم

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتی ہین ہم — بہول جانا یاد دلوا آتی ہین ہم

بن تیرے جب باغ کو جاتی ہین ہم — داغ تازہ دل پہ لی آتی ہین ہم

دل ھی آئینہ وہ ھی پرتو فگن — یار کو آغوش مین پاتی ہین ہم

بیقراریسی گرا دیتی ہین برق — منہہ اگر رو رو کی برساتی ہین ہم

محفل عالم مین ہم مانند شمع — ہین کہڑی لیکن جلی جاتی ہین ہم

یاد آتی ہین لب شیرین تیرے — زہر میٹہا ہجر مین کہاتی ہین ہم

کہیچتی رہتی ہین لیلی کی شبیہہ — یون دل مجنونکو بہلاتی ہین ہم

ممکن اوسکی ساتہہ اگر سونا نہین — پاؤن اب مدفن مین پہیلاتی ہین ہم

ہجر ساقی مین کہان ھی می کشی — بہر کی اشک انکہونمین پی جاتی ہین ہم

خاکساری ایسی خوش آئی ہمین — پیرہن مٹی مین رنگواتی ہین ہم

حاملان عرش کہتے ہین سب مجھے | تیری آہون سے جلی جاتے ہین ہم

زندۂ جاوید ہو جاتے ہین پہر | پہلی مرنی سی جو مرجاتی ہین ہم

دیکھتی ہین ہر مقید مین تجھے | اور کو مطلق نہین پاتے ہین ہم

ناتوانی یہان پر پرواز ہے | رنگ رخ کی ساتہہ اوڑ جاتی ہین ہم

یاد آتی ہین جو یاران عدم | شہر خاموشان مین چلاتی ہین ہم

بیتے ہی یہان بیخودی آنہون پہر | اب بلاؤ ہے تو کب آتی ہین ہم

ترک مطلب نے کیا ہے بی نیاز | ہاتہہ کہنچا پاون پہیلاتے ہین ہم

یہہ جہان ہے کشتی بحر فنا | بیٹھے ہین لیکن چلی جاتی ہین ہم

مرنیکو ہے لوگ کہتے ہین وصال | یہہ اگر سچ ہے تو مرجاتے ہین ہم

ضعف سی صابر ہمین کہتی ہین لوگ | مفت مین آلوب کہلاتی ہین ہم

گہر سی کیونکر نکلین فرط ضعف سے
بیت کی مضمون کہلاتی ہین ہم

قبر پر اوسنے کہا آون گا مین
اس توقع پر موئے جاتی ہین ہم

دیکہئی اب شام غربت کیا دکہاے
رخصت ای صبح وطن جاتی ہین ہم

ضعف سی رہتا ہی اب پاون پہ سر
آپ اپنے ٹہوکرین کہاتی ہین ہم

زردی رخ سی ہین کشت زعفران
جای گریہ سے ہنسے جاتی ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت
کیا اوٹہائین سر جہکی جاتی ہین ہم

۴

بی سوای صبر کی دولت اگر پیدا کرون
مثل گل بے منت مخلوق زر پیدا کرون

مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون
خاک صحرائی قناعت سے شکر پیدا کرون

مقتضای طینت صافی ہی باغ دہر مین
رابطہ مثل صبا با خشک و تر پیدا کرون

عشق برخوردار سی چاہون کہ پہلی ہوئی نصیب
پہلی آہ و اشک سی نخل و ثمر پیدا کرون

تب تو اہل دل کی خوشبو سی معطر ہو دماغ
جستجو مثل صبا جب در بدر پیدا کرون

برق سان ای دل جو دایم برزدہ دامن ہی
بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

تنگ آیا سنگ باری سی عالم کی بہت
بید سان یکچند شاخ بی ثمر پیدا کرون

متحد ہونیکی لذت تب تو حاصل ہو دلا
پہلی جب کیفیت شیر و شکر پیدا کرون

پہلی مر جانیسی مین العشق ہو جاؤن جو خاک
پہر لگاؤن ہاتہہ مٹی کو تو زر پیدا کرون

مجکو فارغ کر دیا حیرت نی اوسکی دید سی
خود وہ پردہ ہو جو مین نور نظر پیدا کرون

گر نہو سیم خزان دل مین نہ امید بہار
پہر تو نخل نا امیدی سی ثمر پیدا کرون

تا نہ پہونچی رنج بہار راحت نہین ہوتی نصیب
کٹ کی شاخ تاک سان ای دل ثمر پیدا کرون

راہ سی دلکی کبہی یا ہر قدم پڑنی نہ پاے
منزل مقصود کی یہہ رہگذر پیدا کرون

دل کبھی خوف و ندامت سے جو ہوئی اشکبار ص اوسکی ہر قطرے سی مین سو سو گہر پیدا کرون

خوف عصیان سی اگر برساؤن اشک انفعال تو تو نخل خشک سی بھی مین ثمر پیدا کرون

مجکو بی برگی سی آسایش ہی باغ دہر مین سنگ بھی بر سین جو نخل بارور پیدا کرون

اس غزل نے فایقہ دلکو بخشا اوس قدر

اور نخل فکر مین گویا ثمر پیدا کرون

آہ مین گر سحر کی شب مین اثر پیدا کرون ص دامن شب سی گریبان سحر پیدا کرون

نخل ماتم ہو کبھی گر مین شجر پیدا کرون ص پھل بنی تلوار کا مین جو ثمر پیدا کرون

وصف تیغ یار کو طرز دگر پیدا کرون ایک زبان مثل سنان بالای سر پیدا کرون

یاد نخل قامت جانانمین گر رکھون قدم تو نگین کیطرح پتھر مین شجر پیدا کرون

مدتون سی یہان صبا کا بھی گذر ہوتا نہین خاک کا بنی کسی مین راہبر پیدا کرون

جوش سے صدمے یہہ پہونچاے گا ز خود لوٹ جاے | ہاتہہ مین مثل سبو گر زیر سر پیدا کرون

آشنائی تب ہو مژگان دراز یار سے | جای مو ہر عضو سے جب نیش نشتر پیدا کرون

ناوک مژگان کا اوسکی تب ہدف ہووے درست | خانۂ زنبور سا جب مین جگر پیدا کرون

میری تربت پر اگر قاتل قدم رنجہ کرے | زیر پا نقش قدم کی بہی سر پیدا کرون

باغ عالم مین اگر پیوند الفت ہو درست | تو تو شاخ بید سے بہی مین ثمر پیدا کرون

ہووے شبنم کی طرح پرواز میری تا فلک | پرتو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالع وارون کے دولت اندنون یہہ حال ہے | عیب ہو جاتے ہین مین جتنے ہنر پیدا کرون

کہینچے یہہ چرخ ستمگر مجہہ پہ تیغ آفتاب | صورت شبنم جو اس گلشن مین گہر پیدا کرون

جب جہان یعقوب سان آنکہون سے پنہان ہو گیا | اپنی یوسف کے کہانسے مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کے جانے دے یہہ بخت نارسا | خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جواي گويا ابهي بحر رمل مين غوطہ زن

بي بہا اس بحر مين کيا کيا گہر پيدا کرون

ہون وہ بلبل جا ہون مين گلشن اگر پيدا کرون

صورت طاوس اپني بال و پر پيدا کرون

تيسغ ابرو کي بہرے مضمون اگر پيدا کرون

اپني ہر مصرع مين سيفي کا اثر پيدا کرون

آہ بي تاثير مين گر کچهہ اثر پيدا کرون

گہر مين بيٹهي بيٹهي اوسکي دلمين گہر پيدا کرون

ہون گريان بعد مردن اپني خاک قبر سي

سبزۂ تر کي عوض مژگان تر پيدا کرون

خود بخود جلني لگين پروانہ سان اي شمع رو

گرد پهرني کي ليئ گر بال و پر پيدا کرون

خط اگر لکهون کبهي مين اپني رشک ماہ کو

بيضۂ گردون سي مرغ نامہ بر پيدا کرون

خنجر غم سي کرون سينہ کو اپني چاک چاک

يا د مين اوس ايک دُر کي لاکهہ در پيدا کرون

آسمان سي سب ستاري ہوکي پتهر گر پڑين

مين جو نخل آرزو مين بهي ثمر پيدا کرون

نبض ایسا ہے اوسے ہرگز نہ آئی ہوش کر ۔ نقش حب کے طرح گر کتنی ہی گہر پیدا کرون

ہو مرے ہمراہ جاؤنمین جدہر خانہ بدوش ۔ چاہئی اب صورت آئینہ گہر پیدا کرون

وہ نہ اپنا ہوگا گر سر کاٹ کر رکہدی کوئی ۔ پاون پڑ کر کسلیئے اب دردسر پیدا کرون

یہہ وفور آتش غم نی دیا شعلہ بنا ۔ آگ لگ اوٹہے اگر مین بال و پر پیدا کرون

پہتی پہنا کر پنہاون موتیونکا ہار اوسے ۔ نخل قد یار مین برگ و ثمر پیدا کرون

یار اگر عیسی بنے بیمار ہو جاؤن ابہی ۔ وہ اگر صندل لگائی دردسر پیدا کرون

کیون نہ اوٹہاؤن فرقت جانان کے صدمی رات بہر ۔ شام ہی سی حالت شمع سحر پیدا کرون

مین ہوا ہون رہوئے خیال اوسکی دہان تنگ کا ۔ دلمین بس ایسا مکان مختصر پیدا کرون

تہک چکا گردون خط رزنہار مجنون نے لکہا ۔ اب بتا وحشت کہان نیسے ہمسفر پیدا کرون

اوس پری سی صورت سایہ نہون گو با جدا ۔ اس سیہ بختی مین اتنا تو اثر پیدا کرون

وہ چشم مہر سی جسبدم نگاہ کرتی ہین
سپہر کی چاند کو بہی رشک ماہ کرتی ہین

جو ہم کبہی تیرے فرقت مین آہ کرتی ہین
تو سا کنان فلک کو گواہ کرتی ہین

نہ یہہ ادا نہ کرشمہ نہ دست و پا نہ دہن
برابرے تیری کب مہر و ماہ کرتی ہین

گواہی دیگا ہر اک عضو بر ملا اکدن
چہپا چہپا کی عبث ہم گناہ کرتی ہین

لکہا ہے نامہ مین اک برق وش کے زلف کا وصف
بس اب حوالۂ ابر سیاہ کرتی ہین

سفر و وطن مین ہمیشہ ہی دلربائون کو
کہ گہر مین بسشہی ہین اور دل مین جاکرتی ہین

فلک لئی پہری گو مہر و ماہ کے دستار
نگاہ کب یہہ تیرے بی کلاہ کرتی ہین

وہ عین وعدی پہ آتی ہین آج ای گویا
ہم اپنی آنکہونکو اب فرش راہ کرتی ہین

موہنہ دہانپ کے مین جو رو رہا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون

کیا ہجر مین ناتوان ہوا ہون / تنکا نہ اوٹھی وہ کہربا ہون

تیری سی نہ لو کسی مین پایئے / سارے پہولون کو سونگہتا ہون

بلبل ہی چمن مین ایک ہمدرد / مین بہی کسی گل کا مبتلا ہون

آئینہ ہے جسم صاف اوس کا / کیونکر نہ کہی مین خودنما ہون

کہتا ہے یہہ مشتری فلک پر / یوسف تیرے ہاتہہ مین بکا ہون

رخسار وہ رکہہ کی سو گیا تہا / گل تکیون کو روز سونگہتا ہون

خط لکہہ کی جو ہی تلاش قاصد / مانند قلم مین پہر رہا ہون

مرجان کہی دیکہہ دیکہہ وہ ہاتہہ / مہندی کی طرح مین پس گیا ہون

اتنی تو جفائین کر نہ ای بت / آخر مین بندۂ خدا ہون

اتنو مجہی غیب دان کہین سب / مین تیری کمر کو دیکہتا ہون

گویا ہون وقت کا سلیمان
پریون پہ حکم کر رہا ہون

ثانی ترا کوئی نہین حسن و جمال مین
سورج کے قبضی مین ہے کرن چاند ہال مین

خالِ سیاہِ یار جو دیکہین تو ہون خجل
ٹہرین نہ پتلیان کبہی چشمِ غزال مین

آنکہون مین پہر رہا ہی کس انسان کا خیال
آتی نہین فرشتی بہی اپنے خیال مین

چلنے مین پائے یار سی آتی ہی یہ صدا
نسبت نہین تدرو کو کچہہ چال ڈہال مین

دہڑکا شبِ فراق کا دل سی نہ جائیگا
ہو جائیگا وصال ہمارا وصال مین

تہا دل مین بوسہ اک خطِ جانان کا مانگئے
کانٹی سے پڑ گئی ہین زبانِ سوال مین

دل نے جو عشقِ زلف مین صدمے اوٹہائی ہین
لاکہون ہی بال پڑ گئی ہین اس سفال مین

دل مین ہے ہو کمر سی ہم آغوش ہو جیئے
ہی کیا خیال اس دلِ نازک خیال مین

دیکھی اگر تیرے لب جان بخش سے مثال
پڑ جاے جان لال کی مانند لال مین

سایے مین مثل آینہ آتا ہی منہہ نظر
گویا وہ بی مثال ہے حسن و جمال مین

شب وصال مین کیا بار سے دوچار ہون مین
رہا فراق مین جیتا سو شرمسار ہون مین

نہ منع کر مجھی رونے سی ای گل ہونے
چمن ہے کوچہ تیرا ابر نوبہار ہون مین

اگر خیال سے تجھے صید افگنی کا ہے
لگا دی تیر ادہر مفت کا شکار ہون مین

سیاہ کیون نہ میرے نقش پا ہون مثل قلم
طریق عشق مین کیسا سیاہ کار ہون مین

نمک نہ ہے تیرے صورت کو دیکھنی دو نگاہ
پڑون کا غیر کی انکھون مین وہ غبار ہون مین

یہہ کس کی کاکلی بالکی پہلی دیکھی ہے
مثال ماہی بی آب بیقرار ہون مین

عوض صبا کے بتاؤن سحاب کو قاصد
کہ آج برق کے مانند بیقرار ہون مین

ہوا مین خاک کدورت نمٹ سکی اوسکی ۔۔۔ نہ مجھہ سے صاف ہوا آئینہ وہ غبار ہون مین

جو سیرے تیغ جہازی نی مجھہ سی موںہہ موڑے ۔۔۔ تو پہلی وار مین دریاے غم سی پار ہون مین

جنون پڑین میرے نازک مزاجی پر پتہر ۔۔۔ لگائین پہول جو لڑکی تو سنگسار ہون مین

نگین کیطرحسی ہرچند دل فگار ہون مین ۔۔۔ پر اپنی یار کی ہاتہونسی نامدار ہون مین

نہ کسطرح ہو بہلا مجھہ سی یار کو نفرت ۔۔۔ جو ننگ و عار ہے اوسکا بہی ننگ و عار ہون مین

برنگ برق تجلی بروے طور جہان ۔۔۔ کسیکو نور ہون مین اور کسیکو نار ہون مین

ہر ایک عضو میرا شکل چشم بینا ہے ۔۔۔ تو دیکہہ لی ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

ای آفتاب قیامت نگاہ کم سی نہ دیکہہ ۔۔۔ جلا دون دامن محشر کو وہ شرار ہون مین

سخن کو میرے جو سن سن کے ہی کٹا جاتا ۔۔۔ مگر عدو کے لئی تیغ آبدار ہون مین

ہنسے جو زرد مجھے دیکہے زعفران کیطرح ۔۔۔ خزان مین گلشن ایجاد کی بہار ہون مین

جو مجکو خار ہی اوسکی گلی مین ڈالا ہار
نہ کیونکہ اوس گل تر کی گلی کا ہار ہونمین

بہانہ سا تی مہوش سے ہی پینے کا
نہین ہون نشے مین بیہوش ہوشیار ہونمین

نجاے بعد فنا خاک سے بہی ہیہات
مرون تو شیشۂ ساعت کا پہر غبار ہونمین

دل و دماغ میرا جانتی ہے کیا بلبل
نہ اولجہون دامن گل سی کبہی وہ خار ہونمین

یقین ہے سرو لب جو بہی پانی پانی ہو
جو تیری پاؤن پہ سر رکہکی اشکبار ہونمین

ہر ایک داغ ہی گل اور آہ سرد نسیم
وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہونمین

تو اپنی چاند سے مکہڑی کو کر کبہی گلزار
ہلال کہنی لگی اس چمن کا خار ہونمین

ایدہر تو دیکہو گویا نی گل کہلا ہین کیا
ہجوم داغ سی کہتا ہی لالہ زار ہونمین

دماغ اوہی پا تی ہین ان حسینون مین
یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین

خیال زلف ہی یون عاشقون کی سینونمین
کہ جیسی سانپ ہون بیٹہی ہوئی حزینونمین

کمال حسن ہی اے چرخ ان حسینون مین
ہین آفتاب عذارون مین مہ جبینون مین

قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
لگائین آینۂ دل جو دوربینون مین

ہمارے ماہ کو یہہ زاہدون نی سجدی کیئ
ستارے بن گئی گہٹی جو تہی جبینون مین

بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے
کبہی وہ دن تہے کہ ہم بہی تہے نشینونمین

خوشی کا روز ہی اب تو گلی لپٹ نے دو
نظر پڑی ہو مہ عید سان مہینون مین

اس ایک خال پہ اے ماہ تو نہو مغرور
ہزارون داغ ہین پنہان عاشقونکی سینونمین

جو ماہ شام کو نکلی تو صبح کو خورشید
ہی اتفاق نہین دیکہہ لو حسینونمین

کیا ہی وصف سراپا جو ایک سرکش کا
ہی آسمان میرے اشعار کی زمینون مین

خط عذار کا مضمون جو بندہ گیا ہم سے
وہ تنگی چُنی لگی تہی جو نکتہ چینون مین

ہزار دی مجھی گردش فلک نی مین نہ پھرا
یہی تو فرق ہی اشرافون اور کمینون مین

بجھایا شمع کو فانوس مین لگادی آگ
کلائیان جو تیرے دیکھین آستینون مین

عدم کو قافلہ یارون کا آہ جا پہونچا
بسان نقش قدم ہم ہین واپسینون مین

نکال ساقی مہوش برنگ گل ساغر
نرکھہ تو غنچہ روش ہاتھہ آستینون مین

ادا ہو شکر تیرا کسطرح زبانون سے
سمائی نام تیرا کیونکہ ان نگینون مین

جو میرے ماہ کو ہو ذوق شہسواری کا
رکابین نالۂ مہ کی لگاون زینون مین

گہون مین کیون نہ گل اندام ان حسینونکو
گلاب کیسی کچہہ آتی ہی بو پسینون مین

نکیون ہو جام ہمارا برنگ ساغر ماہ
ہی آفتاب نہان اپنی آبگینون مین

ہون بادشاہ سخن گو فقیر ہون گویا
میرا اجارہ ہی اشعار کی زمینون مین

کیا فکر نہ جوش ہو سر میر الفکا کی دارین | کیا پہل لگا ہی نخل تمنای یار مین

چاہا بہت ولی نہوا اجبر یار مین | محبوب کیا اجل بہی نہین اختیار مین

موباف سرخ کیون نہو گیسوی یار مین | شبخون یعنی لاتی ہین شبہای تار مین

موباف ہی کناری کا زلف نگار مین | یا برق کوندتی ہی یہہ ابر بہار مین

راحت کی ساتہہ رنج بہی ہی روزگار مین | ہنسنے پہ گل کی روتی ہی شبنم بہار مین

پنہان ہوا ہی خال خط مشکبار مین | ملتا نہین ہی ڈہونڈہی سی نافہ تتار مین

مرجاؤنگا خیال رخ و زلف یار مین | آجائیگی اجل اسی لیل و نہار مین

لپٹی ہی جو نی یار کی پہلو کی ہار مین | سنبل نی گل کہلائی ہین فصل بہار مین

آون نہ آپ مین جو وہ آئی کنار مین | رکہون مین اپنی طرح اوسی انتظار مین

سبزہ تک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا | پر ہمکو نیند آئی نہ ایکدم مزار مین

او برق طور تا بہ کجا ظلم تر انسیان — پتھرا گئین ہین انکھین میری انتظار مین

جائین کب آشنا تیری دریا کی سیر کو — اشک رواں سی یہ کہتی ہین دریا کنار مین

یہہ کس نی آکی قبر پہ بی چین کر دیا — کیا سو رہی تھی چین سی کنج مزار مین

آیا ہی خواب بہی شب وعدہ اگر ہمین — آنکھین کھلی رہی ہین تیری انتظار مین

خاک چمن سی کیا ہی میرا کالبد بنا — داغون سی گل جو کھلتی ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بہی حسن پرستی سی کام ہی — آئینہ سان صفائی ہی سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن انکھون سی اوسکو لگا کی مین — موتی پرون یار کی پھولونکی ہار مین

کیون منہہ سی بولتا نہین نکلا ہی ابتو خط — دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

روتی ہین یاد گوہر دندانمین رات دن — موتی بھری ہین مثل صدف یہان کنار مین

کہتی وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر — پیدا ہوا ہی لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہہ آنکھین ہین شیرین کو ڈہونڈہتی ہیے
اے دل غزال پہرتی نہین کوہسار مین

موزی ہی چرخ اس سی نہین کجروی بعید
سچ یون ہے راستی نہین رفتار یار مین

تجھہ بن نہین یہہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

توسن کی ساتھہ دوڑ دن جو مین منع کر نتو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پہولونکا ہار بن گیا ہے موتیونکا ہار
ایسا خوشی سی پہول گیا دست یار مین

نفرت یہہ ان گلونکو ہی مرنیکی بعد ہیے
ہوتا نہین ہی گل میرے شمع مزار مین

گیسو کو اوسکی کچھہ نہین پروای نقد دل
یہہ مال وہ ہے جو ہی سبک چشم یار مین

دیتی ہی ناتوانی اگر رخصت چمن
پہنستا ہون دام موج نسیم بہار مین

کرتا ہی کوئی ترک دلا نیزہ بازیان
دنبالہ سرمہ کا یہہ نہین چشم یار مین

پیسی گا استخوان اثر اضطراب دل
عالم اب آسیا کا ہی سنگ مزار مین

باغ جہان مین عیش کی فرصت بہت ہی کم — لبریز جام عمر هی گل کا بہار مین

کس ماہ وش سی رات ہم آغوش ہم ہوئے — عالم ہلال کا ہی ہمارے کنار مین

مثل حنا ہی غیر کی ہاتھون میری بہار — سرسبز اگرچہ ہون چمن روزگار مین

آتا هی جب وہ تن مین میری جان آتی هی — جانی مین مثل عمر نہین اختیار مین

اللہ ری صفائی رخ یار دیکھنا — حیران هی آینہ کف آئینہ دار مین

اپنی گلی کی ہار کی گرہ چڑھائی پھول — پھولا نہ پھر سماؤن مین کنج مزار مین

گر پیشوای خلق ہی زاہد تو کیا ہوا — تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

مضمون تیرے کمر کا هی کیا آج بندہ گیا — عنقا پھنسا هی آنکی دام شکار مین

جھڑتی ہین منہ سی پھول جو کرتا هی بات تو — تجھسا نہین ہی گل چمن روزگار مین

قاصد تو صاف کہدی مکدّر هی مجھسی کیا — لکھا جو نامہ یار نے خط غبار مین

تلوار لی جو ہاتھ مین نیچا ہی شاخ گل
سوسن کا پھول ہوئی سپر دست یار مین

یہہ کسنی آکی قبر کو روندا ہی پانون سی
آتی ہی بوی گل میری خاک مزار مین

بعد از فنا بھی خواہش دیدار یار ہے
روزن کوئی ضرور ہی میری مزار مین

جب رات ہوتی ہی تو ستاری نکلتی ہین
افشان ضرور چاہئی تھی زلف یار مین

کسکو یہہ ہوش ہی جو کری چاک جیب کو
باہر ہون اپنی جامی سی فصل بہار مین

فرمائش اپنی دیکھنی والون پہ کرتی ہین
آنکھون کی ڈوری ہون میرے لہونکی یار مین

یا وحشی آئیگی صحرا مین بھی بہار
چھالی ہماری پھول ہونگی خار مین

واجب ہی آب تیغ سی کرلیجئی وضو
سجدہ جو کیجئی خم ابروی یار مین

دریا مین اوسکی تیر مژہ کا پڑی جو عکس
سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین

آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین
اپنی لیے اوسکی شکوی کئی انتظار مین

ناسور پڑ گئی تیری دانتون کی رشک سے
روزن نہین ہین یہہ کہر آب دار مین

کہا کہا کی گل موا ہون جو مین میرے خاک کی
طاوس بنتے ہین چمن روزگار مین

آتی ہی فصل گل مجھی جو نہ جنون ہوا
زنجیر دری باغ کی باندہو بہار مین

کرتی ہی صاف آئینہ کو خاک دیکہہ لی
جوہر نہ پوچہہ جو ہین ہر اک خاکسار مین

رکہتی نہین غرور سی وہ پاون عرش پر
چلتی ہین سر کی بل جو رہ کوئی یار مین

بتلادن کیا وہ کیسی ہی آرام کی جگہ
سو جائین پاون جاؤن اگر کوئی پار مین

اپنی سوا نہین ہی کوئی اپنا آشنا
دریا کی طرح آپ مین اپنی کنار مین

گویا کبھی ہی یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہی رنج زندگی مستعار مین

رو رو دکہلاتا ہی طوفان دیدۂ تر سیکڑون
ایک پل مین ڈوب جاتے ہین یہان گہر سیکڑون

فرقت ساقی مین کہائی داغ دل پر سیکڑون
میکشو ہی ایک مینا اور ساغر سیکڑون

فتنہ برپا ہوتی ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون
دمبدم دکہلا رہا ہی یار محشر سیکڑون

اپنی رونی کی ہمین لکہنی ہین دفتر سیکڑون
ای صبا طیار کر موجون کی مسطر سیکڑون

واہ ری دلواگی ایک طوق ہی بہایا ہمین
گرچہ وہ رشک پری پہنی ہی زیور سیکڑون

حال خوب و زشت کہدیتا ہون منہہ پر صاف صاف
ہون وہ آئینہ کہ جس سی ہین مکدر سیکڑون

دیکہیو تاثیر عشق نشتر مژگان یار
جای مو پیدا ہوئی ہین تن پہ نشتر سیکڑون

بنگئی وہ سب زبانین شکر قاتل کی لئی
رہگئی جو لوٹکر زخمون مین خنجر سیکڑون

گر ہماری قتل کی مضمون کا وہ نامہ لکہی
بیضۂ فولاد سی نکلین کبوتر سیکڑون

روئین گر ایکدم خیال گوہر دندان مین ہم
ڈوب جائین آب گوہر مین شناور سیکڑون

یار کا چلنا نہین تلوار کی چلنی سی کم
گرتی ہین کٹ کٹ کی سر ہر ہر قدم پر سیکڑون

مین وہ بلبل ہون کہ بوئی گل میری آواز ہے ۔۔۔ ہوتی ہین آواز سی میری معطر سیکڑون

وہ پری رو شاید اپنا آپ دیوانہ ہوا ۔۔۔ طوق سونیکی بناتی ہین جو زرگر سیکڑون

ہون وہ دیوانہ کہ میری آہن زنجیر سے ۔۔۔ عشق مقناطیس سا ن رکھتی ہین پتھر سیکڑون

خط تجھی بھیجی نہین ہمنی بھلا تو کس لیئے ۔۔۔ تیری دیوارون پہ بیٹھی ہین کبوتر سیکڑون

بس نکرو میری مرغ نامہ بر کو کر کی ذبح ۔۔۔ اوڑتی ہین ابتک تمہاری کوچمین پر سیکڑون

ایکدم لیٹا جو وہ جان نزاکت دیکھنا ۔۔۔ پڑگئی تن پر نشان تار بستر سیکڑون

اوس کف رنگین کی مچھلی دیکھی ہی جب دور سے ۔۔۔ مچھلیان دوڑین ہین دریا سی نکلکر سیکڑون

دیکھیو الله ری طول داستان اشتیاق ۔۔۔ ایک خط لکھنا ہی لکھہ جاتا ہون دفتر سیکڑون

عارض صاف اور غبار خط سی یہہ ثابت ہوا ۔۔۔ صاف مجھہ سی ایکدو ہین اور مکدر سیکڑون

مثل مقناطیس ہرگز طوق سی چھٹتی نہین ۔۔۔ ہوگئی میری گلی کی ہار پتھر سیکڑون

ہون وہ آوارہ نہ میری ساتھہ مجنون چلسکا
دشت مین رہ رہ گئی آہو بہی تہک کر سیکڑون

مژدہ ای وحشت کہ ان روزون سی ہی جوش بہار
خود گریبان چاک پہرتی ہین رفوگر سیکڑون

آئی وہ عیسی اگر تو رنگ ماہی کی طرح
تربتون سی استخوان دوڑین نکلکر سیکڑون

فکر رہتی ہی کسی سرو سہی کی وصف کی
رات دن سولی پہ رہتی ہین سخنور سیکڑون

چاہ مین اوسکی گرا دیتی کوین مین آنکو
میری یوسف کے اگر ہوتی برادر سیکڑون

نقش حب لکہوا کی ہمنے اوس پری کی عشق مین
خانۂ عامل کو بہی جہنکوائی ہین گہر سیکڑون

مثل طفلان وحشیون سی ضد ہی چرخ پیر کو
گر طلب منہہ کی کرین برسائی پتہر سیکڑون

بندہ ساقی کوثر ہون مین گویا وقت نزع
لائینگی بہر بہر کی حورین جام کوثر سیکڑون

تو نہین ہی آگی آنکہون کی تو دل خرم نہین
جنبش مژگان کف افسوس سی کچہہ کم نہین

بن تیرے فردوس مین بھی دل میرا خورم نہین
نخل طوبی نخل ماتم سی مجھی کچھہ کم نہین

بعد مردن بیقراری سی قرار اکدم نہین
سنگ مدفن بھی ہمارا آسیا سی کم نہین

مثل ساغر لب سے لب اپنا تو ملا دیے ساقیا
جام ہے شیشہ ہی ہم مین کوئی نامحرم نہین

دل پریشان ہو گیا اوسکی پریشانی سی ہائے
دو جہان برہم ہین وہ زلف دوتا برہم نہین

قتل کرکی مجکو کیا وہ سر جھکائی شرم سے
اسقدر سرکش ہے جسکی تیغ مین بھی خم نہین

وہ سلیمان ہون کہ ہے ملک جنون زیر نگین
حلقہ خاتم سی اپنا طوق گردن کم نہین

مرگیا جب مین تو آیا قبر پر وہ سیم تن
خاک ہو جانا دلا اکسیر سی کچھہ کم نہین

او دل نادان کہی دیتی ہین میٹھا زہر ہے
کون کہتا ہے لب شیرین مین اوسکی سم نہین

بس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردش اپنی بخت کے کچھہ آسیا سی کم نہین

مرگیا ہون مین وہ کہتا ہے کیا ہے کچھہ فریب
دم سمجھتا ہے وہ اسکو ہائی مجھہ مین دم نہین

کیون نہون سب سرنگون اوس بنکی ابرو دیکہکر
سامنی کعبی کی کبہی کس کی گردن خم نہین

اوسنی کو یہ بہی نکلوایا ہمین اچہا کیا
جو نہ جنت سے نکالا جای وہ آدم نہین

ہجر مین اوس گل کی ہر گل کا گریبان چاک ہی
چشم نرگس مین ہی آنسو قطرۂ شبنم نہین

ہاتہہ رکہہ کر کان پر کہنی لگا وہ مست ناز
گر یہی ہی شور قلقل دیکہنا پہر ہم نہین

یار کی صورت کو رضوان دیکہہ کر کہنی لگا
سچ تو ہی یہ آدمی ہی حور سی کچہہ کم نہین

نام کہدوایا سلیمانی نگین پر یار نے
دیکہہ لینا اب کہیگا کیا سلیمان ہم نہین

قید مین رہتا ہی جو ایک ماہ کنعان کا خیال
چاہ کی ہالی سی زنجیرونکی حلقی کم نہین

آہ وہ کیجی کہ جسکی ساتہہ لخت دل بہی ہو
تا نہ کوئی یہ کہی اس نیزہ مین پرچم نہین

تو لب و دندان نہ دکہلائیگا تو کیا ہوئیگا
کیا کسی گلبرگ تر پر آے پری شبنم نہین

دیکہتا ہون سب مین آے گویا مین جلوہ یار کا
کونسی ذرّی کو کہئی نیر اعظم نہین

۴

منہہ پھیر کر وہ اپنی زلفین سوارتی ہین
آئینی پتھرون پر سر دے دے مارتی ہین

باتون ہی باتون قاتل نے موت مارے ہین
شمشیر کی زبان سے مجھکو پکارتی ہین

ساقی کی ابروٴن پر دل اپنا وارتی ہین
اسطاق پر سے شیشے صدقے اوتارتی ہین

دل ہی دیا بتونکو تسبیح سمجھے اپنا
اب تک مجھے مسلمان کہکر پکارتی ہین

بجلی چمک رہی ہے کالی گھٹا ہے چھائے
بن بن کے کیا وہ اپنی زلفین سوارتی ہین

وہ مست ہون اگر مین جاتا ہون بزم مے سے
قلقل سے شیشہ مے مجھکو پکارتی ہین

بازی ہی اپنی آگے قاتل کی تیغ بازے
جیتے رہے تو ایکدن سر اپنا ہارتی ہین

پھر یاد آگیا ہے لطف قمار الفت
کرتی ہین عشقبازی پھر دلکو ہارتی ہین

کرتی ہین چاندنیکا مہرو گمان اوس پر
جس شب وہ اپنی میلی پوشاک اوتارتی ہین

دکھلایا تھا کسی دن ہاتھہ اپنا اوس صنم نے
اب تک برہمن اپنا تقویم پھارتی ہین

کچہہ دو جواب تم بہی شمشیر کی زبان سے
لیہای زخم سی ہم تمکو پکارتی ہین

ہی اب عزیز ہمکو خالِ عذارِ جانان
انکہونکی تل کا اوسپر صدقہ اوتارتی ہین

ویسی ہی اوسکی سگ سی بعدِ از فنا بہی الفت
ہر استخوان سی اوسکو جیون نے پکارتی ہین

انکہین دیکہا کی کسنی دیوانہ کر دیا ہے
بادام پتہرون پر سر دے دے مارتی ہین

ہم سب کو جانتی ہین دیوانہ اوس پریکا
لیلی بہی ہو تو مجنون کہکر پکارتی ہین

کیا ہی ہوا اجل کا مجہہ پر قدم مبارک
ہاتہون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین

کوچہ مین اوسکی جا کر سر کاٹ ڈالتا ہون
منزل تلک پہنچ کر سب بوجہہ اوتارتی ہین

اوس شہ پہ ہی مقرر شیرِ خدا کا سایہ
جسکی سگ شکاری شیرونکو مارتی ہین

بازی بدے ہی اوس سے لوہونکی ہمنی گویا
ہی جیت کون سے اپنی کہنیکو ہارتی ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دہیان مین

آنکھون کا دون پردہ لگا جا نان سبز ے دالان مین

بی بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب

ہی کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین

تجکو جو اے رشک پری اب اندنون نفرت ہوے

صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہی پان مین

حاضر ہی دل سینے مین یہان گر اس پہ تم ہو میہمان

رکہتے نہین کچہہ جان جان غیر از کباب اس خوان مین

تجہہ بن جو بے چینی رہے وہ گوش زد ہو جائیگے

کہیگی بیتابی میرے بالیکی پچہلے کان مین

اوس لب کی سرخی دیکھہ کر سودا ہوا ہے اسقدر
ہی سبکو شوق نیشتر جتنی رگین ہین پان مین

جلوہ ہی اوسکا چارسو گر آنکھہ ہی تو دیکھہ لو
ہی یوسف خورشید رو ہر ذرہ اس میدان مین

ملبوس نو ہو یا کہن پہنی تو کر یاد کفن
کیون ہی تو محو زیب تن ہو موتکی سامان مین

گو جام می خالی ہوا بہرنا پیالہ عمر کا
ہی دور ساغر ساقیا سر ہی میرا دوران مین

قدرت خدا کی ہی بتو ہم اوٹہین دسی بیٹہی وہ
جز چوب دیتے تم کہو کیا شاخ ہی دربان مین

پھر آگئی لب پر فغان پھر صبر کی چھوٹی عنان
پھر ابر چشم تبان شاید کہ ہے جولان مین

اُمید رکھ بخشش کے تو بر آئیگی بہہ آرزو
فرماتا ہے لاتقنطو گویا خدا قران مین

صبر کا کرنا دلا سیدہے جا نہین
دیکھہ تو ہوتا ہی کیا گھبرا نہین

میری قاتل نی نمک چھڑکا نہین
زخم کھانیکا مزا اوٹھا نہین

رہتی ہی پیش نظر تصویر یار
کچھہ ہماری آنکھہ سی پردا نہین

گھاٹ دکھلاتا ہی کیا تلوار کا
کیون لہو مین مجکو نہلاتا نہین

ایک لیلی ہی تیرے مجنون نہین
کسکو تیری زلف کا سودا نہین

اشک گوہر لخت دل یاقوت مین
عشقکی دولت سی یہان کیا کیا نہین

چال ایسے چل زمین ٹہو کر نہ کہائے اسمین کیا ناداں تجہی جانا نہین

بوریئی پر ہی قناعت اے فلک آرزوئی مسند دیبا نہین

کر دیا ہے ضعف نی نازک مزاج نازنینونکا بہی ناز اوٹہتا نہین

اوٹہ گیا کیا یہان سی وہ شوریدہ سر جو تیری کوچی مین اب غوغا نہین

چشم احول مین نظر آتا ہی ایک کسطرح کہئی تجہی یکتا نہین

آسمان ہنستا ہی اوسکی چال پر جو کہ اپنی چال پر روتا نہین

پہر گیا ہی آپ وہ مہرو میرا کچہہ فلک تجہہ سی مجہی شکوا نہین

نعش پر گویا کی کہتا تہا وہ شوخ اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سی جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکہا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہئے پوشاک مین / خاک سے رغبت رہی ملنا ہے اکدن خاک مین

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر / صید کیا صیاد بندھتے ہین تیرے فتراک مین

روے آتشناک پنہان کیا ہو جو خط سے ہو / آگ پوشیدہ بھلا کب ہو خس و خاشاک مین

کام کیا مجھ مست کو تیری گل و گلزار سے / باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین

عشق خط کب پاکباز و نکا گریبانگیر ہو / گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین

مین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجھکو دیکھکر / اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

دفن ہون مین آبلہ پا زیر نخل تاک اگر / آبلے پیدا ہون پھر انگور کی جا تاک مین

ضبط ایسے کہتے ہین قطرہ اشک گرتا نہین / ورنہ پنہان دریا بھرا ہے دیدۂ نمناک مین

صورت گردون گردان خود بخود پھرتا سدا / ہون وہ سرگردان جو مٹی میری ملتی چاک مین

کیون نہ دون تشبیہہ پھر اسکو قبای گل سے مین / آتی ہے بو عطر خوشبو یار کی پوشاک مین

پردۂ محمل کو پہاڑے جیب مجنونکی طرح　آئی گر لیلی میری صحرای وحشتناک مین

رونق رخسار جانان خال سی دونی ہوئی　کام آیا دانہ قابل زمین پاک مین

زندۂ جاوید ہونیکی تمنا ہی اگر　پہلی مرنی سی ملادی آپکو تو خاک مین

بال و پر جلتی ہین شہباز نگہ کی دیکہنا　کسقدر گرمی ہی تیری روی آتش ناک مین

سر جہکایا مینی ہاتہہ اوسنی جو ابرو پر کہا　صاف سمجہا تیغ ہی دست بت سفاک مین

چہوتی ہی اوس سیم تن کی ہو گیا بس مالدار　کیسۂ زر بن گیا کیسہ کف دلاک مین

گر پڑی دانہ اگر جلنی لگی مثل سپند　یہہ حرارت بعد مردن بہی ہی اپنی خاک مین

ان کی پہر جانی نی ظالم مجکو سرگردان کیا　ملتی ہی آنکہون کی گردش گردش افلاک مین

بہر تسکین دل سی کہتا ہون صبا کو بہیج کر　خط دیا ہی مینی دست قاصد چالاک مین

بس یہی ہی بوستان کوی جانان کا پتا　بوی گل آتی ہی ای قاصد وہانکی خاک مین

ہی بجائی آشیان ان روزون اپنی بود و باش — چنگل شہباز مین یا حلقۂ فتراک مین

کیون نہ رو دمین او جلین اور کیون نہ ہم برباد ہون — آب و آتش باد ہی اس ایک مشت خاک مین

برق ہی بیتاب گویا چلبلاہٹ دیکھکر

کوٹکر شوخی بہری ہی اوس بت بیباک مین

گویا ہم اپنی زخمون کی منہہ کو رفو کرین — قاتل سی رشک ہی کہ نہین گفتگو کرین

گیا تجھہ سی ہم مقابلہ ای شمع رو کرین — جلنی لگی زبان جو کبھی گفتگو کرین

ای عندلیب جہڑنی لگین اپنی منہہ سی پہول — اوس رشک گل کی یاد مین گر گفتگو کرین

ای گل جو مارے ضعف کے منہہ سے نکلی بات — بانگ شکست رنگ سی ہم گفت گو کرین

آنی لگی شراب کی بو اونکی منہہ سی بہی — ہم میکشون سے زاہد اگر گفت گو کرین

محو شراب ایسے ہین ہم مست ساقیا — آئی صدای قلقل اگر گفت گو کرین

ہین خاک وہ تیری رخ نا شستہ کی حضور — شبنم سی گل ہزار اگر شست شو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزون کو تیری سرو — مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

آو جو عین وعدہ پہ انکھین بچھائین ہم — کاشانہ کو مژہ سی ابھی رفت رو کرین

دیکھو چراغ کشتۂ مہتاب جل اوٹھی — اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئی چمن مین تو جو برنگ نسیم گل — ای سرو تیرا وصف لب آبجو کرین

ہنستے ہوئی تم آو جو گلگشت کی لیئ — رونی کا میری ذکر لب آبجو کرین

ہرگز نہین ملون وہ بنون پروانہ ہزار — لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدہ سی لطمی بہی اوڑ چلی — ساقی کی وہانسی اوٹھہ کی جو ہم جستجو کرین

اللہ رے لاغری ہم اگر چاہین ای جنون — حلقی کو چشم مور کی طوق گلو کرین

کہہ مدح چشم یار کرین ہم تو روئین جام — شیشی گلونکو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہین ہی یار کہین حسن کے انگلیان
کاٹین گلی نگاہ جو سوئی گلو کرین

مانند گرد باغ سی اوڑ جای رنگ گل
اوس گلبدن کا ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

نافی بنین غزال مضامین کو دابری
تحریر ہم جو وصف خط مشکبو کرین

تقریر لوئی گل بنی گلبرگ ہو زبان
ہم اپنی گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنی مژہ پہ لخت جگر یون ہین جلوہ گر
روشن چراغ جیسی لب آبجو کرین

گویا پہر اپنا بحر طبیعت ہی جوش پر
کچہہ اس سی بڑہ کی اوبہی ہم گفتگو کرین

دنیا سی ہاتہہ دہوئین کہ سب آبرو کرین
زاہد بہی آگی سجدہ کری وو وضو کرین

ساقی کی میکدہ مین جو ہم آرزو کرین
دست دعا دراز ابہی سب سبو کرین

لاغر کیا ہی کعبۂ ابرو کی عشق نی
پانی کی ایکقطرہ سی چاہین وضو کرین

یوسف تو وہ ہی سجدہ جو اختر کرین تجھی
چشمہ سی آفتاب کی پہلی وضو کرین

تکبیر اگر کہین تو کرین ذبح خلق کو
سب ہاتھ دہوئین زیست سی گر وہ وضو کرین

ہم شرم معصیت سی اگر پانی پانی ہون
زاہد تو کیا ہی اوسکی فرشتی وضو کرین

جنکو خدا کی دید کا دعوا بہت سا ہی
او برق طور اوکی تجھی روبرو کرین

معشوق دیکھ کر تیری عاشق ہون ای پری
شیرین بھی پھوڑے سر جو تیری رو برو کرین

سایہ کیطرح وہ تیری پاؤن پہ گر پڑے
ایکو رجس پری کی تجھی روبرو کرین

آنکھوںمین بہر کی اشک ہین بحر یار مین
ساغر کو ہم حوالہ دست سبو کرین

کھنچوائین گر وہ زخم کی انگور کی شراب
تو خاک مجھ شہید کی صرف سبو کرین

لکھدون اونہین دعا قدح شجرہ کی عوض
زاہد جو آکی بیعت دست سبو کرین

جلو مین صاف اب ید بیضا ہی آفتاب
سب زاہد آکی بیعت دست سبو کرین

گردش مین صورت خم گردون ہے مدام
مجہہ مضطرب کی خاک جو صرف سبو کرین

لاغری نی صورت سوزن بنا دیا
ہم اپنا چاک جیب نہ ہرگز رفو کرین

ہی پانی قبا تیری ای رشک آفتاب
لازم ہی یہہ ہلال سی اوسپر اتو کرین

کنعانی اوس عزیز جہان کو جو دیکہہ لین
یوسف کے دیکہنی کی نہ پہر آرزو کرین

غم نی بنایا ایک مہینی مین ماہ نو
وہ ابتو دیکہنیکی میری آرزو کرین

ایسا گہلا رہا نہ کوئی تن مین استخوان
مرنیکی میری اب نہ ہما آرزو کرین

ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان
گر پیار سی بہی ہم سگ جانانکو تو کرین

مین اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزی ہاتہہ مین لی گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتی ہین
بت کہان خوف خدا کرتی ہین

سر میرا تن سی جدا کرتی ہین
درد کی آپ دوا کرتی ہین

آتش غم نی مگر پہونک دیا
دل سی جو شعلہ اوٹہا کرتی ہین

جامۂ سرخ تیرا دیکہہ کی گل
پیرہن اپنا قبا کرتی ہین

خون روتی ہی چمن مین بلبل
ہم گلون سی جو ہنسا کرتی ہین

خم ابروی صنم کو دیکہین
ہم یہہ کعبہ مین دعا کرتی ہین

اپنی سایی کو شب فرقت مین
پانی پی پی کی دعا کرتی ہین

روز دو چار کا خون کرتا ہی
دست و پا سرخ رہا کرتی ہین

مرگئی پر ہدف تیر ہی خاک
جابجا تودی بنا کرتی ہین

دہن زخم سی ہم قاتل کی
تیغ کو چوم لیا کرتی ہین

شور محشر سی ڈرین کیا عاشق
ایسی ہنگامہ ہوا کرتی ہین

ہوتی ہین دل مین نہایت نادم
خون خوبی جرم کیا کرتی هین

مہندی ملنی کی بہانی قاتل
کف افسوس ملا کرتے ہین

عوض بادۂ غم ساقی مین
خون دل اپنا پیا کرتے ہین

پاؤن تک ہاتہہ نہ پہونچا اوسکے
ہاتہہ هیہات ملا کرتے ہین

جو ہمین بہول گیا هے ظالم
اوسکو هم یاد کیا کرتے ہین

ناتوانی نی دیئے پر همکو
جیون پر کاہ اوڑا کرتے ہین

ہم بنی چاند کی ہالی گویا
گرد اوس مہ کی رہا کرتی ہین

روشنی خور رخ مین ہی ماہ منور مین نہین
اور چمک دانتون مین ایسی هی کہ اختر مین نہین

وصل کا پیغام مجھہ مین اور دلبر مین نہین
ہمدمون اب دم نہین ہی مجھہ مین دلبر مین نہین

سر میرا کاٹا جو ظالم اسکی بھی کچھ فکر کر — دل کی بیچینی وہی ہی درد اگر سر مین نہین

کونسا دن ہے نہین ہوتا جو پامال جنون — کون سی شب ہی تیرا سودا امیر سر مین نہین

گوہر دندان جانان کا جو نظارہ کیا — لطف اب تار نگہ سا سلک گوہر مین نہین

گر کبھی کہتا ہون پیاسا ہون مجھی سیراب کر — ہنسکی کیا کہتا ہی ظالم آب خنجر مین نہین

جا ہون تو گردون ابھی پھرتا ہے مثل حباب — دیکھنی کو گرچہ قطرہ دیدۂ تر مین نہین

مست ہے عالم تمہاری چشم میگون دیکھکر — چشم بد دور ایسی کیفیت تو ساغر مین نہین

گر نہو تیری تجلّے چشم و دل بینور ہون — ہی وہان ظلمت تو ای خورشید جسگھر مین نہین

وصل اگر منظور تہا پرویز کا گہر کہودتا — کوہ کن دیوانہ ہی شیرین تو پتھر مین نہین

مردی جانبر کردئی اور زندی بیجان ہوے — کون سی اعجاز جو اوس بتکی ٹھوکر مین نہین

جسکی بیتابی سی اوسکی در پہ چلاتا ہون مین — ناز کی صدقی وہ کہتا ہی کوئی گھر مین نہین

آینہ دلکو بنایا تا پڑے عکس صنم
جو کہ گویا مین ہے صناعی سکندر مین نہین

تیری بن مجھسا گریبان اگر تر ہووی تو مین جانون
تیر پیٹنی مین مقابل برق اگر ہووی تو مین جانون

میرا تو ذکر کیا ہے رنگ رخ بھی اڑ نہین سکتا
کوئی دنیا مین یون بیبال وپر ہووی تو مین جانون

رگ گل کوئی کہتا ہے رگ جان کوئی کہتا ہے
غلط کہتی ہین سب تیری کمر ہووی تو مین جانون

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل
سوا میری کوئی سینہ سپر ہووی تو مین جانون

حجاب ای جان کیون ہے تجکو میری پاس آنی سے
سوا غم کی تیری کوئی اگر ہووی تو مین جانون

ترنج زر ہین پستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہے
کوئی اوس قد سا نخل بار ور ہووی تو مین جانون

دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا
کوئی دنیا مین تجھسا مفت بر ہووی تو مین جانون

پڑا ہے اسپہ تو زلف دراز یار کا سایہ
قیامت تک شب فرقت سحر ہووی تو مین جانون

زبان حال سی کہتا ہی تیرے کان کا موتی
صدف مین ایسی خوبی سی گہر ہووی تو مین جانون

حنائی ہاتہہ سی نسبت نہین خورشید تابان کو
مقابل اوس کف پا کی قمر ہووی تو مین جانون

حسین لیلے بہی ہی پر دیکہہ میری یار کو مجنون
دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووی تو مین جانون

لڑائی یار سی ہی ای دل نادان تیری باعث
نکر تو شور اتنا پہر جو شر ہووی تو مین جانون

منجاؤ کر کی یہہ حیلہ کہ تہوڑی رات باقی ہی
ابہی تم کہول دو زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سونی دی سر رکہہ کی اوسکو اپنی زانو پر
جو پہر گویا کی گاہی در دسر ہووے تو مین جانون

ای صنم تیوری ہی جو ہر ابروی خمدار مین
ورنہ یہہ ہی عیب ہووے بل اگر تلوار مین

ہی دل پر داغ اپنا چین زلف یار مین
آشیان طاوس نے باندہا دہان مار مین

آسمان کہتی ہین جس کو وہ زمین شعر ہی
ماہ نو مصرع ہی وصف ابروی خمدار مین

ای میری مہرو تو وہ یوسف ہے کہ جہو ہون بکے
چرخ سی آئی اوتر کر مشتری بازار مین

مین وہ ہون آتش بیان تو بولے جو میرے روبرو
آگ لگ جائے زبان مرغ آتشخوار مین

عکس روی آتشین سی جام می ہووے چراغ
موج می بن جاے بتی ساغر سرشار مین

ہو خط گلزار اگر لکہی وہ گل خط غبار
رشک شاخ گل قلم بنجای دست یار مین

جب کرے ون نالی قفس مین لوٹی گل آنی لگے
برگ گل رکہتا ہون مین جا زبان منقار مین

غسل دنیا تو اسی مین مجہہ شہید ناز کو
مثل دریا گہات ہے ظالم تیری تلوار مین

الجنون مت پوچہہ اوس سے گرم رفتاری میری
سیکرون پڑ جانگی چہالی زبان خار مین

گرتی مین وقت رقم آلودہ خون لخت دل
یار کو لکہتا ہون خط گویا خط گلزار مین

دار ہی قامت نہیں بہانسی ہی وہ گیسو نہین
تیر ہی مژگان نہین تلوار ہی ابرو نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہی جیسی تو نہین
ہجر مین بہی ایکدم خالی میرا پہلو نہین

کیا تیری الفت مین رسوائی سی رسوائی ہوئی
آبرو جاتی ہی آنکہونسی روان آنسو نہین

آتش غم سی میرا دل کیون نہو جل کر کباب
ابر ہی مینا ہی می ہی ہای ساقی تو نہین

گر نہوتی بال سی تیری کمر تو عیب تہا
وہ نہین ذرہ نجف ایجان جسمین مو نہین

ہمکو پتلی کا دکہاتی ہین تماشا رات دن
سامری سی کم تمہاری نرگس جادو نہین

استخوان کہائی نہ وہ جب تک اجازت دین ہم
یار کا سگ ای ہما تیری طرح بدخو نہین

ناتوانی نی بنایا طایر نکہت مجہی
صید وہ ہون جسپہ صیادونکا بہی قابو نہین

باندہ مت تعویذ جل جائیگی نہ پروانکی طرح
شمع ہی بیاعذ نہین شعلہ ہی یہ بازو نہین

سخت بی حیرت ہمین جو زیر ابرو خال ہی
ہم تو سنتی تہی کہ کعبی مین کوئی ہندو نہین

نرگس مست صنم کی ہم ہین بیمار ای طبیب
خون می گلگون ہماری درد کی دارو نہین

یار کرتا ھی اشاری سیکڑون ہوتی ہین قتل
چلتی ہی تلوار گویا جنبش ابرو نہین

کب اپنی منہہ سی عاشق شکوہ بیداد کرتی ہین
دہان غیر سی ہم مثل نی فریاد کرتی ہین

ابھی کہہ کہہ کی ہجر یار مین فریاد کرتی ہین
وہ بہولی ہم کو بیٹھی ہین جنہین ہم یاد کرتی ہین

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتی ہین
رہی طاقت نجب اونکی تب آزاد کرتی ہین

جو ہم وہ مصحف رو دیکہکر فریاد کرتی ہین
تو کافر بنکے کیا کہتا ھی قرآن یاد کرتی ہین

کسی کافر کی کوچی کا جو اکثر دہیان رہتا ہی
تو سوتی مین بہی سیر گلشن شداد کرتی ہین

رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا خامہ فولاد کرتی ہین

جو یہہ سچ ھی نہین سجکم جنبش ایک ذرہ کو
تو بس ہم وہ ھی کرتی ہین جو آپ ارشاد کرتی ہین

پہنکر طوق منت کا وہ مہرو ہنسکی کہتا ھے
مہ کنعانکی زندانکو ہم آج آباد کرتی ہین

جسی یہ ذبح کرتی ہین نہین پہر دیکہتے اوس کو
یہ نسبت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتی ہین

در دندان جانان کا دکہایا کرتی ہین نقشہ
ہمارے اشک کار مانی و بہزاد کرتی ہین

دلا دیتی ہین اکثر فاتحہ ہم آب شیرین پر
سدا وحشت مین روح کوہکن کو شاد کرتی ہین

مثال زخم اپنی منہہ سی بوی خون لگی آنی
کہ ہر دم ہم بیان خونریزی جلاد کرتی ہین

بڑہاتی ہین گلیسی یار کی ہم طوق منت کا
زلیخا قید سی یوسف کو آج آزاد کرتی ہین

صفت ہوتی ہی جانان جس غزل مین تیری ابرو کی
تو ہم ہر بیت پر انکہونسی اپنی صاد کرتی ہین

نہین ہم شغل سی رہتی ہین غافل ایکدم ہمدم
تو بت کو بہول جاتی ہین خدا کو یاد کرتی ہین

کوئی منصور کی حق کہنیکو سمجہا نہین اب تک
وہ خود کو بہول جاتی ہین جو اوسکو یاد کرتی ہین

جنون خیزی چمن کی جو اوس کی قد موزون نی
سوال قیس بر لون سی طوق کا شمشاد کرتی ہین

مقید ہو گئی ہین اعضا کی رگون سی ناتوانی مین
تردد کسلیی زنجیر کا حداد کرتی ہین

نہین ہی درد مند عشق کو کچھ کام نالون سے / دہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتی ہین

شہین کہنچتی ہین جا ہے شعر اوس رشک شیرین کے / میری خامی بہی کار تیشۂ فرہاد کرتی ہین

جو وہ سوتی ہین سو جاتا ہے گویا فتنۂ محشر / جہان جاگی قیامت خلق پر بیداد کرتی ہین

سمجھ کر جہیر او مشاطہ اوسکی زلف پرخم کو / نہ برہم کر خدا کی واسطی اسباب عالم کو

خزان ہے میری نظرون مین بہار اس باغ عالم کی / برابر جانتا ہون بوستان کو اور شبنم کو

جلائی اوسکی انپی دم مین سو سو مار ڈالی ہین / تیری آنکھون سی شکوہ ہی مسیح ابن مریم کو

جو ملک دین لیا چاہی تو بس ہی چہوڑ دنیا کو / کہان تہی سلطنت بہلی یہہ ابراہیم ادہم کو

تماشائے دو عالم ہمکو جام دل دکہاتا ہے / نظر آئی تہی سیر ایسی بہلا کب جام مین جم کو

خلف سے ان اوسکی خال لب کا بوسہ لیکی نکلونگا / نکالا تہا تو نہین جنت سے ایکدانہ پہ آدم کو

دل پر درد پر کچھ رحم اوس بیدرد کو آئے
سنائی کوئی قصہ میری غم کا شوخ برہم کو

کہان ہو ماہ تابان اوس رخ پر نور کی آگے
مہ نو سر جھکادی دیکھہ کر ابروی پرخم کو

اگر یہان رخ ہو مثل نگین تو بھی نہو راحت
کہ ہو نام اور کا اور روسیاہی ہوئی خاتم کو

نہو مغرور گر زیر زمین یہہ هفت کشور ہون
سلیمان سے یہان اکدم مین لیلی دیو خاتم کو

میری داغ دل سوزان ہین یا رب کیسے ہی آتش
برنگ شمع کافوری جلادیتا ہی مرہم کو

مجھی زخم جگر سو راحت جانسی زیادہ ہے
گرو رنگا کیا مین اے جراح لیکر تیری مرہمکو

چلی ہین کوچہ جانان مین آہ آتشین کرتی
لئی جاتی ہین اپنی ساتھہ جنت مین جہنم کو

لب و دندان جانان مجکو گویا یاد آتی ہین
چمنین دیکھتا ہون جب مین برگ گل پہ شبنم کو

یہہ عیب نہایت ہے جو تلوار مین بل ہو
پر تسو لیسی ابرو کی نہ خوبی مین خلل ہو

ہر گام پہ ہی سایہ سی اک مصرعہ موزون
گر چند قدم چلئی تو کیا خوب غزل ہو

دل لیکی دکہا نرگس مخمور کی گردش
شیشی سی میرا اور تیرے ساغر سی بدل ہو

قاصد سی تو اب پوچہتی کچہہ دل ہی دہڑکتا
پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو

تہا آج کا وعدہ سو کہا آونگا مین کل
جبتک کہ ہو کل دیکہئی کیونکر مجہی کل ہو

بن تیری اگر جاونمین گلگشت چمن کو
سینی کو ہوا تیر ہو پل برچہیکا پہل ہو

گل گل میرے بیکل اوسی کرتی ہی کیون کیا
یارب دل نالان کو کسی طرحسی کل ہو

زلفونکی پریشانی سی کیا دل ہی پریشان
شانیکا تیری ہاتہہ الہی کہین شل ہو

غنچہ کو ہی کہتا ہی کوئی وہم دہن کو
کچہہ منہہ سی تو بولو کہ یہہ عقدہ کہین حل ہو

کسطرحسی ہو زیست بہلا کچہہ تو کرو انصاف
بیتابی سو یہان اور اودہر لیت و لعل ہو

اوس گلکو چمنمین ہو جو منہو اری سی کچہہ ذوق
ہر غنچہ گلزار صراحی بہ بغل ہو

کس طرح سی کہہ بیٹھون اوسی چل مری گہر تو
کہتی ہین تبہی بات جو کہنیکا محل ہو

گویا کی سوا کسکا ہے منہہ اوسکی کری بات
ہر بات مین جسکا فرطناز کی چہل ہو

چلی ہم الجنون جب فصل گلین سیر گلشن کو
عوض پہولونکی پتہر سی بہرا گلچین نی دامنکو

سمجہہ کر چاند ہمنی یار تیری روی روشنکو
کہا بالی کو ہالہ اور مہہ نو طوق گردن کو

جو وہ تلوار کہینچی تو مقابل کر دو ہمین دلکو
لڑاؤن دوست سینی اپنی مین اس پہلو کی دشمنکو

گردون آہ مین تو منہہ کو ڈہانپکر وہ شوخ کہتا ہے
ہوا کی کچہہ نہین ہی ڈر چراغ زیر دامنکو

شرر سنگ لحد سی جہڑتی ہین لطف چراغان ہے
لگا یا کرتی ہین لڑکی جو پتہر میری مدفنکو

نہتا گردن کا ڈورا کم میری ایمان لینی مین
پنہایا کسلیئے زنار اوس طفل برہمن کو

دیکہاؤن حسرت دیدار اوسی اور اشک در پردہ
گل نرگس سی کر دون بند دیوار دلکی روزنکو

تواضع چاہتی ہو زاہدو کیا بادہ خوارونسے — کہیں جھکتی بہی دیکھا ہی بہلا شیشی کی گردنکو

تصور تیرا شرماتا ہی کیون انکہونمین آنی سی — حجاب آتا ہو تو مین چہوڑ دونگا انکی چلمن کو

جہکی رہنی سی گردون کی کجی گردونکی خاطر سے — سمجہتا ہون خم شمشیر مین تسلیم دشمن کو

مکان یار قاصد اس نشان سی پوچہہ لینا تو — ستارے کہتی ہین کس مہ کی دیوار وکی روزنکو

صفت پوچہی جو ہمنی اوس مسی و سرخی لب کی — صبا نی رکہدیا گلبرگ تر پر برگ سوسن کو

گذر میرا جہان ہوتا ہی سب انکہین بچہاتی ہین — مین وہ ہون خاک جو ہو سرمہ چشم دوست دشمنکو

کفن بہی میرے نظرونمین لباس شادمانی ہے — گریبان جانتا ہون اوستمگر زخم گردن کو

خدا شاہد ہی او کافر تیری گردنکی ڈوری نے — ہمین دہاگی دیئی زنار پہنایا برہمن کو

چمن مین گل کہلائی کیسکی نقش پای رنگین نے — عوض پہولون کی گلچین خاک سی بہرتا ہی دامنکو

کہو انکون سی اوسکی گوہر دندان کا وحشی ہون — بہرین پتہر کی بدلی موتیون سی اپنی دامن کو

چمن سی لیگی کہنگی گیسوی سنبل مین کرتا ہون
تصور مین تیرے زلفون کی جب جاتا ہون گلشن کو

نہین ہی گل میرے نظرو مین انگاری دیکہی مین
فراق یار مین گلخن سمجہتا ہون مین گلشن کو

بہت فکرے ونسی مضمون گیسوئی قاتل کا ہاتہہ آیا
بڑی مدت مین باکر آج پایا مار رہزن کو

تیری منت برآئی یہان پڑے زنجیر پاؤن مین
بڑہایا چاہیئی اب اوپر پرو طوق گردن کو

کری شیون سپند آتش پہ گر اکدانہ دکہلاون
یقین ہے برق ہی ہوا گی جو دیکہی میری خرمنکو

میری آوارگی پر آسمان صدقی ہوا گویا
گری قدمون پہ بجلے سی کی زنجیرونکی شورونکو

دکہا کر مجکو کہولا تا کمر جو زلف شبگون کو
یہہ مطلب تہا کہ آدہی رات کو نکلونگا شبخونکو

میرا سرو روان جان جہان جائی جو ہامون کو
مثال قامت لیلے بنا دی بید مجنون کو

کیا ہی مینی طی جوبن جنون مین ایسی ہامونکو
کہ اپنی پانون کا چہالا سمجہتا ہون مین گردونکو

جہنکائی ہین کؤین چاہ ذقن نی طبع موزونکو
بنایا یوسف گم گشتہ کی مانند مضمون کو

مجہی وقت شہادت بعد مردن بہی ہی القاتل
بہری دامن تو آتش سی دہو نا میری خونکو

خوشی ہوکر جو وہ مہرو گلی میری چمٹ جاتا
ہلال عید پہر کہتا مین اپنی بخت واژونکو

دیکہا دی الجنون الفت نی مجکو جبکہ بکر گئی
مین سمجہا خیمۂ لیلی سواد چشم مجنونکو

بگولا ہالۂ مہتاب ھے میری بیابان کا
فلک رتبہ کہا کرتی ہین وحشی میری ہامونکو

تصور اسقدر رکہا ھی مینی زلف مشکین کا
بنایا ھی برنگ نافہ ہر اک قطرہ خون کو

نہایت کچہہ مکدر ہوکی لیلی وہان سی پہر آئی
غبار خاطر مجنون مگر سمجہی ھے ہامونکو

مئی الفت کے متوالی جو ہین ای ساقی مہوش
صراحی کہتی ہین گردنکو ساغر چشم میگونکو

برا اوسکا ہو جسنی کیسکا کچہہ برا چاہا
ہمیشہ دیکہتی رہتی ہین ہم گردشمین گردونکو

و کہایا اوسنی دریا پر شب مہتاب کا عالم
مجہی روتی جو دیکہا رخ پہ کہولا زلف شبگونکو

کبھی جب وصف رخ مین شعر بندش دی صفای بکلی
ہزارون پیچ سی باندھا کئی زلفونکی مضمونکو

فلک کو اپنی ہم صورت پہ تو احسان کرتا تھا
شراب عیش سی بھرتا تھا جام بخت واژونکو

سراپا ہم نی مضمون اوس قد بالا کی باندھی ہین
زمین اپنی غزل کی کیون نسمجھی پست گردونکو

مین سمجھا کوئی گل سرو گلستان نی کھلایا ھی
جو دیکھا پھول سی چہرکو اور اوس قد موزونکو

ہی بہتر اطلس گردون سی یہہ پوشاک عریانی
ہماری داغ سی نسبت نہین تاج فریدونکو

صدای قلقل مینا یہہ ھی محفلمین ای ساقی
دکھا دی چشم میگونکو دکھا دی چشم میگونکو

میری گردش کی افسانہ سنی ہین سالہا اپنی
اسی باعث سی ہی دوران سر مدت سی گردونکو

کبھی جب اپنی گردش کر دیا اوسکو تہ و بالا
بنایا شیشہ بازیگران مینای گردونکو

صدائی نالہ ہر ایک استخوانسی مثل نی نکلی
کرون گر ایکدم بھی ضبط اپنی آہ محزونکو

بگولونکی جگہہ ہین ہر طرف گرداب گردشمین
بنایا مثل جیحون جوشش گریہ نی ہامونکو

بنی ہین اِس لئی ای یار مہر و ماہ کے کاسے
گدائی تیرے در کی رات دن کرنی تہی گردونکو

نہین گلشن نکالی ہی زمین اُستادنی رنگین
ہی باندہا سروکی مصرع مین تیرے قدموزونکو

اگر ہو صُبح روشن تو یہہ سمجہی شام ہوتی ہے
تصوّر ہی مسی و لعل لب کا تیری مفتونکو

جبین دشت مین کہسار کی لاکہون پڑی گہٹے
لگی ہین سجدی اُولیلی یہان تک تیرے مجنونکو

زبان یار کو سمجہا تہا کیا تو موج می گویا
لب ساغر لگا کہنی جو اُون لبہای میگونکو

اشک خونسی الجنون نسبت ہے کیا اکسیر کو
کردیا دم مین طلائے اپنین زنجیر کو

آج دکہلاوینگی اپنی پیاس کی تاثیر کو
آب پیکان لیکی آپ آنا پڑیگا تیر کو

دیکہہ المجنون میری فریاد کی تاثیر کو
دیدۂ گریان بنایا حلقۂ زنجیر کو

آتش رنگ حنا کی دیکہنا تاثیر کو
دست جانان مین جلایا گلشن تصویر کو

استخوان ہم دل جلون کے کب اوٹہین منقار سے
کہہ ولی آئی ہما ہمراہ آتش گیر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکہنو اوس گلکی چال
پہول موںہہ سی جہڑتی مین سنیو ذرا تقریر کو

جانکر شاعر مجہی دیوانہ نازک مزاج
باندھتی ہین موج بوئی گل میری زنجیر کو

خاک کوئی یار تک پہنچی ولی ہم مر گیے
آپ کشتہ ہو گئی پایا مگر اکسیر کو

اونسی انکہو کی جگہ ہم چشم طوفان لکہدیا
اسطرح بہزاد نی کہینچا میری تصویر کو

گل لیا اوس غیرت گل نی جو اپنی ہاتہہ سے
غیرت منقار بلبل کر دیا گلگیر کو

ہون وہ دیوانہ کہ بنجائی وہ مجنونکی شبیہ
ہاتہہ مین میری اگر لیلی کی دین تصویر کو

ابروی پر خم کو تیری جسنی دیکہا مر گیا
اس کمان سے ہی مگر نسبت قضا کی تیر کو

بوی گل آتی ہی او مانی مرقع سی تیرے
رنگ گل سی کیا بنایا بلبل تصویر کو

طوق تیری ہی گلی مین کچہہ نہین ہی ناصحا
تا بہ گردن وہان بہی دیکہا زلف کی زنجیر کو

جسکی جانب اوسنی دیکھا مر گئی ہم رشک سے
ہم نشانہ بن گئی جسپر لگایا تیر کو

ٹھہرنا مشکل ہی مجھہ دیوانیکی تصویر کا
پاؤن سی پہلی بنایا چاہیئی زنجیر کو

یہہ کہلا ہون ضعف سے پہنچا وہ اپنے جیب تک
اب گریباگیر کہیئی خار دامنگیر کو

کالکا پردہ لگادیجی تیری دالانمین
رہیئی اپنی گہرمین اور سنیئی تیری تقریر کو

سیکڑون مضمون باندہی ہین غزال چشم کے
فکر گویانی کیا شرمندہ آہو گیر کو

یہان شکوہ قاتل سی نہ آلودہ زبان ہو
جو زخم لگی وہ پی شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ میری ہو گی
قاصد سی یہہ کہدو کہ خبر لیکی روان ہو

تو تیغ لگائی دہن زخم سی ہنسدون
قاتل تیرا شکوہ نہ کبہی مجھہ سی بیان ہو

گر آہ صبا بنکی چلی یار کی جانب
بی منت قاصد میرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہین جوش گریہ سی کبوتر | مرغابی ہی نامہ کو میری لیکی روان ہو

وہ کون سی جا ہے کہ نہین جلوہ نما تم | تسپر نہین معلوم کہ کس جا ہو کہان ہو

سایہ کیطرح کیون نکرو سرو کو پامال | تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجہہ وحشی سی ہرگز نہ چہٹی دشت نوردی | مرجاؤن تو پہر خاک میری ریگ روان ہو

چہپا جائے گہٹا اوس مسی لب کا جو ہو ذکر | منہہ پر سی میرے رونیکا گر حال بیان ہو

مت پوچہہ میرا ضعف اگر رونی لگون مین | کیا دخل کہ آنسو میری آنکہون سی روان ہو

نکلا رخ تابان پہ جو خط کیا ہی تعجب | روشن ہو جہان شمع وہان کیون نہ دہوان ہو

جز نام کسینی بہی نشان اوس کا نپایا | عنقا نہ کہین طایر مضمون وہان ہو

ہوتی ہین تیری سامنی گلرویون کی منہہ زرد | تو جائے گلستان مین جو ای گل تو خزان ہو

وہ ماہ نہ لگ جائے اگر میری گلی سی | عید رمضان غرہ ماہ رمضان ہو

گویا کری طوفان بپا آب گہر سی
یاد در دندان مین اگر اشک فشان ہو

ہم مر گئی ہین دیکہہ کی ساق نگار کو
زیبا ہی شمع طور ہماری مزار کو

جب لکہہ سکا نہ حال دل داغدار کو
لالی کا پہول بہیج دیا خط مین یار کو

آنکہون مین دیکی سرمہ و دنبالہ دار کو
کرتا نہ زیبا یہ ابلق لیل و نہار کو

بولا ابہی یہ باد کی گہوڑی پہ ہے سوار
دوش صبا پہ دیکہہ کی میری غبار کو

دست طمع دراز سبہی شاخ گل کرین
دیکہین اگر چمن مین گل کفش یار کو

گلزار جل رہا ہی تیری برق حسن سی
جل جائی باغبان جو چہوی برگ و بار کو

بلبل وہ ہون جو سمجہون اوسی سیل اشک غیر
رہنی نہ دون چمن مین کبہی آبشار کو

ایسی ہی ناتوان ہین کہ کچہہ بہی نہو سکا
دل سی سرے اوٹہا نسکی ہم غبار کو

آیا یہ چین سایۂ طوبی مین ہی مجھے
ڈھونڈھا کیا مین سایۂ دیوار یار کو

ہم خوب جانتی ہین کہ پہیری ہی تو نی آنکھ
بدنام کر نہ گردش لیل و نہار کو

روشن اگر ہو آتش رخسار یار سے
کہئی چراغ طور چراغ مزار کو

وحشت مین مجھکو ساقئے دمی کی دلائی یاد
ٹکڑی کرونگا دامن ابر بہار کو

آتی ہی آنسو ونسی مبری بو گلاب کے
روتا ہون یاد کرکی یہہ کس گلعذار کو

آئی کا فاتحہ کو ہماری وہ ماہ رو
گنبذ فلک کا چاہئی اپنی مزار کو

گویا وہ کو لے پای حنائی دکہاکی آج
گلشن مین خون رولائیگی ہم آبشار کو

نہین تیرے جفا و فا ہے یہہ
قتل کرنا جو بی ادا ہے یہہ

سر قلم کیجئے روا ہے یہہ
اپنی قسمتکا بس لکہا ہے یہہ

بہُن رہا ہی جگر جو مثل کباب
عشق میکش مین بس مزا ہے یہہ

خونِ عشاق کو وہ کہتا ہے
دست و پا کی لئی حنا ہے یہہ

اتنی بدخوئیان نہین اچہین
کہہ نہ بیٹہی کوئی برا ہے یہہ

کوستی ہو جو ہاتہہ اوٹہا کر تم
اپنی نزدیک تو دعا ہے یہہ

گاہ ہنستا ہی گاہ چین بجبین
وہ تو شوخی ہی اور ادا ہے یہہ

ٹیڑہی سیدہی نکیون سنی اسکی
راست قامت ہی کج ادا ہی یہہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجہہ
یار نی مجکو بس لکہا ہے یہہ

اسکو دستار سرخ مت سمجہو
خون عاشق کا سرچڑہا ہے یہہ

ہی فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچی کا گدا ہی یہہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہہ | عاشقو لوٹنی کی جا ہے یہہ

شب وصل صنم دلا ہے یہہ | لوٹیی سو ٹہوکنی لی مزا ہے یہہ

دل کو کیون پایمال کرتے ہو | نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہہ

کاٹ کر سر لگائی ٹہوکر | قتل عاشق کا خون بہا ہے یہہ

دود دل کیون نہ رشک سنبل ہو | آتش حسن سی جلا ہے یہہ

زلف مین کیون نہ دل رہی بیدار | لیلۃ القدر سی سوا ہے یہہ

آنکہین اوسکی سیاہ ہین از خود | طوطیا کسکا طوطیا ہے یہہ

کیا ہی نام خدا ہے میرا صنم | بت جسی کہتی ہین خدا ہے یہہ

زلف مین دل مدام رہتا ہے | دیکہنا کس کی سر چڑہا ہے یہہ

در پہ نالان جو ہون تو کہتا ہے | پوچہو کیا چیز بیچتا ہے یہہ

چومتا ہون مین اپنے دلکی قدم | بوسۂ یار کا گدا ہے یہہ

دفن مسجد مین میرے دلکو کرو | طاق ابرو پہ مرگیا ہے یہہ

طاق ابروے یار کو دیکھون | عین کعبہ مین التجا ہے یہہ

قد جانان نہین قیامت ہے | زلف جانان نہین بلا ہے یہہ

گو صنم مردے زندہ کرتا ہے | کون کافر کہے خدا ہے یہہ

ہو شہادت نصیب گویا کو
فدوئ شاہ کربلا ہے یہہ

کسقدر مجھکو ناتوانی ہے | بار سر سے بھی سرگرانی ہے

چشم تر سے جو خونفشانی ہے | ناوک عشق کی نشانی ہے

ساری قرآن سے اوس پر یرو کو | یاد یک لفظ لن ترانی ہے

جب ہوا رتبۂ فنا فی اللہ — غم نہین گر جہان فانی ہے

ہی ہر ایک شعر یار کے تصویر — فکر اپنی خیال مانی ہے

کیون نہون عاشق لب جانان — چشمۂ آب زندگانی ہے

اوسکی رفتار کی لکھین جو وصف — کیا میری طبع مین روانی ہے

ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور — کیا کرون عالم جوانی ہے

کیسی دون اوس صنم کو مین تشبیہہ — کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے

نہ میری زخم پر رکھو مرہم — میری قاتل کی یہہ نشانی ہے

سر کٹائینگی شمع سان خاموش — گر یہی اپنی بی زبانی ہے

ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان — کار عشاق جان فشانی ہے

منہہ نی گھر مین میری رکھا اوسکو — یہہ بہی تائید آسمانی ہے

دل بھی اوس سی اوٹھا نہین سکتے — ناتوانی سی ناتوانی سے ھے

قدِ موزون کی عشق مین گویا
رات دن شغلِ شعر خوانی ھے

حسرت ایجان شبِ جدائی ھے — مژدہ ای دل کہ موت آئی ھے
تجھسی مغرور کی جھکی گردن — یہہ بھی ایک شانِ کبریائی ھے
اوسنی تلوار کو سنبھالا ھے — دیکھئی کسکی موت آئی ھے
پھر گیا جب سی وہ صنم بخدا — ہمسی برگشتہ ایک خدائی ھے
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا — کج ادائی سی کج ادائی ھے
آپ کو جانتا ھے آئینہ — صاف یہہ اوسکی خودنمائی ھے
تم میری کجکلاہ کو دیکھو — یہہ بھلا کس مین میرزائی ھے

دل مین آتا هي راہ چشم سے وہ
خوب یہ راہ آشنائي هي

ملي حسرت سي ہاتھہ دیکھہ کي حور
اي پري تیري وہ کلائي هي

شانہ اوسکا هي پنجۂ خورشید
واہ کیا پنجۂ حنائي هي

زاہدو قدرت خدا دیکھو
بت کو بهي دعوئ خدائي هي

ہاتھہ پہونچا نہ پاي قاتل تک
طالعون کي یہ نارسائي هي

کعبي جاني سي منع کرتي هين
کیا بتون هي کي گھر خدائي هي

حسن ني ملک دل کیا تاراج
حضرت عشق کي دہائي هي

منہہ هي گویا کا اوسکا بوسہ لي
بات دشمن ني یہ بنائي هي

الفت یہ چہپائين ہم کسکي
دلسي هي کہین نہ اپني جيکي

جانی وہ کیا کسی کی جی کی ‎ ‎ جسکو الفت نہو کسی سے کی

خواہش نہ برآئی اپنی جیکی ‎ ‎ ہمنی کس کس کی دوستی کی

اچھی نہین شرح عاشقی کی ‎ ‎ پوچھو نہ اجی کسی کی جی کی

یہہ روئی کہ نامہ بہکی ہو نچا ‎ ‎ اشکون نی ہماری قاصدی کی

سرخی مگر اوس کی لب کی دیکھی ‎ ‎ رنگ ہے سفید آرسی کی

عاشق تہی وہ ہم کہ بعد اپنی ‎ ‎ مٹی ہی خراب عاشقی کی

ای ابر شب فراق سچ کہہ ‎ ‎ رو نی کتنی ہی شب کسی کی

دل زلف رسا تلک تو پہونچا ‎ ‎ اپنی بختون نی رہبری کی

بجلی چمکی تو ابر رو یا ‎ ‎ یاد آگئی کیا ہنسی کسی کی

ہم کسکی گلی کی راہ بہولی ‎ ‎ جو خضر نی بہی نہ رہبری کی

دلکو میرے خاک مین ملایا — دلبر نی خوب دلبری سے کی

سوزش میری دلکی دیکھہ ایماہ — کر سیر اس برج آتشی سے کی

وہ طفل نصیری آئیے شاید — قسمین دون مرتضی علی سے کی

گردن زدنی تہی شمع سرکش — کیون اوسکی گلی سی ہمسری سے کی

بس رکہدیا خط مین برگ سوسن — جب لکہہ نہ سکی صفت مسی کی

ٹہکرا کی چلی جبین کو میرے — قسمت سے لکہی نی یاوری کی

یہہ رشک ہی منہہ جو یار دیکھے — صورت دیکھون نہ آرسی سے کی

بہولا تہا مین راہ کوئی قاتل — تو نی ای موت رہبری سے کی

اوسکی گردن تلک نہ پہونچا — ای دست دراز کوتہی سے کی

دلکو پالا بغل مین تونی — گویا دشمن سی دوستی کی

جو نہان تہا وہی ہر سو عیان ہے
یہہ کہبی لن ترانی اب کہان ہے

سراپا ماہ کا تجہہ پر گمان ہے
زمین قدمونکی نیچی آسمان ہے

کیا ہے سوز دل نے گرم پہلو
برنگ شمع ہر ایک استخوان ہے

ٹپکتا ہی ہمارا خون آ تیسے
تیری تلوار قاتل گل فشان ہے

جو پہونچی ہاتہہ زنجیرونکو توڑین
اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے

گیا ہی کوچہ کاکل مین اب دل
مسلمان وارد ہندوستان ہے

سنی جو پہر نہ جاگی تا قیامت
ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

برہنہ پا و سر منہہ زرد سرخ اشک
تیری وحشت زدونگا یہہ نشان ہے

ہوای جنت الماوا کسی ہے
تیرا کوچہ ہمین باغ جنان ہے

تبر ہی تیر ہی خنجر رکہا ہے
ہمارا آج شاید امتحان ہے

چمک لعل بدخشان کی مٹا دے — تیری ہونٹھون پہ ایسا رنگ پان ہے

مین گو ناخوش ہون اپنے زندگی سے — رہی خوش یا اہے وہ جہان ہے

تجھی کہتا ہون سن او وحشت دل — وہان لی چل جہان وہ دلستان ہے

وہ ہون نازک مزاج ای ہمصفیرو — رگ گل مجکو خار آشیان ہے

مہ نو خار ہی میرے چمن کا — جو یہہ خورشید ہی برگ خزان ہے

موا جاتا ہون مین طرز نگہ سے — تیری لب کے مسیحائے کہان ہے

وہ بلبل ہین کہ ہر اک شاخ گل پر — ہمارا دل بجائے آشیان ہے

زر و دینار سی آتا ہی جانان — فقیرون پاس یہہ سامان کہان ہے

کٹی ہی یاد دندان مین میری عمر — یہہ کشتی آب گوہر مین روان ہے

ادا و ناز و غمزی سبھی ہی آتا — میری یوسف کے ہمرہ کاروان ہے

لگادی آگ نالون نی فلک پر / فرشتونکی زبان پر الامان ہے

ہما ہر دم خبر لیتا ہے آکر / کئی دن سی جو درد استخوان ہے

بلا کر اوس سے دو باتین تو سن لی / یہہ کہتی ہین کہ گویا خوش بیان ہے

مٹ گیا جب مین تو ای مہرو نظر آیا مجھے / مین نظر آیا نہ آیا تو نظر آیا مجھے

چشم سان آغوش مین جب تو نظر آیا مجھے / دست خم گشتہ میرا ابرو نظر آیا مجھے

چل گئی تیغ اوسکی جنبش سے جو گردن پر مرے / سرنگون خجلت سے وہ ابرو نظر آیا مجھے

تیری ابروئی سی ای جان کیا دون مثال / ماہ نو مثل سفید ابرو نظر آیا مجھے

زار اس حسرت سے رویا مین پس دیوار یار / دیدۂ روزن مین بہی آنسو نظر آیا مجھے

آج جو چاہی سو کہہ وعدہ ہے کل دیدار کا / لن ترانی پہر کہان جب تو نظر آیا مجھے

ابر مین بجلی چمکنی کا ب مجہی دہوکا ہوا
جب کہلے بالون وہ آتش خو نظر آیا مجہے

چشم جانان مین جو دیکہا سرمۂ دنبالہ دار
بستہ ایک زنجیر سی آہو نظر آیا مجہے

حسرت دیدار نی مجکو کیا یہہ محو اس
جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا مجہے

یاد آیا دل نہین اپنا ملا تہا خاک مین
رو دیا جب وہ غبار کو نظر آیا مجہے

چشم تر مین بہر گیا اوس سرو قامت کا خیال
سرو اگر کوئی کنار جو نظر آیا مجہے

کیا تصور ہی جو دیکہا اپنی جسم زار کو
مین یہہ سمجہا اوس کمر کا مو نظر آیا مجہے

کہینچ لی تلوار جب باندہی کمر سی یار نی
باڑہ کا ڈورا کمر کا مو نظر آیا مجہے

جنت کوئی تابان مین جب رکہا مینی قدم
جام کوثر کاسۂ زانو نظر آیا مجہے

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد جانان تو نظر آیا مجہے

ایک غزل کی اور بہی تکلیف دیتا ہون تجہے
شاعرون مین اب تو گویا تو نظر آیا مجہے

ای سنگ جانان نہ حیدم تو نظر آیا مجھے — استخوان کا درد بی دارو نظر آیا مجھے

شرمسی اوس چشم مین آنسو نظر آیا مجھے — گردن آہو مین باگھنگرو نظر آیا مجھے

اوٹھ کی اوس پہلو مین تو بیٹھا تو فرط شوق سے — دل بھی اس پہلو سی اوس پہلو نظر آیا مجھے

ہو ن وہ مجنون خیمہ لیلی سمجھہ دوڑا اودہر — جب سواد دیدۂ آہو نظر آیا مجھے

مین یہہ سمجھا دوسرا مصرع الیسا ہو سکا — جب مکرر مصرعۂ ابرو نظر آیا مجھے

قد تون تک بہروہ میر اکبہہ مین کبہکا کیا — ایکدن گراوس کمر کا مو نظر آیا مجھے

فکر عارض جبتلک ہے یہہ اوسی دم تک ہے صاف — عارضی آئینہ زانو نظر آیا مجھے

خال اوس بت کے جو دیکھا روی آتشناک پر — آگ مین جلتا ہوا ہندو نظر آیا مجھے

دیگیا بازو کی مچھلی بہنس سنجانی دام مین — اوسکا گیسو جب کہ تا بازو نظر آیا مجھے

لاغری کا میری دعوی حق نی باطل کردیا — ای صنم تیری کمر کا مو نظر آیا مجھے

آینہ سی بہی زیادہ جسم جانان صاف ہی
اک ہی جانب سے پشت و رو نظر آیا مجہی

یار کی آنکہون پہ جب خوشچشم پہرنی لگی
پہر بیابان مرگ ہر آہو نظر آیا مجہی

دل نے بہی مرتے کہی میری مصیبت یار سے
مرثیہ خوان اپنا ہی بازو نظر آیا مجہی

پہر میری رونیکی چرچی گہر بگہر ہونی لگے
پہر وہی خانہ خراب آنسو نظر آیا مجہی

بعد مرنیکے گریبان کفن ثابت رہا
ہاتہ اپنا آج ہی قابو نظر آیا مجہی

اسقدر عالم مین جانان دلربائی تونی کی
دل نہ دیکہا اوسمین جو پہلو نظر آیا مجہی

دون ہے موزون ہوگیا مضمون دل پردرد کا
جب کوئی دکہتا ہوا پہلو نظر آیا مجہی

مجہہ مین اور تجہہ مین ہی باہم اتحاد عکس رو
جب نظر آیا مین تجکو تو نظر آیا مجہی

دیکہی سرمہ اوسنے دکہلائی جو گردش چشم کی
سرمہ اک گرد رم آہو نظر آیا مجہی

باغ مین بی یار گویا می سی دل اسکا بہرا
واژگون جام حباب جو نظر آیا مجہی

یہہ ایک تیرا جلوہ صنم چار سو ہے ‏ نظر جسطرف کیجئے تو ہی تو ہے

یہہ کس مست کے آنیکی آرزو ہے ‏ کہ دستِ دعا آج دستِ سبو ہے

گلستان مین جاکر ہر ایک گل کو دیکھا ‏ نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

میری اِس اسیری کی صدقے رہائی ‏ تیرا حلقۂ زلف طوقِ گلو ہے

نہوگا کوئی مجھہ سا محوِ تصوّر ‏ جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مکدّر نہو یار تو صاف کہدون ‏ کیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی ‏ سحر سے یہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے ‏ غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملادے لب جام کو لب سے ساقی ‏ چمن سے ہوا سرد ہی آبجو ہے

کیونکر دماغ آسمان پر ہو میرا ‏ بغل مین مرے ساقیٔ ماہ رو ہے

نہین ہی سوا تیرے کچھ مطلب دل ‏ تمنا تیری ہی تیری آرزو ہے

ہوا ہون ز خود رفتہ مین خط جو لکھ کر ‏ کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہی تیرا ‏ لب برگ گل پر تیری گفتگو ہے

نہو وصل تو رات دن ھی برابر ‏ سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

کسی گل کی کوچے سے گذری ہی شاید ‏ صبا آج جو تجھ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھسا گویا ‏ نہ بخیے کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہی لہو گر تیری خنجر سے ٹپکے ‏ ہی شرط وفا یہ نہ تیری تیر سے ٹپکے

اللہ ری نزاکت جو شب ماہ مین نکلے ‏ گرمی سے پسینا رخ پی پیر سے ٹپکے

آنسون سے میرے اور بھی دوزخ مین لگی آگ ‏ جنت کا مکان رونے کی تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسی ہین پیاسی کہ تو رکھدی جو گلی پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سی ٹپکے

دل خون شدہ وہ ہون کہ کھینچی گر میرا نقشہ
خوناب ابھی دیدۂ تصویر سی ٹپکے

ہون مثل صدف موتی حبابون مین دم غسل
پانی جو تیری زلف گرہ گیر سی ٹپکے

کہتا ہی شرارت سی کہ ہی ابر شرربار
گر خون مژۂ عاشق دلگیر سی ٹپکے

رونی مین اگر اوسکو نظر بہر کی دیکھون
پانی وہین پہر ابر تصاویر سی ٹپکے

دلسوختونکی تن مین نہین خون بجز آتش
سر کٹکی نہ خون شمع کا گلگیر سی ٹپکے

شیرین لبون کے وصف مین لکہتا ہون شب و روز
اغلب کہ عسل خامۂ تحریر سی ٹپکے

پہلجہل کی میرے پاؤنمین سو زخم پڑی ہین
کسطرح نہ خون حلقہ زنجیر سی ٹپکے

رسوا نہ کرون تجکو چہپی مثل شرر جون
کیا دخل ہی قطرہ تیری شمشیر سی ٹپکے

تقدیر مین رونا ہی عجب کیا ہی جو پانی
بادل کیطرح نامۂ تقدیر سی ٹپکے

حیرت مین ہے جاری تہی میری انکہون سی آنسو
یہان قطرۂ شبنم گل تصویر سی ٹپکے

یہہ دست حنائی مین لیا کس نی مرقع
جو قطرۂ خون دیدۂ تصویر سی ٹپکے

پیدا گل خورشید ہو وہان یا گل مہتاب
جسجا کہ پسینا رخ بی پیر سی ٹپکے

ای جوشش گریہ جو ڈبویا ہی زمین کو
یہہ سقف فلک بہی کسی تدبیر سی ٹپکے

وہ کشتہ ہو مین روز جزا بہر شہادت
خون ہووی شرار اور تیری شمشیر سی ٹپکے

مینای گلو کا جو کرون وصف مین گویا
قلقل کیطرح می میری تقریر سی ٹپکے

پاس غیرون کے جب وہ جا بیٹہے
ہاتہہ دنیا سی ہم اوٹہا بیٹہے

یاد مین جسکی ایک جہان بہولے
وہ ہمین صاف ہی بہلا بیٹہے

قبر مین بہی ہین سر کو ٹکراتے
کبہی ٹہوکر نہ تم لگا بیٹہے

دل لیا جان لو جگر ہے لو | کس لیے پھر ہو تم خفا بیٹھے

دیکھیں لاتی ہے کب شمیم زلف | منتظر ہیں تیری صبا بیٹھے

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے | خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے

نہ اوٹھینگے مثال نقش قدم | جب تیری در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھہ کی کرنا بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھادے | بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکادے

اثر کچھہ تو اے آہ سوزان دکھادے | رقیبون کی دو چار گھر تو جلا دے

اگر دیکھے چاہ ذقن اوس کا یوسف | تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرادے

مین منصور ہون زاہد و حق کہونگا | اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھا دے

پڑی اشک اور آہ سوزان کی بیمن
یہ چاہی بہا دی وہ چاہی جلا دے

بھلا کہہ تو آ کام ای جوش گریہ
کہ غیرون کے دیوار و در کو گرا دے

اجل کہہ کی ادس تیغ ابرو کا قصہ
ہی احسان شب ہجر مین گر سلا دے

اگر آب ہے تیری خنجر مین قاتل
زرا میری دل کے لگی کو بجھا دے

پڑی کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیو مین اورا دے

جسم وہ حیران جہان آئینۂ ادراک ہے
چاندنی اوس ماہ کی اوڑنی ہو پوشاک ہے

دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
دامن پاک یہ کنعان کو دیکھو چاک ہے

چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو
گوش نازک ہین گل تر غنچۂ گل ناک ہے

جلوہ گر خال سیہ ہی روے آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین زنگی مگر تیراک ہے

وادیٔ دل مین سمجهہ کر پاؤن رکهنا اے جنون
ہر بگولہ مین نمایان گردش افلاک ہے

جی ابہی نکلا نتہا تن سی کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سی چالاک ہے

رو دیا بہزاد نی تصویر میری کہینچ کر
صورت مژگان عاشق مو قلم نمناک ہے

کہینچکر شوق اسیری لیچلا تو سکی سا تہہ
اپنی گردن مین گریبان حلقۂ فتراک ہے

مور رنج و بلا دنیا مین ہی یار مراد
سنگہای کو دکان سی بید کو کیا باک ہے

بیخودی نی مجکو تعذیر خطا سی دی نجات
شو گیا جب پاؤن پہر کیا خار رہ سی باک ہے

گر اوٹہا دیوانہ تیرا گور سی فردای حشر
دیکہنا پہر دم مین جیب صبح محشر چاک ہے

اب جہان تنگ کو کہینچی نکیون وحشت میرا
جس سحر کو دیکہی اوسکا گریبان چاک ہے

آنکہہ دم مین پہیر لی سارے خدائی سی وہ بت
ابلق چشم صنم واللہ کیا چالاک ہے

میکشی مین مجہہ سی آزردہ ہوا وہ مست ناز
دور ساغر مجہکو گویا گردش افلاک ہے

محبت ہے نہین قاتل کی خالی بیمروت سے
اشارہ بہی جو کرتا ہی تو انگشت شہادت سے

جو روتی مجہکو دیکہا رحم اوس بیدرد کو آیا
جہری اشکونکی ہرگز کم نہین باران رحمت سے

تیرا جانا تو ای جان جہان ہی موت کا آنا
روانہ ہوگی میری جان پہلی تیرے رخصت سے

اگر دعوا ہی ہمچشمی کا میری چشم گریان سے
مین حاضر ہون مقابل ہو دے کہدو ابر رحمت سے

سرافراز ہماری ہوئے گر سر کاٹ ڈالی تو
برنگ شمع پہر پیدا ہو سر شوق شہادت سے

سراپا بستہ زنجیر جو نقشا میرا کہینچا
مگر آگاہ تہا بہزاد میرے جوش وحشت سے

ہنسون بشکل دہان زخم گر تلوار مارے تو
یہہ کیا ہی دخل جو لب آشنا ہو مین شکایت سے

یہہ دریا روئے فرقت مین حباب آسا بنا گردون
برسنا اسکو کہتی ہین یہہ کہدو ابر رحمت سے

بنی وہ مثل لیلی جسپہ سایہ تیرا پڑ جائے
وہین مجنون بنے مین جسکو دیکہون چشم وحشت سے

نظارہ کر کی اوس ابرو کا چشم مست کو دیکہا
گئی میخانہ کو ہم اوٹہہ کے محراب عبادت سے

لگین گر تیر مژگان دل تہ ہی عین آرزو میرے
مجھی یہہ تیر باران کم نہین باران رحمت سے

ہجوم یاس و حسرت اکسو ہی بیکسی اکسو
تیری عاشق کا جاتا ہی جنازہ شان و شوکت سے

مین دیوانہ ہون مرہم فایدہ مجکو نہ بخشیگا
اگر اچھی بھی ہونگی زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسی بسطرح روٹھا تھا لیکن مین نے اگویا
منا یالا کہ منت سے خوش آمدی سماجت سے

اوسکو مجھہ سے روٹھا دیا کسنے
میری دل کو دکھا دیا کسنے

دام کاکل دکھا دیا کسنے
مرغ دل کو پھنسا دیا کسنے

خم ابرو دکھا دیا کسنے
کعبۂ دل گرا دیا کسنے

ایفلک ہم تو ہنسی ہنستی تھی
اوٹھتی اوٹھتی رولا دیا کسنے

آینہ مین دکھا کی تیری شکل
مجکو حیران بنا دیا کسنے

یک قلم حرف دوستی بہولا
ہای اوسکو پڑہا دیا کسنی

مین گیا اوسکی گہر تو کہنی لگا
گہر ہمارا بتا دیا کسنی

نہین معلوم شوق قتل مین کچہہ
سر ہمارا اوڑا دیا کسنی

نسمائی کیسکی آنکہون مین
نظر دونسی یون گرا دیا کسنی

تا گلی ہے گناہگار ہوئی
اوستی بوسہ لیا دیا کسنی

کل تلک دوست تہا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کسنی

ملی ہاتہون مین یہہ حنا کسنی
خون سر پر میرا لیا کسنی

صبح کو شام کر دیا کسنی
زلف مین منہہ چہپا لیا کسنی

مشک اوس زلف کو کہا کسنی
شاعر و نمن یہہ کی خطا کسنی

آج ایسی خوشبو معطر سی ہے
زلف کہولی ہی الصبا کسنی

کاش سر تن سی وہ جدا کرتا
کردیا یار سی جدا کس نی

پاون پڑنی سی ہی خفا ہوتا
ہاتہ سی میری کہودیا کس نی

کسکی اٹہہ کہیلیان قیامت ہین
حشر بہر کر دیا بپا کس نی

تو نی مارا جسی کیا احسان
تجہسی مانگا ہی خونبہا کس نی

زیست پر ناز میری موت کو ہی
کردیا کشتۂ ادا کس نی

جوش باران مین برق سی چمکی
میری رونی پہ ہنس دیا کسنی

تجہہ سا دیکہا نہین جوان کوئی
پڑہ دیا تجہہ پہ لا فتا کسنی

کہتی ہین بت کہ ہم نہین واقف
پہر لیا دل کو ای خدا کسنی

یاد دیتا ہی می نہین پیتا
کیا گویا کو پارسا کسنی

تم وفا کا عوض جفا سمجھے
اي بتو تم ہي بس خدا سمجھے

پاؤن کہا کر جو آئے مقتل مین
کیا شہیدونکا خونبہا سمجھے

سر قلم کرنی کا تہا خط مین جو خال
اوسکا مضمون ہم جدا سمجھے

کب وہ تلوونسي انکہین ملنی دے
جو کہ مژگان کو خار پا سمجھے

ہو گیا جب قلم ہمارا سر
اپني قسمت کا تب لکہا سمجھے

دور سے کیا ہوئے خوش سوی مقتل
اوسکی ہم گہر کا راستا سمجھے

کسي صورت سے ہمکو آنے دے
کاش دروازے کا گدا سمجھے

یاد دندان مین جو بہا آنسو
اوسکو ہم دُر بے بہا سمجھے

چاندني پر وہ مہر رکہے قدم
ہم فقیرونکا بوریا سمجھے

تیری ابرو کو جو ہلال کہا
ماہ نو سے بہي کچہہ سوا سمجھے

مردون تو وه جواب نامه لکھے — خط نه آنیکا مدعا سمجھے

ہاتھه اوٹھاکر لگا جو کوسنے وه — واه رے ہم اوسے دعا سمجھے

جو ہی بیگانه آشنا ہے وه — ہم جو کہتے ہین کوئی کیا سمجھے

ہم کو نظرونسی پیستی ہین آپ — چشم بد دور طوطیا سمجھے

جب سے اوس کوچے مین قدم رکھا — کیمیا کو بھی خاک پا سمجھے

مجکو او نوجوان کہا بیمثل — آج معنی لافتا سمجھے

ہم نے جب دیکھے چاندنی چھٹکے — تیرے اوتری ہوئی قبا سمجھے

کاسهٔ ماه جب سے دیکھه لیا — تب سے گردون کو ہم گدا سمجھے

اپنی فہمید پوچھه مت گویا
کچھه نسمجھے یہه بارہا سمجھے

نہین کچھہ غم گلستان سی جو فصل گل روانا ہے
وہ بلبل ہون کہ گل کہا کہا کی تازہ گل کہلانا ہے

کہو اون ترک وش سی آج لازم ساتھہ جانا ہے
جنازی پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے

دہن مین چیونٹیونکی میری زنجیر و لگا دانا ہے
جنون مجہہ زار کو تسبیر بہی کیا ہی توانا ہے

مثال نقش پا لاکہون پڑی رہتی ہین سیر اوسجا
مگر قاتل تیرا گنج شہیدان آستانا ہے

گریبان بہار کر دست جنون سی ہو گئی فرصت
ابہی تو دامن صحرا کی بہی پرزی اڑانا ہے

چلو خنجر کا سر کی بل شوق شہادت دستگیری کر
جہان تلوار چلتی ہی اوسی کو چمن جانا ہے

نہین مد نظر اوس ناوک افگن کو جو بربادے
ہماری خاک کا شاید اوسی تو دہ بنانا ہے

سبک ہون سکی نظرون مین پر اوسکا بار خاطر ہون
کہا کرتا ہی وہ مجہہ ناتوانکو کیا توانا ہے

جلا ہی داغ سوزان لگی دل جانا کی کو چمن
جہنم ساتھہ لیکر جانب جنت روانا ہے

تصور رات دن ہی گو زندان جانانکا
میری آنکہونکی ڈوری مین مگر موتی کا دانا ہے

نمایان چین زلفِ یاری سی کا لکا موتی | عوض دانکی اوسکی دام مین موتیکا دانا ہی

چلو تلوار رکہہ کر دوش پر تو اوڑ چلو صبا | پری کیسی ہی صورت صاف باقی پر لگانا ہی

کبہی مژگان دکہاتا ہی کبہی سرمیکا دنبالہ | میری منصور کو شاید کہ سولی پر چڑہانا ہی

جہکائی دیتی ہین اگی تیری سر ہم جو ای قاتل | زبان تیغ سی قسمت کے لکہی کو پڑہانا ہی

نہین پہولی سماتین بلبلین شوق اسیری سی | مگر صیاد کو گلدام گلشن مین لگانا ہی

لگانی دی ہی مجہی انکہونسی کیون ہردم اولجہتا ہی | صنم یہہ پنجۂ مژگان سی زلفون کا شانا ہی

ہماری خاک کو برباد کرکی آہین کرتا ہی | غبار اپنا کسی تیر ہوا کا نشانا ہی

پہنسایا گیسوی پیچان مین کس کافر کی دلبرا | مجہی اس چرخ کجرفتار کو سیدہا بنانا ہی

ہمارا خانۂ ویران ہی دولتخانہ ای منعم | یہہ سب آگاہ ہین اکثر خرابونمین خزانا ہی

دوپٹہ تہمائی اوڑہ کر یہہ کون آتا ہی | کہ پیچہی پیچہی مثل سایہ گردون بہی روانا ہی

نہ شرماؤ کبھو تو چھوڑ دو مژگان کے چلمن کو
تم آتی عین عدی پر مجھی آنکھین بچھاتا ہے

الجھتی ہین جو بال اوسکی تو میرا دم الجھتا ہے
یہان ہی دردسانی مین جو وہان زلفون مین شانا ہے

یہہ ہی مژگان کی جنبش آہ یا ہی ناوک انداز ہے
کشش ہی یہہ کمان کے یار یا سو تیر چڑھاتا ہے

لیا جسنی ہمارا نام مارا بیگنہ اوس کو
نشان جسنی بنایا لبن وہ تیرونکا نشانا ہے

دل افسردہ مین اک شاہ خوبانکا تصور ہے
میری ویرانہ مین گویا ہما کا آشیانا ہے

داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے
ہو گیا روشن چراغ اپنا گذر باد سے

چاہئی معشوق کی ہمنام سی بہی عشق ہو
جان شیرین کو ندی کہتا تہا یہہ فرہاد سے

دامن صحرا ہوا اگتی پر ای دست جنون
جیب صبح حشر بہی پہاڑین تیر امداد سے

قامت موزون کا سایہ دیکہکر کہتا تہا شوخ
کسکا مصرعہ اڑگیا ہی مصرعۂ اوستاد سے

سر کو پہوڑا کوہ کن کی عقل پر پتہر پڑین — کہو دڈالا جانہ خسرو نہ کیون بنیاد سے

کون ہیہ صیاد گلرخسار آتا ہے صبا — شور بلبل کم نہین شور مبارکباد سے

ہو نہین وہ بلبل کہ مثل طایر قبلہ نما — منہہ قفس مین بہی نہ پہیرا جانہ صیاد سے

زخم جو لگتا ہی بنتا ہی دہان شکر و — بڑ ہتی ہی مہر وفا ظالم تیرے بیداد سے

پہوڑ ڈالا سر کو سنگ آستان یار سے — ہم بہی او شیرین نہین ہین کم تیری فرہاد سے

یار اگر آتا نہین تو ہی شب فرقت مین آ — ای اجل تو نی بہی کیا ہمکو بہلایا یاد سے

ہون وہ نالان گنبد گردون نے گہبرا کہا — سر پہرا جاتا ہے ای گویا تیری فریاد سے

ہون مثل نی بند و مجہی نسبت سپند سے — نالی نکل رہین ہین میری بند بند سے

کوچین زلف کے دل و جان یون ہوئے دوچار — جسطرح دردمند ملی دردمند سے

عاشق کی آہ جائیگی اب عرش سی پرے
زلف دراز بڑہ گئی قد بلند سے

تمکو خدا دکھائے بتو انقلاب عشق
اپنا ہی درد کہتی ہر درد مند سے

ہی آہ یکسان کے رسائی خدا تلک
چڑہ جائیے فلک پہ ڈلا اس کمند سے

گیسو سی منہہ کو ڈہانپ کے ہنستی ہو بام پر
یا بجلیان برستی ہین ابر بلند سے

ای چرخ مرتبہ ہی یہہ اوس شہسوار کا
نسبت نہین ہلال کو نعل سمند سے

آب حیات خضر پئی گو تمام عمر
تو دم مین مار ڈالے اوسی زہرخند سے

کرتا ہی وصف لب شیرین یار کے
بہری ہی دہان یوسف مصر تکو قند سے

آیا جو غش مجہی تو گرا ہای یار پر
بیہوشی مین بہی کم نہین مین ہوشمند سے

تو دیکہتا ہی آینہ اور سیر کے منہہ کو مین
بہتر میری پسند ہی تیری پسند سے

گویا سا دوسرا نہین جانباز و سر بکف
فرہاد کہہ رہا تہا صدا کے بلند سے

ابر سی آب رواں ہی لغزشِ مستانہ ہے
گردشِ گرداب سی ساقی گردشِ پیمانہ ہے

سرو مینا ہی نوای فاختہ مستانہ ہے
دستِ ساقی سی شاخ ہی ہر ایک گل پیمانہ ہے

دردِ غم اندوہ کس کس کا گذر ہوتا نہیں
یا الٰہی دل ہی میرا یا مسافر خانہ ہے

گل خوشی سی پہولی ہیں نخلِ گلستاں ہیں نہال
مژدہ باد ای دلِ زار آمدِ جانانہ ہے

زلف تہی اک ناگ اوسنی لاکہہ افعی کر دیئے
دشمنِ جانی میرا سو روپ سی تیرا شانہ ہے

لڑکہڑاتی پہرتی ہی مستانہ گلشن میں نسیم
ساغرِ گل ساغرِ مے ہے چمن میخانہ ہے

ہمہ مو کشتہ ہوں تیغِ نرگسِ مخمور کا
ہر دہانِ زخم میں پنہاں خندۂ مستانہ ہے

یاد کر کی سلکِ دنداں کے رولاتی ہی مجہے
جو میرا آنسو ہی وہ رشکِ درِ یکدانہ ہے

ہیں عصا شاخِ گلِ تر بلبلیں مسند امیں
آج کس گل کی چمن میں آمدِ شاہانہ ہے

نام اپنی ماہ کا ایسا کیا ہے میں نی ورد
غیرتِ اختر مری تسبیح کا ہر دانہ ہے

جلتی ہی نالون سی برق اشکون سی بادل کو زار — رعد کی چھاتی پھٹی وہ آہ بیتابانہ ہے

جو حسین ہے اپنی آرایش اوسی منظور ہے — باغ مین کنگھی ہی یہان زلفون مین اوسکی شانہ ہے

جب سے اپنی کو چمن آنی نہین دیتا ہے یار — وادی دوزخ مجھی آبادی ویرانہ ہے

شمع روی یار پر جسطرح میرا دل جلا — اس طرح سی جل سکی کیا طاقت پروانہ ہے

کیا نگاہ مست سے ساقی نی نظارا کیا — محتسب سرشار ہی زاہد جو ہی مستانہ ہے

اعتبارات جہان کثرت ہین تو وحدت کو دیکھ — وہ ہی مہمان وہ ہی خانہ وہ ہی صاحبخانہ ہے

آج افسانی سنا کرتا ہی پھر خواب ناز — دیکھ لینا بیخبر کل تو بھی اک افسانہ ہے

اس چمن مین خار چشم پر گل و نرگس ہو ہین — ہان مگر کچھ آشنا سا سبزہ بیگانہ ہے

بی وضو بہنا لہو کا قتل ہونا ہے نماز — سر جھکانا زیر خنجر سجدہ شکرانہ ہے

اڑ گئی ہی جان سی ہر ایک بت مین الصنم — اندنون نیر تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے

دل پڑا جلتا ہے اب ایجان تو انکھو نمین آ
دیدۂ گریان مزہ سی صورت خسخانہ ہے

رعد ہی نالہ میرا ابر ہے مژگان تر
جسکو بجلی کہتی ہین وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پر موقوف کیا
جو بسیرے کو چمن آیا ہی پر دیوانہ ہے

گم ہوا ہون نظرون سی ایسی ناتوانی ہے
اب ادہر سی ارنی ہی یہانسی لنترانی ہے

آنکھ اوٹھا کی گرد دیکھو عین مہربانی ہے
لو دعا ضعیفون کی ثمرہ جوانی ہے

وہ لگاتی ہین مہندی ہم بہی ہین لہو روتے
وہان بہی مشق خونریزی یہان بہی خون فشانی ہے

حال دل کبہی اوتی گر کہون تو کہتا ہے
اور ہین سنی قصی یہہ بہی اک کہانی ہے

پوچھتا ہی کیا ہمدم حال زندگانی کا
جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہے

اسکو ہی یقین کامل رخ پہ ماہ تابان کا
اوسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہے

کرتی ہوا اشارہ کب ہمکو اپنی ابرو سے — تیغ گر لگا بیٹھو یہہ بھی مہربانی ہے

بند آنکھہ کرتا ہے تو امید رویا پر — جاگ خواب غفلت سی کونسی نیند آنی ہے

اوس نے آئینہ دیکھا برق گر پڑی مجھپر — ہاتھہ سی سکندر کی میرے موت آنی ہے

تیر غیر سنتی ہو سر ملا کی کانون سے — پاون ہے پڑون گر مین تمکو سرگرانی ہے

ماہ نو گریبان ہے اور ستارہ ہی تکمہ — ہی بجا قبا کا گر رنگ آسمانی ہے

کیا عجب جو موسے سی اسطرح جو پیش آئے — جس سی روز ملتا تہا اوس سی لنترانی ہے

کہتی ہین مجہی رضوان جتنی اہل جنت ہین — جیسی یار کی در کی مجکو پاسبانی ہے

مجکو وہ لہو روتے دیکہکر لگا کہنے — کوئی اسکی سینہ مین زخم کیا نہانی ہے

میری بیقراری سے اور میرے رونی سے — برق رشک سے سوزان ابر پانی پانی ہے

سطرین اسکی ہین موجین اور یہہ بحر دریا ہے — غیرت در شہوار گوہر معانی ہے

زخم کہا کی بازو پہ مچھلیاں ہوین زندہ
آب تیغ ای قاتل آب زندگانی ہے

اوسکی دین مین گویا تونی فخر پایا ہے
ذکر کیا ہے یوسف کا کوئی اوسکا ثانی ہے

شکل گردون حباب کیسی ہے
خاک نقش بر آب کیسی ہے

بہن گیا آتش جدا ایے سینے
دل کی حالت کباب کیسی ہے

گیا برابر ہی مصرعہ ابرو
سطر بندی کتاب کیسی ہے

مین وہ ہون مست نقش پا مین میری
شکل جام شراب کیسی ہے

کیونکر اوسکو کہون مہ تابان
صورت اک آفتاب کیسی ہے

واہ اوگل تیرے پسینے مین
ساری خوشبو گلاب کیسی ہے

اوسکی ہو ٹہو نمین صاف کیفیت
لب جام شراب کیسی ہے

کیون لکھا مینے حال رونی کا
خط کی حالت سحاب کیسی ہے

زلف اگر رات ہی تو عارض مین
روشنی ماہتاب کیسی ہے

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہے
صورت ایک انقلاب کیسی ہے

دل پھنسا جیسی زلف و کاکل مین
حالت ایک پیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ ہمتِ حسین کی گویا
سب عطا بو تراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کوئین جھکاتا ہے

کچھ جو سید ہے بھی بات کرتا ہون
ترچھیان وہ مجھی سناتا ہے

شمعِ محفل وہ مجکو سمجھتا ہے
شاید اسو اسطی جلاتا ہے

عقلِ اول کے ہوش اڑتی ہین
جگنو مین وہ جب اڑاتا ہے

زلف کو چھیڑتا ہی جب شانہ
دل میرا پیچ وتاب کہاتا ہے

گرمیان غیر سے نہ کر ظالم
جل رہا ہون عبث جلاتا ہے

برگ گل سی زیادہ لال ہین ہونٹھ
کوئی جانی کہ پان کہاتا ہے

خاک سے بہی میرے غبار رہا
قبر کو ٹہوکرین لگاتا ہے

غنچہ حیرت سے کہل نہین سکتے
جب چمن مین وہ مسکراتا ہے

مثل آئینہ اوس سی صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتا ہے

تجہکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم
کس لئی تو ہمین رولاتا ہے

دیکہی کسکی پیاس بجہتی ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

دید کی آنکہ ہی نہین رکہتے
لن ترانی کسی سناتا ہے

فکر مین اوسکی اچپلاہٹ کے
اور مضمون گل بلاتا ہے

لیکن آگی نہ فکر کر گویا
ریختہ مختصر ہی بہاتا ہے

تکلّم جو کوئی کرتا ہی جانے	ہماری اور تمہاری ہی کہانے
بکر تیمار کی تدبیر جرّاح	یہہ زخم دل ہی الفت کی نشانے
جنون مین یاد ہی ایک بیت ابرو	کہان ہے اب دماغ شعر خوانے
مآل عاشق و معشوق ہی ایک	سُنا ہے شمع سوزان کی زبانے
ہوا بی سایہ ہونی سے یہہ ثابت	نہین مثل خدا احمد کا ثانے
محرّم مین تیری پوشاک آبی	ہوئی مجکو بلائی آسمانے
بچی گر استخوان سوز الم سے	کرینگے تیری سگ کی میہمانے
نشان ہم بی نشانون کا نپایا	صبا نی مدتون تک خاک چہانے

اوٹھین ثابت ہے خندان روز محشر
کفن کو دی ڈوبنہ زعفرانی

تیری ہرنی سی ای مہ سب ہین دشمن
زمین بہی ہی بلاے آسمانی

وہ عاشق ہون نہ آئی نید مجکو
سنون جب تک نہ یوسف کی کہانی

اوٹہا سکتی نہین لب اوسکے لب سے
یہان تک اپنی پہنچی ناتوانی

ہماری بن تمہین عندلیبو
مناسب ہے تمہین دہوم مچانی

غم رسا ہے ہماری خون دلکو
سمجہتا ہے شراب ارغوانی

نہین سمجہتا ہے بیمار محبت
سنا ہی ہمنی گویا کی زبانی

گرا دی یار نی بجلی ڈوبنہ کی کنارے سے
جہری منہ کی دکہا دونمین بہی اپنی اشکبارے سے

تن پروانہ کو کیونکر نہ کہی گلشن جنت
روان ہین سیکڑون نہرین ہماری اشکبارے سے

لب دریا کیا ہی خندۂ دندان نما کسنے
کہ جو گوہر ہی غلطان ہی صدف مین بیقرار ایسے

دم آیا میری آنکھونمین نہ آئی تم نہ ائی تم
اجل بہتر ہی اس ہر روز کے امیدوار ایسے

جسے مین دیکھتا ہون یار کے دانتونکا شیدا ہے
منجم کو بھی ہر دم کام ہی اختر شمار ایسے

خرامان دیکھکر گلشن مین میرے سرو قامت کو
لجا لو بنگئی نخل گلستان شرمسار ایسے

وہین دہو جائیگا دیگی جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمسار ایسے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کے
دل ہین رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کے

پیتے ہی مجہکو داروی بیہوشی ہو گئے
تاثیر ہی یہہ یار کی جہوٹی شراب کے

مسکن کو اپنی جہوڑ کی زلفونمین جا پہنسا
وحشت تو دیکہو دل خانہ خراب کے

کس شہسوار کی ہی قدمبوس کی ہوس
صورت جو نکیا ہی مہ نو رکاب کے

کس کو جیسی نکال کے مارا ہی دشت مین — دیکھو جنون نے کیا میری مٹی خراب کی

سینہ خیال یار سی بتخانہ بن گیا — ناقوس آہ ہی دل پر اضطراب کی

بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک مین — تاثیر ابتلک ہی وہی اضطراب کی

پہنچایا مجھکو کعبۂ کوئی بتان تلک — باری دعا خدا نے میری مستجاب کے

ای شہسوار یہان ہے قدم رنجہ کیجیو — ہی حلقہ ہای چشم مین صورت رکاب کی

دریا رواں ہے فرقت ساقی مین چشم سی — درکار اب مجھے ہوئی کشتی شراب کی

پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا — صورت لگے ستاری مین ملنے حباب کے

دیکھا تجھی جو خواب مین جاگی میری نصیب — بیدار سی فزون ہوئی توقیر خواب کی

گردش ہی تھی غرض تو بنانا تھا جام مے — نبوا کی چاک کیا میری مٹی خراب کے

آیا جواب نامہ پس از مرگ تب کہلا — تھی دیر اس لئے میرے خط کی جواب کی

نقشہ بناکی مانی نی چاہی جو اوسکی داد
تصویر بول اوٹھی میری حاضر جواب کے

کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل
رکھدینگی میری سامنی فردین حساب کے

مثل حباب آنکھ جو کھولی تو یہ کھلا
بنیاد کچھ نہین ہی جہان خراب کے

گویا اسی سبب سے ہی امید مغفرت
الفت جو ہی جناب رسالتمآب کے

دہن ہرگز نہین ہی تیسہ بھی معجز بیانی ہے
ہزارون منھ سی بہتر ایک تیری بیزبانی ہے

تڑپتا ہون مثال برق یا دیار جانی ہے
مجھی اثر شب ہجران بلائے آسمانی ہے

بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی ناتوانی ہے

میری گھر سی چلا وقت سحر جب وہ بت کافر
خدا کو بھی نہ سونپا مینی یہان تک بدگمانی ہے

محبت اسکو کہتی ہین اسی کہتی ہین یکرنگی
ہری ہین زخم یہان پوشاک وہان قاتل کی دھانی ہے

بنا اُوس ناوک افگن کی مکانکا کیوں چلا — نشانی سیکڑوں دل ہو تی ہیں بس یہہ نشانی ہے

اوٹھیگا میرا سر روز محشر آگی خالق کے — یہی گربار عصیان کے میرے سرپر گرانی ہے

سفید اپنی ہوئی ہیں بال کا کل ہے سیہ سیر سے — یہہ میرے صبح پیری وہ تیرے شام جوانی ہے

سیاہی ہو گئے ہی یکقلم صرف اپنے انکہونسے — یہہ ای قاصد کمال مشق گریہ کی نشانی ہے

سراسر ہیں تیغ ابروی قاتل کے مضموں ہیں — میرا دیوان یہہ کاہی کو ہی شمشیر خانی ہے

تیری دیوانگی گردن سے اوترا طوق منت پر — تجھے یہہ پڑے زنجیر منت کی بڑہانی ہے

تہا یا یار جو دیکھو اثر گندنسی رنگت کا — کہ پانی جسقدر دریا میں ہی سونی کا پانی ہے

اگر تلوار کہینچو گی تو ہم گردن جھکادینگے — تمہارے تیغ ہی کے کہاٹ یہہ کتنے لگانی ہے

پڑی یہہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جائے — سمندر میرے سوز دل کے آگی پانی پانی ہے

ہمارا نامہ دیگر آہ ہی ایک کیجیو قاصد — جو پوچھی یار کہدینا یہہ پیغام زبانی ہے

بچھا ہی وحشت مین ہر ایک جا فرش کانٹونکا
جنون مجھہ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے

ہماری خاکپر آتی ہوئی جو تم مکدر ہو
عوض پہولونکی تربت پر مگر تیوری چڑہانی ہے

لکھا القاب نامے مین مجھی نامہربان اوسنے
کیا بہولی ہو دنکو یاد یہہ بھی مہربانی ہے

لگایا ہی جو اپنی دانت پر مسّی شکرلب نے
تو ہی میٹھی چھری تلوار شیرین اوسکا پانی ہے

ہوا ہی تب کہین غربال سینہ اوسکی تیرونسے
اسی امید پر جب ہمنی برسون خاک چہانی ہے

میرا لیجا کی نامہ تو جواب غیر لاتا ہے
یہہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے

عوض نامہ کی بہیجینگے اوسے لوٹن کبوتر ہم
اسی پردہ مین قاصد دل کی بیتابی دکہانی ہے

ہم ایسا روئے تہے اک روز اوسکی منہہ پہ منہہ رکہکر
ہوئی ہین مدتین چاہ ذقن مین ابہی پانی ہے

تیری تصویر اگر کہینچی دہن کے جا لکہے مانی
خدا ہے عالم الغیب اور یہہ سرّ نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتی ہین نہین کہتے
ازل سے یہان تو گویا مثل ماہی بی زبانی ہے

ہمین اِس قید الم سی تو رہائی ہوتی
شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی

آئینہ دیکھتی تم تو نہ صفائی ہوتی
اوس سی بہی آنکھہ لڑاتی تو لڑائی ہوتی

خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی
ان تہونکی تو خریدار خدائی ہوتی

وعدہ دیدار کا ہی شکل دکہائی ہوتی
کل جو آنی تہی قیامت ابہی آئی ہوتی

وصل کی رات ہے یون جلد نہ آئی ہوتی
ای سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

آ غنچہ اسی قاتل جو دکہائی ہوتی
مچہلی بازو سی تڑپ کر نکل آئی ہوتی

شب فرقت کی جو تکلیف سنائی ہوتی
روح قالب مین کسیطرح نہ آئی ہوتی

بکی پروانہ تجہی دیکہنی آئی ہوتی
شمع کی آنکہونمین چربی جو نہ چہائی ہوتی

دشت غربت مین جو وحشت مجہی لائی ہوتی
بیکسی سات میری دور تک آئی ہوتی

گر میری ہاتہہ مین اوسکی نہ کلائی ہوتی
بیکلی سی مجہی یکدم نہ کل آئی ہوتی

محفل دوست مین گرانی رسائی ہوتی | لب دشمن پہ کبھی بات نہ آئی ہوتی

اس غزل مین تو سراپا کہی گویا مطلع
عاشقانہ غزل اک اور سنائی ہوتی

اے جنون ہاتھ جو وہ زلف نہ آئی ہوتی | آہ نے عرش کی زنجیر ہلائی ہوتی
اوسنے گر زلف کے زنجیر پنہائی ہوتی | صدقے اس میرے اسیری کی رہائی ہوتی
پھر وہی ہم تہے وہی تم تہے وہی الفت تہے | صلح ہو جاتی اگر آنکہ لڑائی ہوتی
شکل آئینہ مکدر نہ کبھی ہوتا مین | دل مین آتا جو غبار اور صفائی ہوتی
میری تربت پہ نہ روئی تو ذرا ہنستے تم | منہہ نہ رہا پاتو بجلی ہی گرائی ہوتی
طوق اوترا تیری وحشی کی گلے سے پس مرگ | اب تو منت کے یہہ زنجیر بڑہائی ہوتی
مرگئی دیکہہ کی اوس بتکو جو ہم کہنے لگا | ایسے صورت تو نہ اللہ بنائی ہوتی

آنکلتے میری تربت پہ جو تم کیا ہوتا

سینے ہوتی شب فرقت کے جو ایذا میرے

گر سیہ بخت کیا تو فلک اتنا کرتا

سایہ افگن میرے تربت پہ وہ مہرو ہوتا

کیا گرفتار نگہبانی مین ہے زندان بان

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجکو

گل نہ ہنستے تیری فریاد پہ یون اے بلبل

آتش شمشیر سی طوفان بپا ہوجاتا

دہن یوسف مصری مین بہر آتا پانی

مہرو نہ ہوئے میری طرح تیرے دیوانے

عوض گل کبھی تیوری ہی چڑہائی ہوتے

پھاڑ کر اپنا گریبان صحرائی ہوتے

مثل سایہ نہ کبھی اس سے جدا ہوتے

اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوتے

ہم جو چھٹتے تو پھر اونکی بھی رہائی ہوتے

کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتے

میری نالون کے اگر طرز اڑائی ہوتے

میری اشکونمین جو قاتل نے بجھائی ہوتے

اوس شکرلب نے جو تقریر سنائی ہوتے

چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتے

ہی یہہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی میرا آنکہہ
شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدا ہوتے

ہجر یار مین جو ہم انکھون سے دریا روتے
خود بخود کشتی می لینکو آئی ہوتے

مین وہ مجنون ہون دکہاتا جو کہین جذب دل
محمل یار سے لیلی نکل آئی ہوتے

بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا بہی تو گدائی ہوتے

عمر بہر مین وہ ہن زخم سی خندان رہتا
تو نی ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتے

ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنو کی شبیہہ
لیکی مٹی میرے لیلا جو بنائی ہوتے

تہی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنیکی میری خاک اوڑائی ہوتے

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید
لاش پہ سمجھون نی انکہونسی اوٹھایا ہوتے

درد ہوتا میری زخمونمین تو میٹھا میٹھا
اوس شکر لب نی جو شمشیر لگائی ہوتے

ہاتہہ سی اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا
شمع فانوس مین پہولی نسمائی ہوتے

مر گئین تہین و دچمنمین تجھی لازم تہا صبا
سرو قد قمری کی خاک اوڑاے ہوتے

سگ دلبر کبھی آتا تو لے استقبال
ہڈی ہر ایک بدن سی نکل آئی ہوتے

خاکساری کے اگر رتبہ سی آگہ ہوتا
الفلک تونی زمین سر پہ اوٹہا ہوتے

وہ پرے آیا تہا تعظیم صبا کرنی تہے
خاک میری قد آدم تو اوڑائی ہوتے

اوٹھتی اوٹھتی اثر ضعف سے وہ گر پرتی
میری مٹی کی جو دیوار اوٹہائے ہوتے

بخدا آتی اگر بندہ نوازی تم کو
ای بتو گہر مین تمہارے ہی خدا ہوتے

کر تیری اوٹہنی دینی سی مگر بہا دہ
تو تو گویا تہا کوئی بات سنائے ہوتے

نظارہ رخ سیاقی سے مجکو مستی ہے
یہہ آفتاب پرستی بہی ہی پرستی ہے

خدا کو بہول گیا محو خود پرستی ہے
تو اور کام مین ہی موت تجہہ پہ ہنستی ہے

نہ گل ہین اب نہ وہ ساقي نہ مي پرستي هے
چمن مین منہہ کی عوض بیکسي برستي هے

یہہ ملک حسن ہے جانان عجیب بستي هے
کہ دل سے چیز یہان کوڑیونسي سستي هے

مہ صیام مین گو منع مي پرستي هے
مگر ہون مست کہ ہر روز فاقہ مستي هے

یہہ بي ثبات بہار ریاض ہستي هے
کلي جو چٹکي تو بیتي پر اپني ہنستي هے

پس اک رات کا مہمان چراغ ہستي هے
سرہانے روئيگي اب شمع گو ہنستي هے

دلا یہہ گور غریبان ہي دور بستي هے
بجاي ابر یہان بیکسي برستي هے

گیا جو یہان سي تہ خاک وہ کبھي نہ پھرا
زمین کي نیچي بھي ولایت کوئي بستي هے

نہا کي بال نچوڑي تو یار کہنے لگا
گھٹا سیاہ اسطرح سے برستي هے

بس ایک ہاتھ مین ٹکڑي کردیا ہمکو
ہمارے یار کي اک یہہ بھي تیز دستي هے

کیا ہي چاک گریبان صبح محشر تک
یہہ اپنے جوش جنون کي دراز دستي هے

ہمین تو قتل کیا بس اداے نزاکت نے
کہ وہ اوٹہاتے ہین تیغ اور نہین اوکستی ہے

دکہا کی پہول سی چہرہ کو دل لیا خوشبو نے
جو بدلی گل کی ملی عندلیب سستے ہے

اب ایک توبہ آتی ہی مغفرت تیرے ہاتہہ
خرید کر کہ نہایت یہہ جنس سستی ہے

دکہائی جیسی تصورت ہمین دم آخر
اوسی کی دیکہنی کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹی شیشۂ می میری سنگ مرقد سے
پس از فنا بہی مجہی پاس مے پرستی ہے

اسیر کر کی ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بہی یہان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسی سے بہی جو گل ہوجاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی میر جان رونمائی مین
یہی جو مول ہی تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہی اس نے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نپوچہو عشق کی جو کچہہ دراز دستی ہے

کہون مین ہی دیے ساقی نے وہی سبو وہی جام
مدام بادہ وحدت کے مجہکو مستی ہے

علم ہی تیغ دودم تیری سر جھکائے ہوئین | تیری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا | روان اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئی موئے سیاہ غفلت چھوڑ | ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر ایک جو انکا قد خم ہوا ہے پیری سے | مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کی کہتا ہے | یہہ وہ ہے تیغ اشارون سے جو کہ کستی ہے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار | صنم لعل مین ہی دل محو حق پرستی ہے

ہی خوب پہلے سی گویا کرو نمین ترک سخن
کہ ایکدم مین یہہ خاموش شمع ہستی ہے

ہون وہ بلبل رو دیکو دی حق نی چشم تر مجھے | نالونکو منقار دے بند ہنسی کے خار در مجھے

ہجر ساقی مین خوش آتی کیا مئی احمر مجھے | باعث دوران سر ہی گردش ساغر مجھے

ڈھونڈھتا ہون اور نہین ملتا ہی اپنا گھر مجھے
ایکدر کی یادنی گویا کیا ششدر مجھے

یہان تلک فرط محبت نے کیا لاغر مجھے
حیا ہئی رہنی کی خاطر نقش جبکا گھر مجھے

رشتۂ آسا یاد دندان نے کیا لاغر مجھے
اندنون رہتی ہی سیر کوچۂ گوہر مجھے

پوست سے باہر نکل آئین رگین مسطر کیطرح
کسقدر رہی حسرت نظارۂ نشتر مجھے

نامہ لکھکر دست رنگین مین جو لی وہ جانجان
طائر رنگ حنا پہنچائی خط اوڑکر مجھے

راہ دکھلائی قیامت وعدۂ دیدار نے
رات دن ہی انتظار آمد محشر مجھے

مین جو دل سے ہون فلک شیدائی خال جبین
کیا سیہ بختی سی میرے یہہ ملا اختر مجھے

ہون فنا اپنی داغونسی چمن رکھتا ہون ساتھہ
صورت طاؤس بخشی ہین خدا نی پر مجھے

ہین کیا اسیر از طوق و زنجیر الجنون پہنا نہ کچھہ
بس لڑکپن مین ہی خوش آیا تو یہہ زیور مجھے

حال میرے کچھہ سیہ بختیکا ان روزون پوچھہ
مثل داغ مہ سیہ ہو دیکھی گرا اختر مجھے

کیون نہ پائے مہ جبینان پر جبین سائے گردون
نقش زرین کی ستارے کا ملا اختر مجھے

کام آیا یہہ میرے زار تو انکا رونا عندلیب
مثل شبنم دامن گل کا ملا بستر مجھے

جسم مین اوسکی نہین ہی بال جز موی کمر
ایک اس آئینہ مین آیا نظر جوہر مجھے

اس لئی مرتا ہون تیغ ابروِ صیاد پر
باڑہ کی ڈور لیسی بند ہوانی ہین اپنی پر مجھے

مثل اخگر جل رہی ہین انکہہ مین لخت جگر
الحذر کیا دی ہی چشم روزنِ مجمر مجھے

دیکھ بینائی خدائی گوہر غلطان کیا
پانو کی بدلی پی رفتار بخشا سر مجھے

سر پہرایا واعظون نی کری ہر دم ذکر موت
کب مین کہتا تہا الٰہی تجھسی پیدا کر مجھے

کیا کرون نظارۂ رخ درمیان حائل ہے
بنگیا ہی آئینہ اب سد اسکندر مجھے

جاؤن مین جسوقت چاہون سوئے در یارکو خبر
ضعف سے ہے روزن دیوار جانان در مجھے

حسرت پرواز نکلی ناتوانی کے سبب
لی اڑا ساتہہ اپنی رنگ رخ میرا اکثر مجھے

پوچھون اشک گرم تو جلنی لگی بجلی کیطرح
دی فلک بالفرض اگر دامان ابر تر مجھے

مین نہ عریانی مین ممنون ہون کسی ہمچشم کا
جامۂ آب روان دے اشک چشم تر مجھے

کب ہوے فرصت گریبان سحر کو چیر کر
چاک کرنا ہی ابہی تو دامن محشر مجھے

نوچ کر کیون میرے پر لڑکی اوڑایا کری ہین
کیا ملی ہین اسطرح اوڑنیکی خاطر پر مجھے

حسرت دیدار کہہ لکہنی ہی اپنی یار کو
آنکہہ کی ڈوریسی بنوانا ہی اب مسطر مجھے

آگیا جب دم عرق اوسکی رخ پرنور پر
ماہ تابان پر نظر آنی لگی اختر مجھے

جامۂ عریانی تن چاک ہو مثل کتان
گر ہلالی تیغ دکہلائی میرا دلبر مجھے

ناتوانی سی پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
لی اوڑی ہین ہوش میری آ فلک اکثر مجھے

وصف تیرے بید ہانیکی جو ہی ورد زبان
اسلئے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے

انتظار نامۂ جانان نی زار ایسا کیا
لائے خط جبتک صبا لب لے اوڑی صرصر مجھے

وہان قبا تونی اوتاری یار بہر خواب ناز
یہان جنون نی اپنی جامی سی کیا باہر مجھے

خانہ بر دوش اس گلستان مین رہا مین عمر بہر
ہون وہ بلبل آشیان ہین میرے بال و پر مجھے

وہ نشانہ ہون جہان تو ہوگا اوڑکر جاونگا
اتہو ایظالم تیری تیرون نے بخشے پر مجھے

وصف چشم مست کچہہ کہکر اگر مین چپ رہون
صورت مینا کہی قلقل لب ساغر مجھے

کعبے اور بتخانے جانے سی بہلا کیا کام تہا
تیری گہر کی جستجو پہرواتی ہے در بدر مجھے

شکر اللہ گر کبہی ہوتا ہی درد استخوان
دیکہہ جاتے ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے

اس زبان سی کیا کرون مین ساقئ کوثر کی مدح
یا الٰہی دی زبان موجۂ کوثر مجھے

یا محمد مجکو دیدار خدا ہوئی نصیب
یا الٰہی تو دکہا دی روی پیغمبر مجھے

اپنی گویا کو کبہی بوسہ لب شیرین کا دی
طوطئ شیرین بیان ہون چاہی شکر مجھے

اپنا ہر عضو چشم بینا ہے
اسقدر انتظار تیرا ہے

جو ہی محبوب تیرا شیدا ہے
یوسف آگی تیری زلیخا ہے

ایک مہرو بغل مین سوتا ہے
آسمان پر دماغ اپنا ہے

خاک مین جو ملا دیا مجھہ کو
آسمان نے زمین کو سونپا ہے

کسنے چہرہ سے بال سرکائے
شام کو صبح آشکارا ہے

استخوان تک کبھی گذر نہ کیا
میری حق مین ہما ہی عنقا ہے

تیری قدمون پہ کیون نہ قیس گرے
نقش پا رشک روے لیلے ہے

اندنون اے مسیح دم تجھہ پر
دم نکلتا ہی دم نکلتا ہے

تو تون اوس سیم تنکو نظر دمین
یہہ میرا جسم زار کانٹا ہے

حسن خوبان بلال و بدر کیطرح
کبھی کم ہے کبھی زیادہ ہے

اوس بیابان مین لیگئی وحشت — ماہ نو جس کا ایک کانٹا ہے

دلمین رہتا ہے اوس کمر کا خیال — کیا یہہ عنقا کا آشیانا ہے

آؤ آنکہو مین ایکدم ٹھہرو — پتلیونکا یہان تماشا ہے

کف پا ہی نہمکو دکہلائیے — برہمن ہاتہہ دیکہہ جاتا ہے

یار نام خدا ہے کشتے مین — ناخدا آج پار بیڑا ہے

تیرا نقش قدم زمین پہ نہین — آسمان پر کوئی ستارا ہے

ہمسے تم دشمنی لگے کرنے — دوستی اب نصیب اعدا ہے

کہہ رہی ہین شب فراق مین ہم — آج کسکو امید فردا ہے

خار چبہکر جو ٹوٹ تلمے کبہی — آبلہ پہوٹ پہوٹ روتا ہے

آنکہین نرگس ہین رخ ہے گل قد سرو — تو تو اے گل چمن سراپا ہے

کام پوشاک سے نہین ہم کو
عیب پوشی ہمارا شیوا ہے

دی سلیمان کی اوس پریکو قسم
اسطرح شیشی مین اوتارا ہے

زلف نے نقدِ دل کئی ہین جمع
ابتو یہہ سانپ کوڑیالا ہے

پہونچی ہین گور کی کنارے ہم
ہم سے ابتک تمہین کنارا ہے

جرم گویا کی بخشوا دینا
یا محمد فقیر تیرا ہے

سائل ہون ابرو تیر کا اوس خانہ جنگ سے
گویا زبان ہے زخم کی منہہ مین خدنگ سے

مستی مین توڑ ڈالی ہی شیشونکو سنگ سے
خود محتسب ہوا ہے نشہ میکی ترنگ سے

ابرو نی تیغِ تیز سی مجکو کیا شہید
مژگان نے بر چھیوں سی نگہ نی خدنگ سے

اوگ نکلے نخلِ طور تیرا سایہ گر پڑی
مثلِ عقیق نکلی شجر دم مین سنگ سے

پہلی ہی محتسب کے نہین سرسی توڑ دے — آخر وہ شیشے توڑیگا اک روز سنگ سے

ہر دم نہ مونہہ کو دیکھہ میری سر پہ توڑ ڈال — آخر بنا ہی آئینہ الطفل سنگ سے

ای محتسب تو انکو میری سر پہ توڑ ڈال — بنوائی شیشے ساقی نی لڑکونکی سنگ سے

مطرب ہے رونین سنکی میرے نالونکی صدا — افزون ہے جام چشم کہین جلترنگ سے

مطرب نے بیچ بار مین چھیڑا اوسی اگر — آواز گریہ آئیگی پہر تار چنگ سے

سرگشتہ وہ ہون گر کبھی روشن کرون میں شمع — مانند گردباد پہری پائے لنگ سے

ای جان جا بجا ہر اک کا پہر اوس پہ دل ہے — گر آسیا بنی سر تیرے جو کہٹکے سنگ سے

پتہرائین آنکہین میرے جنون مین جو نکلین اشک — ہر دین یہہ طفل دامن مژگان کو سنگ سے

سرگشتگی کا بعد فنا بہی اثر رہا — جنتی ہی آسیا میری تربت کے سنگ سے

گویا کمان ابروی جانانکی وصف پوچہہ — زخمونکی منہہ سے اور زبان خدنگ سے

لب جانبخش پہ دم اپنا فنا ہوتا ہے
آج عیسے اسی یہہ بیمار جدا ہوتا ہے

چھیڑ ناز لف کا مشاطہ برا ہوتا ہے
ہاتہہ اس جرم پہ حنائی سے جدا ہوتا ہے

صندلی رنگ کسیکا ہے جو یاد آجاتا
درد سر اور بہی صندلسی سوا ہوتا ہے

جب میرے قتل کے مضمونکا وہ خط لکہتا ہے
مستعد آنی پہ کیا پیک قضا ہوتا ہے

دل دھڑکتا ہے کہین یار نہو مجہہ سی خفا
خود بخود آج میرا دم جو خفا ہوتا ہے

توجمنین نہین جاتا ہے تو بار غم سے
ایک ہے دن مین قد سرو دوتا ہوتا ہے

ہمسری کی تہی کہین ناخن پاسی اوسکی
ماہ نو اس لئی انگشت نما ہوتا ہے

کہینچ لیتا ہے وہ جسوقت ادا سے شمشیر
کام اتنی ہے مین عاشق کا ادا ہوتا ہے

یہہ گہلا ہون شب فرقت مین اجل مجکو نیا ہے
ڈہونڈہی گر لیکی شمع تو کیا ہوتا ہے

صاف ہوجاتی ہین یہہ ماہ جبین تیری طرح
الفلک تو جو کہے ہمسے ہوا ہوتا ہے

انگلیون کا نہین مہ کور گلی کٹتی ہین / تو وہ یوسف ہے جہان ذکر تیرا ہوتا ہے

میری تربت پہ سدا رہتی ہی قرآن خوانی / ذکر ای مصحف رخسار تیرا ہوتا ہے

زلف کو دست حنائی سے جو چہوتا ہی وہ شوخ / تو گرفتار وہین دزد حنا ہوتا ہے

دست و پا کاٹ کے زندان سے نکالا مجکو / اسطرح کوئی گرفتار رہا ہوتا ہے

چمن جوہر شمشیر مین گلگشت کرون / فصل گل مین تو یہی قصد میرا ہوتا ہے

دیکھ کے دیتی ہین مست ہاتھ سے کہو دولت فقر / شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے

عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی وہ شوخ / آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے

غم مین اوس ماہ کی بن جائیگا شکل مہ نو / چرخ ہی آج کل انگشت نما ہوتا ہے

غل مچایا ہی جو زنجیرون نے ای زندانیان / قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

ہاتھ رکہتا ہی وہ بت اپنی بہون پر اسطرح / جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

تنہا گرفتار شب و روز نگہبانی مین
ہم جواب چھٹتی ہین صیاد رہا ہوتا ہے

پھر بہار آئی ہی ای خار بیابان خوش ہو
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے

ہی رخ پنجہ مژگان سی ترے ابرو کیطرف
ماہ نو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نفرت ہے کبھی تیر لگاتا نہین یار
میری مٹی سی جو تودہ بھی بنا ہوتا ہے

ہی مرے طالع خفتہ کا جگانا مشکل
شور محشر بھی اگر آئی تو کیا ہوتا ہے

مر گئی ہم تو صبا لائی جواب نامہ
وہی ہوتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہہ سی نکلتی نہین اوسکی آگے
مجھی حیرت ہے کہ گویا تجھی کیا ہوتا ہے

نہ آسمان کے ہوئی اور نہ ہم زمین کے ہوئے
جو تیری دل سے گری ہم نہ پھر کہین کے ہوئے

گدا جو کوچۂ گیسوی عنبرین کی ہوئے
تو بادشاہ خطا کی ختن کے چین کی ہوئے

ذا اپنی گہر کی نہ ہم کو سی نازنین کے ہوئے
ہوی جو آپ سے باہر نہ پہر کہین کے ہوئے

نہین کی عشق نے یارب مجہے کیا گمراہ
مین کیا کرون کہ صنم سنگ راہ دین کے ہوئے

ہماری خاک سے کیونکر نہ بوی مشک آئے
غبار کوچہ گیسوی عنبرین کی ہوئے

سوای نام خدا کیا ہی ہم فقیرون پاس
کہ سرنوشت مین ہم سنگ ہم نگین کے ہوئے

بیان کیوسطی ای مہ بنا ہلال زبان
فلک پہ وصف تیرے ہی چاندسی جبین کے ہوئے

برنگ طایر رنگ حنا ہون الصیاد
جو سیر تے ہاتہہ لگی ہم تو بس ہہین کی ہوئے

ترا ہو زلیست کا کیا کیا الم دکہاتی ہے
چہٹے دو ورنج سی پیوند جو زمین کے ہوئے

مسیے لگائیکی تکلیف کچہہ اودسی ہوئے
کبہو دو تو مجہے سے لعب میری نازنین کے ہوئے

فراق یار مین اعضا ہین اپنے دشمن جان
یہہ دونو ہاتہہ بہی دو سانپ آستین کے ہوئے

جو گیسو کہول دئے گوری گوری کانون پر
میری نگاہ مین وہ سانپ باہمنکی ہوئے

برا ہو نکو میری انتخاب کرتا ہے — پسند طبع مری عیب نکتہ چین کے ہوئے

کریگا مہر درخشان یہہ حسن روز افزون — کہ ڈوبی ہفتونمین تم چاند جو دوجی کے ہوئے

تیرا مکان ہی جنت نکالی جائینگی ہم — کہ مبتلا تیری اس رنگ گندمین کے ہوئے

کہین ملک وقنا ربنا عذاب النار — بلند شعلی میری آہ آتشین کے ہوئے

وہ اب بلائیے بہی ہمکو تو کون جاتا ہے — یہہ ضعف ہے کہ جہان بیٹہی بس وہیکی ہوئے

بہلا مین یار کا ای ضعف کیا ہون امیگر — گئی جو ہاتہہ گریبان تلک ذہن کی ہوئے

گرائی انپہ بہی بجلی فلک نہ دیکہہ سکا — نصیب دوانی جو زنجیر آہنین کے ہوئے

جو حال لکہہ کی جدائی کا مہر کی مینے — تو حرف حرف جدا خود بخود نگین کے ہوئے

جو آیا رونی مین یاد اوس کا رنگ سرخ و سفید — کچہہ اشک گل ہوئے کچہہ پہول یاسمن کے ہوئے

کبہی نہ ہم پہ ہوا ای فلک تیرا احسان — بنی بہی خاک سے پیوند بہی زمین کے ہوئے

نہ ہم سے شاد ہیں بت اور نہ ہے خدا راضی
نہ کفر کے ہوئے گویا نہ ہم تو دین کے ہوئے

کہی ہے بس شب فرقت میں اپنا مدعا تجھسے — گریبان سحر ہو چاک اے دست دعا تجھسے

مژہ اوسکی جو برگشتہ ہیں اے دل کیا ہوا تجھسے — کمان کیطرح ان تیروں کا رخ کیوں پھر گیا تجھسے

نہ کیونکر اولجھے گویا یار کے زلف دوتا تجھسے — کہا مشک ختن اوس کو ہوئی کیسی خطا تجھسے

گنہ کرتا ہوں پر امید بخشش ہے خدا تجھسے — ستم مجھہ سے کرم تجھہ سے خطا مجھہ سے عطا تجھسے

نہ رکھہ محروم میرے سر کو تو خشت سر خم سے — تمنا عالم وحشت میں ہے یہہ ساقیا تجھسے

لگی میں پیچ کیا کیا سر چڑہی ہے آخر اوس بنکے — رسائی سیکھئے واللہ اے زلف رسا تجھسے

بنایا ہے پریشان تو نے مجکو اے سیہ بختی — کہیچا ہے خوب نقشہ گیسوئے دلدار کا تجھسے

خبر کیونکر ہوئے تجھکو ہماری بیقراری کے — تیری اس کان کی مچھلی نے شاید کہدیا تجھسے

لیا ہی دل جو میرا تونی چشم مست دکہلاکی — عوض شیشیکی ساغر مانگتا ہون ساقیا تجہسی

جو تیرا نام لون زخمونکی منہہ مین پانی بہر آئی — ملا ہی ای زبان تیغ قاتل کیا مزا تجہسی

ہر اک روزن ہی اختر ماہ نو ہر حلقہ در ہی — مکان یار کا کہتا ہون ای قاصد پتا تجہسی

گریبان پہٹ کی از خود بہر استقبال آئیگا — اگر ای آستین دست جنون باہر ہوا تجہسی

چلی خط لیکی سوی یار کشتی جو قلم دائی — دم تحریر کیا ای چشم تر دریا بہا تجہسی

کسی بیجرم کی گردن پہ یہہ اگر ٹہرتی ہی — اگر ای دوش قاتل تیغ ہوتی ہی جدا تجہسی

گری ہین یار کی نظرون سی ہم بہی اشک کی صورت — عجب کیا ہی جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجہسی

کیا غم تونی شاید ہم سیہ بختونکی مرنی کا — جو مدت سی صنم سرمہ لگانا چہٹ گیا تجہسی

اگر خط غیر کا لی ہاتہہ مین جانان جلا دینا — تمنا ہی یہی ای آتش رنگ حنا تجہسی

جو اوس کوچیکا پہرنا یاد آئی میرزا پانوکو — نکل جائین صد اکطرح ای زنجیر پا تجہسی

دم رفتار تیرے نقش پا تسخیر کرتی ہین — لگا ہی سیکھین عامل نقش اگر اِس چال کا تجھسے

مگر مجھہ ناتوان و زار کا سایہ پڑا تجھہ پر — کہ اب تنکا ہی اوٹھہ سکتا نہین اے کہربا تجھسے

نظر آیا جو مین وحشی گرین پاؤن پہ زنجیرین — میرا اے جذب افزون دیکھہ اے آہن ربا تجھسے

جنون نی دو دہیا پتہر سے مجھکو شیر پلوایا — لڑکپن مین ہے اے گردون نہ کی کچھہ التجا تجھسے

پڑون مین جسکی قدمون پر سر اپنا کرون اوسکو — بنا ہون حلقہ زنجیر اے قد دوتا تجھسے

بہلا بت خانہ سی مین اوٹھہ کے کعبے کسلیے جاؤن — جو ہیچ ہی نہین جاہیے یارب کوئی جا تجھسے

نکرتی ہم جو عصیان رہتی پہر محروم بخشش سے — یہہ اے تر دامنی حاصل ہوا آب بقا تجھسے

دیار مصطفے دکہلا مزار مصطفے دکہلا — یہہ مطلب ہے خدا تجھسے یہہ چاہت ہے محمد اے تجھسے

غرض ہی تو تمنا تو ہی حاجت تو ہی مطلب تو — نہین کچھہ مانگتا ہون اے خدا تیرے سوا تجھسے

دل جو چاہتا ہے تو گرین سلطان بہی قدمون پر — فقیری کر فقیری کر کہا تجھسے کہا تجھسے

زمین شعر تک لایا مضامین آسمانوں کی
نہیں بچتا ہے گویا کوئی مضمون دور کا تجھسے

پھر کہیں چھپ چھپ کے ہم جانے لگے
لوگ پھر آ آ کے سمجھانے لگے

دیکھنا پھر گل کوئی ہے پھولتا
پھر ہم اوس گلرو پہ گل کھانے لگے

پھر میرے آہوں سے کانپ اوٹھی زمین
پھر فلک نالوں سے تھرانے لگے

ساتھہ سونا اوسکی پھر یاد آگیا
پھر ہمیں اب غش پہ غش آنے لگے

پھر کسی گل پر طبیعت آگئی
نالے پھر بلبل کے خوش آنے لگے

پھر ہوا طوفان کا ڈر خلق کو
اشک پھر آنکھوں میں پھر آنے لگے

یاد آیا پھر کوئی ابرو کمان
پھر کمان کی طرح چلانے لگے

پھر ہمیں اک برق وش یاد آگیا
ابر ساں پھر اشک برسانے لگے

پہر وہ مجہسی بی سبب رکنی لگا | لوگ پہر سمجہا کی بی آنی لگے
پہر مہ نو کا ہوا اون پر گمان | پہر مہینی بعد دو آنی لگے
پہر مجہی اللہ دی صبر و قرار | پہر بت ترسا مین ترسانی لگے
رہتی ہی پہر سینہ پر تصویر یار | دل کو پہر اسطرح بہلانی لگے

پہر خیال زلف سے گویا مین
پہر ہم اوسکی پیچ مین آنی لگے

کیون بہنی لگی اٹہہ پہر چشم تر ایسے | کیون رہنی لگی شدت درد جگر ایسے
کیا وصف لکہون کاکل و رخسار صنم کا | دیکہی نہین ہمنی کبہی شام و سحر ایسے
کسنی یہہ گلال اوس رخ روشن پہ ملا ہی | چہائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسے
اسواسطے ہی ضبط کہ تا عرش نہ جلجای | آجای کہین لب پہ نہ آہ جگر ایسے

نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے — لیکن نہ بنا ہے دہن ایسا کمر ایسے

کیا ڈھونڈھئے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا — ہمنے کبھے دیکھے نہین نازک کمر ایسے

دیکھون جو رخ یار مین آئینہ کے بدلے — کب ہوگی میسر مجھے یارب سحر ایسے

مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا — ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسے

جسطرح کہ ہو بیش گہر دانت کی دانے — آگے در دندانکی ہی قدر گہر ایسے

کہتا ہون بکھ اپنی نہ سنتا ہون کسیکے — ان روزون غشی رہتی ہی دو دو پہر ایسے

تیغ نگہ و تیر مژہ رو کی جو مردم — جز داغ جگر لاون کہان سے سپر ایسے

ای حور لقا کس سی تجھے دیجئے نسبت — صورت نہ پری کے ہے نہ شکل بشر ایسے

افسردہ ہوا میری دم سرد سے عالم — ٹھنڈی نہین ہوتی ہی نسیم سحر ایسے

سوتھون تلک آئی تو ابھی آئی وہ در تک — البتہ میری آہ نہین لی اثر ایسے

اشکوں کے سبب پلکیں میری کیا ہے جھکی ہیں
شبنم سے خمیدہ نہو شاخ شجر ایسے

سن سن کی مرا حال وہ کہنے لگا گویا
دل نرم ہوا جاتا ہے باتیں نہ کرے ایسے

حال اپنا قیس کو چل کر سنایا چاہیے
روئی کچھ آپ کچھ اوسکو رولایا چاہیے

دل سے داغ عشق سری میں مٹایا چاہیے
صبح ہو تو شمع رو شنکو بجھایا چاہیے

گو تہری جانب سے آئی لن ترانی کی صدا
مثل موسی ہم کہیں گے مونہہ دکہایا چاہیے

مرگیے پر بھی ہے باقی حسرت دیدار یار
قبر میں یار دکوئی روزن بنایا چاہیے

مار ڈالا مجھکو تیرے جنبش مژگان نے یار
غسل میت آب خنجر سی دلایا چاہیے

زاہد و بت تاڑ ہیں باہم نماز صبح و شام
چین گیسو سی ذرا مکھڑا دکہایا چاہیے

ماہ تاباں عکس روے یار کو کہیے اگر
آئینہ کو چاندنی ای دل بنایا چاہیے

لخت دل سی آئینہ خانہ بنی ہی چشم تر
ای خیال یار پھر سینی مین آیا چاہیئے

روئی اب اوس پریرو کی خیال سرمہ مین
اشک کا دانہ سلیمانی بنایا چاہیئے

باندہسئی ہر بیت مین احوال دل سے بہہ خیال
ڈہونڈہ کر اب عرش سیے مضمون لایا چاہیئے

شوق پابوسی مین ٹکراتا ہی فرہاد اپنا سر
قبر کو شیرین کو لی ٹہوکر لگایا چاہیئے

لطف دکھلایا کرو باہم شفق او شام کا
پان اگر کہاتی ہو مسی بہی لگایا چاہیئے

کہیئے گویا قصۂ فرہاد کی دہو مین چال
سرگذشت اپنی اوسے اب یون سنایا چاہیئے

بہر گلگشت جب اوس گل کا گذر ہوتا ہے
سرو گلزار کی اک دہ جگر ہوتا ہے

دم گریہ جو وہ مہ پیش نظر ہوتا ہے
اشک کے روشنی سی وقت سحر ہوتا ہے

کون کہتا ہی نہین دام مین آتا عنقا
میری ہر بیت مین مضمون کمر ہوتا ہے

کہب گئے دلمین یہہ کس خنجر مژگان کی ادا
دل تڑپتا ہی جدا ٹکڑی جگر ہوتا ہے

حال جس سطر مین ہوتا ہی مری رونیکا
دایرہ اوس کا ہر اک دیدہ تر ہوتا ہے

کبہی کچہہ زلف کے باتین کبہی رخ کا کچہہ
شام سی ذکر یہی تا بہ سحر ہوتا ہے

مین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد
کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے

یاد مین اون در دندان کے جو رو دون گویا
آنکہہ سی اشک نکلتے ہی گہر ہوتا ہے

دم پہڑک جای جسی یہی سنتی ہی تقریر یہہ ہے
دیکہیے تو جی ہی نکل جای گہ تیر یہہ ہے

قتل ہونگا مین ترے تیغ سے یہہ لکہا ہے
جوہر تیغ نہین ہی خط تقدیر یہہ ہے

دیکہتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
پیچ مین آئین گے اوس زلف کے تعبیر یہہ ہے

خط ہوا اشک روان پنجہ قاصد مژگان
چشم گریان ترے مضمون کے تاثیر یہہ ہے

آسمانی ہمین گردش ہی فسانی گردش | کہکشان یہہ ہی نہین چرخ پہ شمشیر یہہ ہے
لاکہون عاشق جو وہان نقش بدیوار ہین چپ | کوچۂ یار ہی یا گلشن تصویر یہہ ہے
بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکہا تو کہا | رخ گلرنگ یہہ ہے زلف گرہ گیر یہہ ہے

وصف اوس عارض و گیسو کی کرون کیا گویا
روز روشن ہی اگر وہ تو شب تیر یہہ ہے

لگا کر دل بت نا آشنا سے | عبث ہم پہر گئی اپنی خدا سے
سوال بوسۂ لب سے رکی تم | لگی چڑہنے فقیرون کی صدا سے
ملایا مہر و مہ نے بارہا موہنہ | نہین نسبت تمہاری نقش پا سے
عجب ہے یار کی تصویر رفتار | پری کی نقشے کہنچے نقش پا سے
ذرا دیکہو تو اللہ رے نزاکت | قدم اوٹہتا نہین بار حنا سے

ہر اک محبوب کے کیا سر چڑہی ہے
رسائی سیکھی زلف رسا سے

ہزاروں ہو گئے ٹکڑے گریبان
چلی دامن اوٹھا کر اس ادا سے

مسلمان بھی کرین سجدے بتوں کو
دعا مانگی تو یہہ مانگی خدا سے

وہ ہم بے پر ہین گویا جو موئے پر
غبار اپنا نہین اوڑتا ہوا سے

تصور ہم بغل رکھتا ہے اک لیلی شمایل سے
میری آغوش بھی کچھ کم نہین آغوش محمل سے

کروں مانی کو گر آگاہ مین بیتابی دل سے
میری تصویر پھر کھینچے وہ رنگ روی بسمل سے

یقین ہے ضعف روز افزوں مجھے آزاد کردیگا
نکلجاوینگے ہم مثل صدا اک دن سلاسل سے

میری پاؤں کی نیچے سے زمین بھی نکلی جاتی ہے
تعجب کیا ہے گر سمجھے رہ زمین اپنی منزل سے

گران ہے بےدماغی سے چٹکنا غنچۂ گل کا
نہ کیونکر سر میرا پھرنے لگے شور عنادل سے

ہوا ثابت یہہ ہمکو چاندنی ایسی چہٹکتی ہے
چہپاتا ہی سحر کی چاند کو وہ اپنی گہایل ہے

عوض اب چاندنیکی خاک کو سونپو تو بہتر ہے
نہ رکہو تم اُمید زیست ہرگز اپنی گہایل ہے

ندی تکلیف اب اے آرزوئی دشت سیمائے
یہہ فرط ضعف ہے مین آپ مین آتا ہون مشکل ہے

کہین ہم محتسب نے کردیا آزاد اے ساقی
ہماری پانو تہہ باندہی موج می کی گر سلاسل ہے

لکہا ہی نی نقط قرآن شاید کلک قدرت نے
تیرا روئی کتابی ہی مُوا اے پری تل ہے

مثال کوہ کن اب زندگانی تلخ ہی مجہکو
شکر رنجی ہی ان ابروون جو اک شیرین شمائل ہے

طلب کرتی ہین بوسہ اون لب و دندانکا رو رو کر
سحاب آسا برستی ہین گہر داماں سائل ہے

عبس از مردن بہی ہی ہو نہین محو حسن عارض جانان
بجا ہی کہوٹی آئینہ بنائے گر میری گل ہے

میری تاثیر حق گوئی سے کیا ہی دور اے گویا
صدائے حق اگر آئی شکست رنگ باطل ہے

۵

ی زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
باتین سنواتی ہین کیا کیا لب خاموش مجھے

ہاتہہ مین کاسۂ سر لیکی لحد سے نکلون
ابہی گر یاد کری ساقی مینوش مجھے

پوچھون اب کسسے نشان اپنی کمان ابرو کا
لب سوفار نظر آتی ہین خاموش مجھے

ہہ جبینون پہ کیا کرتا ہون پیراہن چاک
زیب دیتا ہی جو کہتی ہین کتانپوش مجھے

یاد گیسو مین سدا ڈہانپکی منہہ روتا ہون
ایک رنگی نی کیا خلق سی روپوش مجھے

کسسے اب پوچھی یاران عدم کا احوال
نظر آتی ہین لب گور بہی خاموش مجھے

ایکدن شہر خموشان مین لاجانا تہا
للہ الحمد کیا ضعف نے خاموش مجھے

زاہدو حرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ اسی کرتا ہی سیہ پوش مجھے

بہر کی اشک آنکہون مین ہی جاتا ہون اے گویا
یاد جب آتا ہے وہ ساقی مینوش مجھے

چمنمین گُل ہین شیشونمین شرابِ پرتگالی ہے
وُلی آغوش اپنا فُرقتِ ساقیمین خالی ہے

فلک بہی ساقیا مستِ شرابِ پرتگالی ہے
نہین یہہ ماہِ نو تلوار مستی مین نکالی ہے

ستم سے کونسے بات اِن ستمگارونکی خالی ہے
نگہہ مین قہر آنکہونمین غضب بہوٹہونپہ گالی ہے

کریگا منع گر ناصح تو پہر ہوویگی شکر رنجی
زبان پر یارکا افسانہ شیرین مقالی ہے

رُخِ پرنور پر تیرے نظر آجای جب ابرو
کہونمین چشمۂ خورشید مین کشتی ہلالی ہے

فغان سُنسنکے میرے اور خمیدہ دیکہکر قامت
کہا کرتا ہے مجکو وہ فغانی ہے ہلالی ہے

چمنمین خط ساقی نے دکہایا سبز باغ ایسا
پیالی گلکی نظرونمین زمرد کی پیالی ہے

چمنمین آج کس میکش کی ساقی آمد آمد ہے
گلابی ہی اگر غنچہ تو پہر اک گل پیالی ہے

خجالت سے سفید اُوسکو کیا گُندنے نرگسنے
تیری سونے کی بالی یا رُبِ چاند کی بالی ہے

طلی العذ پر حسینی ہمسری کی تیری ابرو سے
مہ نو کی طرف انگلی اوٹہانا گوشمالی ہے

بُت لاغر ہوں بدلے طوق کی پہنادی گردن مین
جو تیری کان مین اے سیم تن سونیکی بالی ہے

وہ بُت آیا لگا کر گوکہرو کشتی کا ٹوپی مین
تیری کشتی کا اب بے ناخدا اللہ والی ہے

پنہا دو طوق گردن مین مرے ہاتہو مین ہتکڑیان
ابی منت کی بیڑے یار نے پاؤن مین ڈالی ہے

چمن مین سُن کی ای گُل دم پہڑک جاتا ہے بلبل کا
ہن منہہ سی پہول جہڑتی واہ کیا رنگین بنگالی ہے

دئی ہین مثل نی زخمون نے قاتل سو دہن مجہکو
مگر کہیے کہ بے فریاد بہی منہہ سی نکالی ہے

ہمیشہ ماہ رولون پر تو اپنا دم نکلتا ہے
مرین گے آہ پہ ہم تلوار اگر تیری ہلالی ہے

ہی پنہان شام زلفو مین عیان ہے صبح چہرے سے
شفق پہولی ہے گویا ایسے اُون ہونٹون مین لالی ہے

ہی یو مال آسمانی کام اُو سپر ہی ستارو کا
کرن سورج کی قبضے مین ہے اور تیغا ہلالی ہے

سوزان ہے اید ہر دل ہی اودہر یار مین گرمی
جو نور مین گرمی ہے وہ ہے نار مین گرمی

کنت قمین ہے جو ہے میرے یار مین گرمی
انداز مین رفتار مین گفتار مین گرمی

پیدا نہی سمجھتی ہین مجھی سرو چراغان
کیا داغو نسیے ہی میرے تن زار مین گرمی

کیا گرم ہے خون میرا پڑی سیکڑون چھالے
پیدا ہوئے ظالم تیرے تلوار مین گرمی

آئی جو نظر آتش یاقوت لب یار
پیدا ہوا ہی چشم خریدار مین گرمی

کہدی کی تیری کانمین یہہ کانکی نی بجلی
ہی داغ جنون سی جو تن زار مین گرمی

کہائی جو ہما ہڈیان مجہہ سوختہ دلکی
ققنس کیطرح ہوا ہے منقار مین گرمی

جنت مین بہی جاؤن تو جلی مثل جہنم
ایسے ہی میرے داغ دل زار مین گرمی

شعلے یہہ نکلتی ہین نکلتا نہین لالہ
فرہاد کی نالو نسیے ہے کہسار مین گرمی

جلنے لگے تلوی جو چلی پاؤن اوسکے
گویا ہی غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیئے عبد خدا کیواسطے
کبر واجب ہی جناب کبریا کیواسطے

باوفا تہا مر گیا اک بیوفا کیواسطے
آشنا تہا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوار گلشن تک تو آنے دی ہمین
قینچیان لگوا نہ الظالم خدا کی واسطے

بیطلب گر موت بہی آئی تو شاد مرگ ہون
منت عیسی نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آئی گر وقت دعا محراب ابرو کا خیال
تیغ ہو محراب بہی دست دعا کیواسطے

اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے
بادشہ آتے ہین پابوس گدا کیواسطے

اوسکی لب سے سرخی پان دیکہکر کہتا ہے خضر
خون بہہ کسکا ہو گیا آب بقا کیواسطے

بعد مرنیکی بہی پیسین ہمکو طفلان حسین
لین ہمارے خاک کے گل آسیا کیواسطے

منہہ دکہا بعد اک مہینی کے تو اے خورشید رو
ماہ نو بہی سر جہکائے التجا کیواسطے

بلبلو عریان وہ ہوون جاؤن اگر گلشن کو مین
دامن اپنا پہاڑ کر دین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین
خاک مت سر پر اڑا ظل ہما کیواسطے

جانب گلشن مجھے صیاد لیجاتا نہین
تو ہی از خود رفتگی لیچل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا
اوس کمر کی دید ہے اہل فنا کیواسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین
ہی جگہ آنکھون مین اہل طوطیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہی خوف سے سارا بدن
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہی دعا کیواسطے

ہی ہمہ تن چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہے تیرے صدا کیواسطے

رحم کر الضعف بس اتنا نہ تو مجکو گھلا
ہڈیان دو چار رہنی دے ہما کیواسطے

دل نہ اپنا ہی نہ تن اپنا نجی اپنا ہی آہ
سب سے بیگانی ہوئی اک آشنا کیواسطے

گر تو گویا کی شفاعت چاہئے بہر خدا
الخدا تو بخش دیجو مصطفے کیواسطے

پھر ہوئے الفت کسیے گردن صراحی دار کے
راہ لی پھر ہمنی ساقی خانۂ خمار کے

پھر ہوا مجکو جنون شوق شہادت پھر ہوا
آرزو بر آئی قاتل پھر سرے تلوار کے

عشق نے اک بکی پھر تسبیح پڑہوائی مجھے
پھر مرے گرد نکو اب حاجت ہوئے زنار کے

پھر کسیکی پھول سی رخسار یاد آنی لگے
سیر پھر کرنی لگا جا جا کی مین گلزار کے

لن ترانی کی صدا کانون مین پھر آنی لگے
شکل موسی پھر مجھی خواہش ہوئی دیدار کے

پھر بہار آئی ہوا پھر میکشی کا ہمکو ذوق
جا کی میخانہ مین پھر ہمنے گرو دستار کے

پھر لگا ہونی پریشان حال سنبل بلبلو
پھر صبا تو لائی گلزار دمین زلف یار کے

ہو گیا سر پھر وبال دوش پھر وحشت ہوئے
منتین کرنی پڑین پھر مجکو اوس خونخوار کے

جوش گریہ تا مژہ پھر لخت دل لانی لگا
پھر مرے منصور کو صورت دکہائے دار کے

پھر کسیے کافر کی الفت مین ہوا مین ناتوان
پھر مری رگہائی تنمین شکل ہے زنار کے

کیا مجہی پہر عشق بیچی گا کہیں یوسف کے تہہ
اندنون پہر سیر خوش آنی لگی بازار کے

چال اوڑائی کبک کے پہر میری کلک فکر نی
پہر لگا تعریف مین لکہنی تیری رفتار کے

جوش گریہ نی ہمارے پہر کیا طوفان بپا
آبرو جاتی رہے پہر ابر دریا بار کے

کہاؤ لگا پہر تیر مژگان پہر لہو روئیگی زخم
پہر خوش آتی ہی غنچی مجکو لب سوفار کے

پہر تیری باتون سے ای عیسی ہوئی الفت اوسے
پہر لگا گویا صفت کرنی تیرے گفتار کے

حاشیی پر جو لکہی تعریف خط یار کے
خود بخود دلوان مین جد دل بنگئی زنگار کے

خط مین لکہنی ہے حقیقت کچھ دل افگار کے
چاہیئی پہر قلم منقار موسیقار کے

کیجئے تعریف کیا کیا اوس پری رخسار کے
ناز کی انداز کی رفتار کے گفتار کے

ہجر کی شب بس یہی ڈرہی جھپکجائی نہ آنکھ
منتین کرتا ہون کیا کیا دیدۂ بیدار کے

جاي گل نکلین گي شعلہ شاخ گلسي عندلیب | دیکھہ لینا باغمین جب آہ آتشبار کے

سرخي لب کے تصور نے لگا دي دلمین آگ | آتش یاقوت سے گرمي ہي یہان بازار کے

مر گئے ہین ہم ولي آنکھین کھلي ہین دیکھلي | بعد مردن بھي رہي حسرت ترے دیدار کے

پھر لگا تلوار قاتل سیتي ہین زخم بدن | زعفراني دیکھہ کر رنگت ترے دستار کے

دیکھہ لینا مر گیا جسروز مین دلسوختہ | سرد ہو جائیگي یہہ گرمي تیري بازار کے

مین ہون اي جراح کشتہ اوسکي خط سبز کا | زخم پر پٹي لگا مرہم زنگار کے

آپ سے گذرے جو گویا پہونچي کوئي یار تک
بیخبر جب ہو گئي پائي خبر تب یار کے

ترکیب بند

یہہ کیا عالم ہي جو ہي چاک چاک جیب سحر | یہہ کیا عالم ہي جو خورشید تک ہي برہنہ سر

بی چاندنی مین ولا سیل اشک کا عالم | وفور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود | برنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر

بنا ہی چاند کا ہالہ بہی حلقۂ ماتم | ہی برج آبی گردون بشکل دیدۂ تر

وفور غم سی تعجب نہین اگر مریخ | اب اپنے قتل کو مانگی ہلال سے خنجر

نظر مین گنبد گردون ہے گنبد مدفن | بنی ہے چادر مہتاب قبر کی چادر

اب ایسا گرم ہی بازار رنج و آفت کا | کہ مشتری ہی خریدار سوز درد جگر

جو دیکھو ابر کو وہ زار زار روتا ہے | نظر جو کیجیی ہی برق بہی بہت مضطر

یہہ کیا الم ہی جو اب خون فشان ہے چشم جہان | یہہ کیا الم ہے جو ہی وا مصیبتا لب پر

فلک زبار مصیبت خمید وا ویلا
ملک چو صبح گریبان دریدہ وا ویلا

ہر ایک گلشنِ عالم مین مُو پریشان ہے — چمن مین سنبلِ تر زلف سوگواران ہے

ہر ایک شاخ اوٹہائے ہے ہاتہ ماتم کو — ہر ایک نخل پہ بُلبُن بہی مرثیہ خوان ہے

کلی جو چٹکے تو آواز آئي نالون کے — چمن تمام یہہ لبریز شور و افغان ہے

اُڑا رہي ہي صبا خاک صحنِ گلشن مین — گلونکا چاک گریبان ہے ٹکڑي دامان ہے

چمن مین پہني ہي سوسن بہي ماتمي پوشاک — برنگ دیدۂ تر نرگس آج گریان ہے

لگے روش پہ ہي صیّاد خستہ دل گریان — اسیرِ دامِ الم اوسکا طائرِ جان ہے

پڑا ہي برگ خزان کیطرح کہین گلچین — برنگ سایۂ گُل خاکپر وہ غلطان ہے

یہہ کہہ رہا ہے کہین باغبان بہي رُو رُو کر — ہجومِ داغ سے سینہ میرا گلستان ہے

نہین وہ گُل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہارِ چمن — نہ نغمہ سنج ہي بُلبُل نہ گُل ہي خندان ہے

روان ز دیدۂ نرگس سرشک شبنم شد		فغانکہ شجر باغ نخل ماتم شد

یہہ آہ سرد خلائق سی ہے جہان معمور
عجب نہین ہی جو ہو جاے سرد آتش طور

نظر اب آتی ہی ہر ایک چشم طوفان زا
وفور آتش غم سے ہر ایک دل ہی تنور

ہی آفتاب قیامت ہر ایک داغ جگر
ہر ایک دم ہی خلائق کا صورت دم صور

وہ کون ہے کہ جسے غم نہین میری غم کا
یہہ میرے رنج سے ہے چشم دلبران رنجور

مجھی ہی رنج کسی جور کی جدائے کا
قریب مرگ ہون نہین اور ہی وہ مجھہ سے دور

جہان آنکھون مین تاریک اسقدر ہی کہ اب
نظر مین ایک ہین لیل و نہار ظلمت و نور

مدام رہتی ہی اب آہ گرم شعلہ فشان
عجب نہین ہے گرین گر کباب ہو کے طیور

جو میری حال سے ہوتی ہی وہ کبھی آگہ
تو نالی کرنی مین کرتی نہین ہے جو قصور

نپوچھہ نیش الم نے یہہ کاوشین کی ہین
دل و جگر کو بنایا ہے خانۂ زنبور

کنون چہ سان نشوم بیقرار یا اللہ
ز تیغ ہجر دلم شد فگار یا اللہ

فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس
مہ زو شفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس

بھلا ہو خاک میری زیست جب جدا ہو جاے
انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس

ملایا خاک مین اوس رشک ماہ تابانکو
زمین پہ گریہ پڑا کیون نہ آسمان افسوس

خیال یار جب آتا ہی رو کی کہتا ہون
رفیق و مونس و دلدار و مہربان افسوس

نکوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہمدم ہے
کرون مین کس سی یہ احوال دل بیان افسوس

چمن مین مثل صبا کس امید پر جاؤن
کریگی کاہیکو سوسن بصد زبان افسوس

میری الم مین مگر روئین یہ میری آنکھین
دہن میرا کری افسوس یا زبان افسوس

نہ آشنا کوئی گل ہے نکوئی بلبل یار
ہی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس

چمن مین پھیرلی نرگس نے آنکھہ اب مجھسے
نہین نظارگی قابل مین ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ می خندند
بگریہ ام ہمہ بلبل بباغ میخندند

بنایا آتش غم نی مجھے چراغ مزار
مزار یار پہ مجکو جلایا آخر کار

وہ دن گئی کہ جو ہم ہمکنار رہتی تھی
مدام اب تو ہی پہلو مین درد فرقت یار

نہین ہی ابر تو یہان بیکسی برستی ہے
ہر اک نفس ہی مرا برق خرمن دل زار

کئے مین نالی تو پھر کانپ اوٹھی ہی زمین
ولی یہہ گر نہ پڑا آسمان ظلم شعار

فلک پہ جائے اگر میری آہ شعلہ فشان
فرشتی کہنی لگین الامان پکار پکار

جدہر کو جاؤن مجھی دیکھہ کر یہہ کہتے ہے خلق
ہی آمد آمد غم اور وداع صبر و قرار

جو دیکھی دل کے تڑپ گر پڑی ابھی بجلی
جو روؤن رو دے ابھی زار زار ابر بہار

وہ دل جلا ہون پڑی سایہ گر سمندر پر
کبھی جلا و فنا ہو تبا عذاب النار

چنان بسوخت دلم دود اگر از آن خیزد
ز حاملان فلک شور الامان خیزد

اگر ہی آنکہونمین آنسو تو دل ہے غمسے بہرا — جگر مین درد ہے تو ہی زبان پہ وا دیلا

کبہی خیال یہہ آتا ہی چلیئے گلشن کو — کہ مثل گل ہو شگفتہ دل مصیبت زا

کبہی یہہ کہتا ہون لے یار جاؤ نمین حیف — جو گل نہو تو عنادل کو سیر باغ سے کیا

کبہی صبا سے یہہ کہتا ہون مین پئی تسکین — ریاض خلد مین جانا اگر کبہی ہو ترا

میری طرف سے بصد اشتیاق یہہ کہیو — ملائی دیکہیے کس روز تم سے ہمکو خدا

ترے فراق مین روتی ہی شب گزرتی ہے — بجا ہی کہہ اگر مجہکو شمع بزم عزا

کبہی نخواب مین بہی شکل واہ دکہلائے — کسیکو بہول نجائی کبہی کوئی ایسا

جو حال رونیکا میری وہ پوچہے جانا — تو سوی چشمۂ کوثر اشارہ کر دینا

اور اتنا کہیو کہ تم خوش ہو باغ جنت مین — یہان تو مین ہون اسیر ہزار رنج و بلا

من و جہنم و ہجران و خاطر رنجور — تو و وصال و بہشت و سرور و حور و قصور

تیری فراق مین انکہون سے میری خون ہے روان
قلق ہی دل مین جگر مین ہی درد لب پہ فغان

اکیلا رالو نکو روتا ہون ڈہانپ ہاتہ سی مونہ
بیان مین کس سے کرون آہ یہ غم پنہان

گیا جو زیر زمین تو نے میری جان آرام
پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان

قرار و صبر فقط تہا تیری سبب دل کو
جو تو ہی پاس نہین پہر قرار و صبر کہان

کبہی مین سر در و دیوار سی پٹکتا ہون
کبہی مین کہتا ہون اگہر ہی خانۂ زندان

کبہی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا میری اللہ
کبہی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران

فلک نے دیکہی ہین میرے جو صدمہ شب ہجر
طلب بلال سے کرتا ہے پہر نالہ زبان

برنگ موج ہون ایجان بیقرار ایسا
جو موتی ہاتہ مین لون ہو وہ گوہر غلطان

اگر مین نالۂ پر درد کر کے رونے لگون
زمین کانپ اٹہے روئے گنبد گردان

فلک بگریہ در آید ز اشکباری من
زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اگرچہ جانتا ہون دم کا کیا بہروسا ہے / یہان جو آیا ہی وہ اکدن روانا ہے

رہی نہ حضرت یوسف نہ حسن پاک اونکا / رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اونکا ہے

نہ اب ہے لیلی و شیرین نہ قیس نہ فرہاد / نہ اب جہان مین وامق ہی اور نہ عذرا ہے

نہ اب ہے قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم / نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے

نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تہی / سو اونکی واسطے اب خاک کا بچہونا ہے

نہ گل سی گال ہین اونکی نہ انکہہ نرگس ہے / نہ مثل سنبل تر کا کل چلیپا ہے

سر عزیز پہ تہا جنکے تاج سلطانی / ہر اک فقیر کی ٹہوکر سر اونکا کہاتا ہے

نہ دانت صورت شبنم نہ برگ گل سے ہین لب / نہ مثل سرو ہے قد اور نہ گل سا مکہڑا ہے

یہہ سب سمجہتا ہی پر کچہہ نہین سمجہتا ہے / تیری جدائی مین بہوش تیرا گویا ہے

زحد گذشت بہر تو اضطراب مرا / ببین کہ اینہمہ دانیم نہ تاب مرا

کسیطرح سی سمجھتا نہین دل ناشاد | وہی بکا وہی زاری ہی اور وہی فریاد

ز فور غم سے ہے ہرچند خود فراموشی | ولی یہہ دخل نہین بھول جاؤن تیری یاد

جنون ہوا تیری فرقت مین اب ہون مین مجنون | سر اپنا پھوڑا ہے پتھر سے اب ہون مین فرہاد

ہر ایکدم تیری فرقت مین ہے دم خنجر | ہر ایک مو ہے میری تن پہ نشتر فصاد

خیال مین تیری انکھونکی ای کتابی رو | مدام روتا ہون راتوکو پڑہ کی سورہ صاد

جو یاد آتی ہی گردن تیری تو کہتا ہون | گلی پر اپنی روان کیجی خنجر فولاد

خیال قد مین تیری مین لپٹکی روتا ہون | اب اسمین سرو صنوبر ہوا کہ ہو شمشاد

جگر کو چاک کیا دل کو کر دیا ٹکڑے | کیا اس ایک تیری غم نی کار صد جلاد

خدا کیواسطی اب آ میری گلی لگ جا | ستم رسیدہ و بیکس ہون مین بکر بیداد

بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست | خدایرا لطفی طاقت و قرارم نیست

تیری فراق مین اب اسقدر ہون مین بیتاب
جگر جو برق ہی تو دل ہی پارۂ سیماب

کسیطرح کسیے پہلو نہین ہی نید آتی
تیری فراق مین گویا کہ اک خیال ہے خواب

دکہا دی جلد تو ای بحر حسن سر کل اپنے
کہ ابہو دم میرے آنکہو نمین ہی مثال حباب

ہزار حیف کہ لا اب کہ سب وہ جو کہا تہا
وہ ربط اور وہ صحبت تہے مثل موج سراب

خدا اگرچہ رہین دنکو شمع و پروانہ
اوٹہا ئی چہرہ مقصود سکو تم جسنے نقاب

نسیم صبح اسیے دیوے صبح مژدۂ وصل
رہی فراق مین نالان جو رات بہر سرخاب

یہ ایک مین ہون کہ یکسان گذر دی ہین شب و روز
جگر کو آتش فرقت نے کردیا ہے کباب

روان ہی آنکہو نسیے دریا لگے ہے دلمین آگ
ہوا ہون مین تیرے فرقت مین خاک و آتش و آب

امید وصل نہین تا بزیست یا قسمت
دکہائی دیکہئے کیا کیا یہ ہجر خانہ خراب

امید نیست کہ دفع انملال شود
مگر بمیرم و ای جان تو وصال شود

بلای عسم ہی جان اور وبال دوش ہی سر — ہر ایکدم دم خنجر ہر ایک مو نشتر

نہوگا مجہہ سا کوئی خستہ و پریشان حال — ستم رسیدہ ہجران و بیکس و مضطر

اگرچہ کہنی کو گویا ہون خلق مین مشہور — تیرے فراق مین پڑے ہون خموش آٹہہ پہر

کسیسی بات جو کی کی کچہہ جواب دیا — کسیسی حال جو پوچہا دکہایا داغ جگر

الم کدہ تیری ہی جو جو خدائی واقف ہے — ہزار داغ مصیبت ہی اک میری دلبر

نہیں ہے ایکا بہی کچہہ غم ہو غم ہی تیرا ہے — نہ اپنے جیکا مجہے ہوش ہی نہ دل کی خبر

جو تو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال و منال — فقیر ہونے ہی آتا ہی اب خیال اکثر

تیری مزار پہ جاروب کرتے مژگان سے — چہڑک چہڑک کی بہمدرد آب دیدہ تر

ہوس نہ ملک کی دلمین نہ مال کا ہی خیال — نہ آرزو مجہے دولت کی ہی نہ خواہش زر

کنون نماند تمنا دگر امیر شوم — سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

سلام

سلامی پیاسا مارا گمرہون نے دینکی رہبر کو
سدہارا ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

کیا شبیر کو جب قتل غل تہا یہہ بپا تاما ہے
ڈوبایا خون مین دریا رحمت کی شناور کو

کہا شبیر نی ہم آپ سے پانی نہین پیتے
یہہ کیا مقدور ہے گر دین نہ اعدا آب لشکر کو

اشارہ لیسے ہماری بہکی آئی آپ سے دریا
کری طوفان بپا گر حکم دین ہم آب خنجر کو

کہا صغرا نی قاصد سے میرا وعدہ برابر ہے
نہ آئی لینی کو وعدی پہ کہدینا یہہ اکبر کو

اگر بابا ملین تو اونسے یہی رو رو کے یہہ کہنا
مسیحا میرے بہولی اپنی تم بیمار مضطر کو

نگہہ کرتے تہی اک حیرت سے چشم تر پہ حضرت کے
بہت ہے پیاس کے شدت جو ہوتے تہے وہ لشکر کو

کہا حضرت نے پانی فوج کو میری نہ دین ظالم
یہہ پیاسا وہ ہین جو پیتی ہین آب تیغ و خنجر کو

گمان سبکو ہوا اٹہنکو پیغمبر نکل آئی
سبہی فساق بہاگی دیکہکر میدان مین اکبر کو

جو ہین قاسم نی رحصت جنگ کی شپیر سی مانگے — لپسر رونی حضرت دیکھہ تصویر برادر

کہا حضرت نی سجدہ مین میرا سر کاٹنا اشمر — زبان پر لاؤن جب مین نعرۂ اللہ اکبر کو

فرشتون نی کہا شبیر کا سر دیکھہ نیزے پر — شہیدو لکا گیا سردار حق نی ابن حیدر کو

گریبان کیون نہ پہاڑے صبح ہے اپنا غم شہ مین — ملا یا خاک مین اندہیرے ماہ منور کو

ہر اک کہتا تہا گویا ہلو ہی مین ستارا ہے

پڑی جو دیکہتا تہا لاش سرور پاس اصغر کو

سلام

سلامے مجکو محبت ہے اوس دلاور سے — ہوا جو پیاسمین سیراب آب خنجر سے

ہوا یقین یہہ صغرا کو شاہ قتل ہوئے — جو ٹپکی قطرۂ خون شہپر کبوتر سے

عزیز دو ہوٹ گیا بازوی امام حسین — جو پار ہو گیا پیکان حلق اصغر سے

غم شہادت اکبر بہت ہوا شہ کو | کہ تہی زیارت احمد جمال اکبر سے

گری جو شانہ کٹا کر فرات پر عباس | کمر نہو سکی پھر سیدھے ابن حیدر سے

کہا یہہ شمر سی عباس نے فریب بدی | جدا ہوئیں ہیں برادر کہیں برادر سے

حرم نی رو کی کہا ہو گئی شہید امام | صدای گریہ زہرا جو آئی باہر سے

سمجھہ کی پانی بلکتا تہا اصغر بیشیر | جو اشک بہتی تہی بانو کی دیدہ تر سے

غضب ہے جسکا پدر ہووے ساقی کوثر | کنار نہر وہ اک بوند پانیکو ترسے

چلی یہہ کہہ کی سکینہ سی نہر کو عباس | نہ یہان ملی گا تو لاؤنگا آب کوثر سے

کہا امام نی صابر ہوں ورنہ مثل پدر | جو چاہوں قلعی اکہاڑوں ہزاروں خیبر سے

امام کہتی تہی ہونگا میں اس زمین میں شہید | سنتی ہی میں نی خبر بارہا پیمبر سے

ہوا شہید جو فرزند مصحف ناطق | صدا تلاوت قرآن کی آتی تہی سر سے

پیادہ لیگئی تا شام اوسکو کرکے اسیر | محال اوٹھنا تھا جسِ پانوا نکا بستر سے
یقین یہہ ہی کہ تیری مغفرت ہوای گویا | کمال تجکو محبت ہے ابن حیدر سے

سلام

شہ کہتی تہی مجرائی یہان رنج ہی راحت ہے | گر سر خرہی نیزے پر معراج امامت ہے
آگی ہی سر سرور پیچہی شہیدون کے | کیا خوب امامت ہے کیا خوب جماعت ہے
وابستہ سلاسل سے دیکھا تو کہا شہ نے | زنجیر کو عابد کی اب ہاتھون سے بیعت ہے
زینب نے کہا بیٹے مرنیکو میری جائین | پر یہہ نہی کوئی شبیر کی رخصت ہے
اکبر نے کہا رو رو وعدہ مین کر آیا تہا | صغرا کی نہ لانی کے کیا مجکو ندامت ہے
تنہا تہی کہرٹی سرور آسکتے نتہے اعدا | ہیبت یہہ شہ دین کی اللہ کی ہیبت ہے
نوشہ جو بنا قاسم ماکہتے تہے قاسم کے | چہرہ نکو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے

کہتے تہے قضا اُو سدم اک انکا مہمان ہے | اب پہنے کفن قاسم داماد کا خلعت ہے
کھو اینگی سر اپنا سجدے مین کہا شہ نے | تلوار کا خم ہمکو محراب عبادت ہے
دائم رہی با حشمت یہہ شاہ زمن اپنا | شبیر سی ای گویا اپنی بہی حاجت ہے

سلام

روز قتل شاہ دین ہے سب جہان غمناک ہے | مُرسی صبح شہادت تک گریبان چاک ہے
یہہ جہان تنہا نہین روتا غم شبیر مین | حاملان عرش تک بہی ماتمی پوشاک ہے
جب شنا عباس آتی ہین تو لشکر ٹل گیا | کسقدر فرزند حیدر کی عزیزو دہاک ہے
تیز دستی دیکہہ کر اکبر کی کہتی تہی عدو | یہہ جوان ہاشمی واللہ کیا چالاک ہے
بین کر کی شاہ سی کہتی تہی بانو دلجلے | مر گیا اصغر تو لطف زندگانی خاک ہے
کیا غضب ہے جو پلا تہا فاطمہ کی گود مین | خاک پر افتادہ وہ مثل خس و خاشاک ہے

دیکھہ کر اصغر کو شہ کہتی تھی دیکھو ظالمو
پیاس سے مرتا ہے وہ جو معصیت سے پاک ہے

شمر خنجر کھینچے ہے سبط رسول اللہ پر
کچھہ خدا کی بھی نہیں ہے خوف کیا بیباک ہے

سر چڑھا نیزے پہ شاہ دو جہاں کا الفلک
کیا یہی معراج سبط صاحب لولاک ہے

شاہ کہتی تھی نہیں مجھپر ستم کرنا روا
جانتے ہو کون ہوں تم کچھہ تمہیں ادراک ہے

کسکا میں بیٹا ہوں کسکا ہوں نواسہ ظالمو
ما میری زہرا ہے نانا صاحب لولاک ہے

چاہیے مخمور ہو یہہ سرور عالم کی ساتھہ
چشم گویا غم میں شہ کے رات دن نمناک ہے

سلامی دیکھہ تو ہی رنگ آسمان کیسا
غم حسین میں روتا ہے سب جہان کیسا

حسین کہتے تھے زور کی کیوں خداوندا
لگا ہے تیر یہہ اصغر کی ناگہان کیسا

پڑی تھی لاش جو اکبر کی بانو کہتے تھے
کیا ہے قتل عدو نے یہہ نوجوان کیسا

خدا سی شرم کی ظالمون نی واویلا
نبی کا کردیا برباد دودمان کیسا

امام کہتی تہی اعدا سی دیکہو بن پانی
بلک رہا ہے میرا طفل بی زبان کیسا

یہہ شاہ کہتی تہی بانو سے دیکہہ مقتل کو
چلا ہی مرنی کو اکبر یہہ شادمان کیسا

سنان پہ دیکہہ کی سر شہ کا لوگ کہتی تہی
نئی طرح کا ہے یہہ فوج مین نشان کیسا

جو لائی خیمہ مین اصغر کو شہ تو بولی حرم
لہو ہی حلق سی پاشاہ دین روان کیسا

تباہ لوٹی ہوئی سر کہلی پریشان حال
چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا

جو نونہال تہا اصغر نہ اوسکو بہی چہوڑا
قلم ہوا ہی پیمبر کا بوستان کیسا

موئی پہ مادر قاسم یہہ بین کرتی تہی
میری بنی کو بنایا ہے خون فشان کیسا

شقی سے یہہ کہتی تہی سید ہے لیچلینگی ہم
علی کا پوتا ہے بیمار و ناتوان کیسا

ستم ہوا ہے کہ باد خزان اعدا سے
خدا کی شیر کا اوجڑ لیا ہے گلستان کیسا

کریم بخش دے اب آئے سب گناہونکو | تیری حسین کا گویا ہے نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہی مجرئی کو اطاعت حسین کے | مغفور پہلی ہوگی جماعت حسین کے

مسکین بہا کے ریت پہ ہنستے تہی اہل شام | تغییر تہی جو پیاس سے حالت حسین کے

روتی تہی زار زار پیمبر بہشت مین | کرتی تہی جنکہ یاد مصیبت حسین کے

سجدہ مین سر جہکا دیا محراب تیغ مین | زخمون سی طاق جب ہوئے طاقت حسین کے

بیعت طلب حسین سے کی ظالمون نے ہائے | واجب یہہ تہا کہ کرتی وہ بیعت حسین کے

پیچہے تہے سر شہیدونکی آگی سر امام | دیکہو فنا کی بعد امامت حسین کے

خنجر چلا کیا نہ اُٹہی سجدی سی جبین | افزون ہے سب جہانسے عبادت حسین کے

جو جو ستم لعین کرین صبر کیجیئو | اہل حرم کو تہے یہہ وصیت حسین کے

گہوارہ اکبر اکی بلاتا تھا جبرئیل
سمجھو تو کسقدر ہی فضیلت حسین کے

آتی تھی یا تو اوسکی لئی حلہ بہشت
یا سر برہنہ پھرتی ہی عترت حسین کے

خنجر بکف جو آیا شقی سر جھکا دیا
کس مرتبہ ہی واہ مروت حسین کے

کیا رتبہ ہی کہ چھوڑ کی ابن خلیل کو
مقبول کی خدا نے شہادت حسین کے

ما بنت مصطفی ہی تو ہی باپ مرتضی
عالم سی ہی زیادہ شرافت حسین کے

نیزہ پہ سر بھی سورہ یوسف پڑھا کیا
ناغہ کبھی ہوئی نہ تلاوت حسین کے

افسوس جلتی ریت پہ بیغسل بیکفن
چالیس دن پڑی رہی میت حسینکی

ہر چند دہوپ موسم گرما کی تھی مگر
شاداب مثل گل رہی صورت حسین کے

گویا کو یہ کہیں کہ ہمارا ہے یہ محب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کے

جسوقت سرِ شاہِ شہیدان نظر آیا ‏ — یہہ روئے حرم محو ہُئی طوفان نظر آیا

دل ٹکڑے ہُوا یاد مجھے آگئی عابد ‏ — جسوقت کوئی چاک گریبان نظر آیا

مہندی کی عوض ہاتھوں میں دولہہ کی لگی زخم ‏ — آلودۂ خون بخیۂ مرجان نظر آیا

روتی تہی سبہی دیکھہ کی لاشہ شہِ دین کا ‏ — جز زخم بدن کوئی نہ خندان نظر آیا

عابد کی نظر آئی جسبی بانو کی چہاپے ‏ — ہر دیدۂ گریان گہر افشان نظر آیا

دیکھون نکہین خونمین بہرے گیسوی اکبر ‏ — شہ بولی مجھے خواب پریشان نظر آیا

سجاد کا یہہ حال ہُوا باپ کے غم مین ‏ — دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

شہ کی رفقا کہتے تہے جلد لیں مرین کاش ‏ — جسوقت اونہین روضۂ رضوان نظر آیا

عابد نے جو دیکھا تو نہین کوئی بہی غمخوار ‏ — ہان پاؤنمین اک خارِ مغیلان نظر آیا

نیزونمین گہرا دیکھہ کی اکبر کو شہ دین ‏ — فرمانی لگی شیر نیستان نظر آیا

شہ کہتی تہی یعقوب سے یوسف تو ملا تہا
لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا

کبرائی شب عقد جو قاسم پہ نظر کی
آئینہ کی مانند وہ حیران نظر آیا

جو زخم تہا سو گل کی روش آہ تہا خندان
سرور کا تن پاک گلستان نظر آیا

زندان مین گئی ہائے جو وہ زینت جنت
بہتر کہین جنت سی وہ زندان نظر آیا

کرتا ہون بیان شاہ کا روتا ہون مین دن رات
گویا میری بخشش کا یہہ سامان نظر آیا

مجرئی باندہی شقی ہائی وہ زنجیر مین ہاتہہ
ید بیضا سے فزون جو کہ ہو تنویر مین ہاتہہ

سینۂ شاہ شہیدان تہا سنان کا مشتاق
خواہش تیغ مین سر تہا طلب تیر مین ہاتہہ

خون ناحق کا وہ شبیر کی ہوگا شاہد
آئیگا روز جزا شمر کا تقریر مین ہاتہہ

ہوگئی زینب مظلوم کی بیٹی جو شہید
روئی شہ ڈال کے ہر گردن شمشیر مین ہاتہہ

مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نی تیر
کام سی جاتا رہا اوسکا بس اک تیر مین ہاتہہ

شہ کو تلوارین لگاتی تہی شقی دی کی فریب
تہی زبان ذکر مین مشغول تو تدبیر مین ہاتہہ

کیا کہون اہل حرم روتے ہوے وقت رخصت
شہ نے بانو کا دیا جب کف ہمشیر مین ہاتہہ

ایک سجاد کا تہا بہہ بندہا رسّے سے
ایک تہا ہی کف ظالم بی پیر مین ہاتہہ

محو تہی ذکر خدا مین شہ دین وقت نماز
دہن زخم سی مشغول تہے تکبیر مین ہاتہہ

کہا سجاد نی کیا ضعف ہے اللہ اللہ
نہ اوٹہی وقت نماز اوسکے جو تکبیر مین ہاتہہ

حر نی کی آگی جو بیعت تو کیا سر کو نثار
اشقیا بولی عجب شہ کا ہی تسخیر مین ہاتہہ

قدم شاہ پہ گر گر کی عدو کہتے تہے
نظر آیا جو اونہین قبضہ شمشیر مین ہاتہہ

تجہسے ابن اسد اللہ ہی لڑنا مشکل
سہل ہے دی دین اگر ہم دہن تیر مین ہاتہہ

زخم سرور کے تہلے کا ید بیضا تہا
غیرت شمع تجلی تہا وہ تنویر مین ہاتہہ

اوٹہہ نسکتا تہا جو مشکیزہ اونکا سجاد سے بوجہہ
ہای رکہہ لیتی تہی وہ طوق گلوگیر مین ہاتہہ

ہاتہہ آیا کری خاک در شہ کا مضمون
رہین آلودہ ایسے اسی اکسیر مین ہاتہہ

بولی عباس نہ مرنی پہ بہی دامن چہوڑا
دیکہہ کر اپنی کٹی دامن شبیر مین ہاتہہ

ایک سے ہاتہہ مین دو ہوتا ہر اک دشمن دین
شہ کی ہوتی نہ اگر پنجۂ تقدیر مین ہاتہہ

آیا گل لینی مین سر کٹنا جو شبیر کا یاد
شب بہہ بیخود ہوا مین آگیا گلگیر مین ہاتہہ

کہا عابد نی نہ باندہو ابہین زنجیر و لیسے
دونو آجائینگی اک حلقۂ زنجیر مین ہاتہہ

میری آقا کو ہو رنج کوئی ای گویا
رہی سینہ پہ مگر ماتم شبیر مین ہاتہہ

سلام

مجرئی لڑنی کو جب اکبر چلی
بولی سرور قتل ہمکو کر چلی

لٹ گئی بیٹی کی سنکر خلد سے　　جام لیکر ساقی کوثر چلے

رو کی اکبر نی کہا ہنگام قتل　　خشک لب تھی ہم بچشم تر چلے

کیا کہون مین وادی پر خار مین　　کس طرح سی عابد مضطر چلے

پائی گلگون جسکی نازک گل سے ہون　　پہر بھلا کانٹون پہ وہ کیونکر چلے

راہ مین کہتی تھی رو رو کر حرم　　آئی تھی کسطرح کیونکر گہر چلے

لوٹی اعدا تیر دونکا برساؤ منہہ　　مشک سقائے حرم جب بہر چلے

کٹ گئی عباس کی جب دونو ہاتھہ　　دانت سی مشکیزہ کو لیکر چلے

آئی روتی جب پیمبر خلد سے　　پیشوائی کو شہ بی سر چلے

برق سان دیکہا جو اکبر کو طپان　　شاہ گریان مثل ابر تر چلے

کسطرح کفنائیگی لوٹی حرم　　سوی مقتل ہم تو بی چادر چلے

جب ہوئی رخصت مزار شاہ سی
بولی عابد جیتی جی ہم مر چلے

دفن اصغر کو کیا اکبر کو بہی
ہای ان ہاتہون سی کیا کیا کر چلے

روتی تہی بانو یہہ کر کر کے بین
گہٹنیون بہی تم نہ ای اصغر چلے

ہو جہان تابع سلیمان جاہ کے
چرخ پر بیحکم مت اختر چلے

دوست میری شاہ کی گویا ہون شاد
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہہ خوشی تہی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تہا روی خندان ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرہ شبیر پر
مثل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچہہ خوشی اپنی رہائی کی نہ تہی سجاد کو
غم سی تہا خانہ زنجیر ویران ہو گیا

بسقدر عباس نے کہائی تہی زخم تیغ و تبر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پہینکدین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلم نے کوفی سے یہہ نامے مین لکہا
دوست ہم سمجہے تہے جسکو دشمن جان ہو گیا

یکقلم کٹ کٹ گرے جب نونہالان حسین
عاقبت باغ امامت صاف میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما اور عرش تہرانے لگا
خاک و خون مین جب سر شبیر غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے جو مارا سر پر نور پر
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

آرزو گویا کی ہے فضل علی سے یہہ سنون
بادشاہ ہند میرا شاہ ایران ہو گیا

بند

دیتی تہی اہل بیت پیمبر کیو اسطے
سنتی تہی مجرئی نہ لعین زر کیو اسطے

کہتے تہے شیر تک نہین اصغر کیو اسطے
پانی پلاو ساقئ کوثر کے واسطے

بند

جب تیر کہا کی اصغر بی شیر مر گیا
گودی کو خالی دیکہہ کی بانو نی یہہ کہا

یا شاہ دین بتاؤ میرا لال کیا ہوا
اصغر کو لاؤ خالق اکبر کیواسطے

بند ۳

کہتی تہی بانو بیٹی سی لڑنیکو تو نہ جا
اور جائیگا تو پہر مجہی جیتا نہ پائیگا

مان ہو نمین تیرے مان لی اتنا میرا کہا
اکبر تجہے مین دیتی ہون سرور کیواسطے

بند ۴

سمجہا نہ یہہ شقی کہ سکینہ ہے بی پدر
کانٹی پڑی ہین پیاس سی سارے زبان پہ

مطلق رہا نہ دل مین ید اللہ کا خطر
دوڑا یا تہہ او سنی جو گوہر کیواسطے

بند

تھی بہر اہل بیت محمدؐ بنائے خلد
زندان ہوا نصیب اونہیں بابجای خلد

آتی تھی جنکی واسطے یاں حلہ ہائے خلد
محتاج یاں وہ ہوگئی چادر کیو اسطے

بند ۶

زینب یہہ کہتے تھے کہ میرا کاٹ ڈال سر
الشمر میری بھائی کی چھاتی سے تو اوتر

آخر کو کاٹ ڈالا سر شاہ بحر و بر
دیتی رہی خدا و پیمبر کیو اسطے

بند ۷

صغرا کو نا گوار جو تھی فرقت پدر
کہتے تھے خط کو بال کبوتر سے باندہ کر

لائی الٰہی جلد میری باپ کی خبر
شہپر بنی یہہ نامہ کبوتر کیو اسطے

بند ۸

جب کٹ گئی تو لٹ گیا خیمہ امام کا
بیرحرم جبکہ سر سے لگے چھیننے ردا

رُو رُو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا
چادر تو چھوڑ دو مرے مادر کے واسطے

بند ۹

جب سر حسین ابن علی کا کریں جدا
کیونکر بُرا نہوی بھلا فوج شام کا
یہہ کس حدیث کو نیسے آیت میں ہے روا
آل نبی کو قتل کرین زر کے واسطے

بند ۱۰

زینب پکاری قتل کیا سب کو ظالمو
اتنا تو رحم حال پہ بیوونکی تم کرو
سر پر ہماری ایک تو سرور کو رہنی دو
دیتی ہون تمکو روح پیمبر کے واسطے

بند ۱۱

تمنے تو تا میوں نہ کیا پاس مصطفےٰ
ہو کسکے دین مین کون تمہارا ہے رہنما
یہہ کیا جفا و جور ہے اے قوم بیحیا
سبط نبی کی عترت اطہر کے واسطے

بند ۱۲

آیا جو غیظ مین پسر شاہ ذوالفقار
آپس مین کانپ کانپ کے بولی یہہ بدشعار

حضرت کے ہاتھہ مین ہی وہی تیغ آبدار
اوتری تہی آسمان سے جو حیدر کیواسطے

بند ۱۳

عباس نے جو دوش پہ شہ کا علم رکہا
اوسوقت آئی عالم بالا سے یہہ ندا

زیبندہ ایسا ہی تہا علمدار مہ لقا
سبط رسول پاک کی لشکر کیواسطے

بند ۱۴

مقتل مین آئی خلد سے جسدم بتول پاک
روروکی قبر شاہ پہ سونے لگی ہلاک

کہنے لگی کہ لال تیری قتلگہ کی خاک
سرمہ ہی آج دیدۂ مادر کیواسطے

بند ۱۵

صغرا کو چھوڑ کر جو چلی کربلا کو شاہ
اہل حرم کا حال تھا کیں مرتبہ تباہ
دختر بلکتی رہ گئی مادر کی خاطر آہ
مادر تڑپتی جاتی تھی دختر کیواسطے

بند ۱۶

جاتی تھی پا برہنہ جو سجاد دلفگار
کانٹے لگی تھی پای مبارک مین بیشمار
دیکھا جو بانونی تو کہا ہای کردگار
تھی خار کیا یہہ میری گل تر کیواسطے

بند ۱۷

سر شاہ کا چڈہا کی جو نیزی پہ لیچلے
عابد یہہ رو کے کہتے تھے فوج یزید سے
یہہ سر وہ تھا کہ فاطمہ کی گود مین رہے
کب تہا سنان تیر ستمگر کیواسطے

بند ۱۸

کہتے تھے خالی دیکھ کی سب اونکی دستِ پا
گہنا بتاؤ تمنے رکہا ھی کہان چھپا

رد کر جزو یہہ کہتی تہی ای قوم نبی حیا | عزت ہمارے لیتی ہو زلور کیو اسطے

بند

نور نظر جو ہوئی پیمبر کا ای فلک | دلبند ہو جو فاطمہ اطہر کا ای فلک
بیٹا جو ہووی ساقی کوثر کا ای فلک | ترسی وہ ایک پانیکی ساغر کیو اسطے

بند

وہ سینہ جسکو چہاتی سے اپنی علی لگاے | وہ سر کہ کہکی زانو پہ زہرا جسے سولاے
اور وہ گلا نبی نی لئے جسکی بوسے ہاے | کب تہا وہ تیر و نیزہ و خنجر کیو اسطے

بند

گویا فقیر ہی تیری نانا کی نام کا | پاشاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا
روضہ ہی جس زمین مین خیر الانام کا | تہوڑ لسی جا ملی مجہے بستر کیو اسطے

سلام

رتبہ نہ کیون بلند ہو میری سلام کا — مجرائی ہون حسین علیہ السلام کا

ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہی سر بلند — نیزی کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو اولٹتا زمین سی آب — محتاج تھا وہ آپ سے پانی کی جام کا

شہ غیظ مین جو آئے تو ہاتف نے کی ندا — رکھی نشان امت خیر الانام کا

کرتا نہین غزال حرم کو بھی کوئی صید — کاٹا لعین نی سر شہ بیت الحرام کا

کم تھا نہ کربلا مین تجلی طور سے — جلنا حسین ابن علی کی خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کے ہون عیان — ہو کیون نہ منہہ سیاہ بھلا فوج شام کا

کوفی سی خط جو آئی حرم مین تو بولی شاہ — مضمون ہین طور اجل کی پیام کا

رو رو کی کہہ رہی تھی بہم حاملان عرش — بلوا ہی خاصگان خدا پر عوام کا

کرتی تھی شہ سی ماہ بنی ہاشم التجا — اب قتلگہ مین نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئی شہید تو کہنی لگی امام — گلگون ہوا پسر حسن سبزفام کا

خون دیدۂ فلک سے روان کتنی دن رہا — غم اسقدر ہی بادشہ تشنہ کام کا

کرتی یکیون امام کو مردود بی نشان — منظور تھا مٹانا پیمبر کی نام کا

سارا جہان بانو کو تاریک ہو گیا — کاٹا گلا جو اکبر ماہ تمام کا

دلوادو اس سلام کا یا شاہ دین صلہ
گویا امیدوار ہی دار السلام کا

مخمس

بغیر خواب عدم شاہ نی نہ خواب کیا — سوائے آب دم تیغ ترک آب کیا

گلا کٹا دیا ہرگز نہ اضطراب کیا — سلام اُدسپہ جیسی حق نے کامیاب کیا

جہانمین شاہ شہیدان عطا خطاب کیا

خبر تھی عازم ملک بقا ہی ابن علی	فلک پہ دہوم تھی سرور کے آمد کی
جمال پاک کے مشتاق تھی تمام نبی	گرا زمین پہ جسد وہ خلد کا سفری

ملک پکاری کہ سرور نی پا تراب کیا

غضب ہی رنج دیئی عترت مطہر کو	جو خلق خلد کی پہنی وہ کہولی تھی سر کو
حیا یہہ کرتی شقی جہین تی نجادر کو	وہ کسطرح سی دکہائین کی منہہ پیمبر کو

جنہون نی حضرت زینب کو بی نقاب کیا

رکہی تھی سجدہ مین سر شاہ زخم تھی تن پر	دہان شکر تھی جو آہ زخم تھی تن پر
یہہ سچ ہی یا اتنی ہی واللہ زخم تھی تن پر	ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھی تن پر

بہن نی بہائیکی زخمونکا جب حساب کیا

کھڑی تھی شاہ شہان کربلا کی صحرا مین | بنی تھی عَلَمی نشان کربلا کی صحرا مین
بدن سی خون تھا روان کربلا کی صحرا مین | حنا و وسمہ کہان کربلا کی صحرا مین

لہو سی ریش کو شبیر نی خضاب کیا

کیا لعین نی جدا سر جو سرور دین کا | ہر ایک بولا شقی تو نی خوب کام کیا
کہا یہہ شمر نی دیکھو تو آن بان ذرا | حسین امام نی مرنا کیا قبول اپنا

مگر یزید کی بیعت سی اجتناب کیا

جہان سی ماتم ہمشکل مصطفی امین غمین | ہی مردمک تو سیہ پوش چشم گوشہ نشین
یہہ حزن وہ ہی کہ موقوف کچھ دلون پہ نہین | عزیز و خویش اکبر کی جب حسین غمگین

تو اوسکی سوگ مین زلفون نی پیچتاب کیا

کبھی یہہ کہتی تھی شہ مر گئی علی اکبر | کبھی پکارتی تھی ای شبیہ پیغمبر

پہوکا ہی جاتا تہا سوز الم سی لسکہ جگر | حسین کہتی تہی اکبر کی لاش پر جا کر
تمہاری داغ نی بابا کا دل کباب کیا

جب آیا لاشۂ اصغر حرم کو ہی سارے | یہہ بانو رو کی لگی کہنی سو گیٔ پیارے
کہا یہہ شاہ نی حسرت سی کر کی نظارے | نہ نید آتی تہی اصغر کو پیاس کی مارے
گلی پہ تیر جو آکر لگا تو خواب کیا

یہہ غم سی بیٹی کی لب نیلا کر دیا منہہ کو | لہو یہہ روئے کہ گلرنگ سب کیا منہہ کو
مگر نہ نالہ کیا شرم سی سیا منہہ کو | بنی کی لاش جو آئی چہپا لیا منہہ کو
دلہن نی حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لب پہ آیا گلہ اوس امام زادی کی | چہدی تہی خار سی پا اوس امام زادی کی
بندہی تہی ہاتہہ پی کبا اوس امام زادی کی | گلی مین طوق بہی تہا اوس امام زادی کی

خدا نے جسکی تئیں مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا ❊ یہہ فرط ضعف تھا ہر گز چلا نجاتا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا ❊ سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادا

عجب طرحکا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین ❊ تو یاد آتے لب خشک سید کونین
نہ پانی پیتا یہہ کہہ کی وہ لشکر و شین ❊ عزیزو یاد ہے کچھ تمکو تشنگی حسین

امام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا

اگر عدو ہے جگر بند مصطفےٰ تھا شمر ❊ عدوے فاطمہ و سبط مرتضیٰ تھا شمر
تو کلمہ گو یہہ صد افسوس کیوں بنا تھا شمر ❊ ہزار حیف مسلمان کیوں ہوا تھا شمر

لعین نے نام بھی اسلام کا خراب کیا

نگار ناوک غم دل جو ہو تڑپتا ہے | ہزار تیغون سی گھایل جو ہو تڑپتا ہے
شہید خنجر قاتل جو ہو تڑپتا ہے | یہہ قاعدہ ہے کہ بسمل جو ہو تڑپتا ہے
مگر حسین نے مطلق نہ اضطراب کیا

علی کی روح روان فاطمہ کی سب دلبند | زیادہ رتبہ مین تہا مہر و ماہ سی دہ چند
سو منتخب ہوئے اسطرح وہ سعادتمند | جو تندرست تہے اونکو کیا اجل نی پسند
جو ناتوان تہی اسی نے انتخاب کیا

جو ہین جناب نبی شہر علم خالق کے | تو ہی علی ولی کو مناسبت در سے
یہہ وہ حدیث ہی گویا اسی دل پڑہیے | فصیح خالق عالم نی علم کا اپنے
نبی کو شہر کیا اور علی کو باب کیا

دیوان بہ اتمام رسید

تاریخ دیوان من تصنیف شیخ امام بخش ناسخ

خان عالی نسب و پاک نژاد — صاحب سیف و سنان و دہ داد

تیغش آن برق کہ خون باران است — دستش آن ابر کہ زر افشان است

ذات او عقل مجسم آمد — رای او صائب و محکم آمد

نور قلبش ز علوم نافع — مہر جرات ز جبینش ساطع

باطنش زہد و تنعم ظاہر — دامنش از گل دنیا طاہر

دست ہمت بزر آلود ازان — کہ بجز زر نبود جود عیان

ورنہ او کی سر دنیا دارد — روی دل جانب عقبی دارد

دست او وقف جہاد اصغر — دل او محو جہاد اکبر

سرور لشکر اہل اسلام — روح در پیکر اہل اسلام

چشم او هست حیا آلوده | دل او هست وفا آموده

وعده اش صادق عهدش واثق | زین حشم هست زیاده لایق

دخل اغراق بتقریرم نیست | یکقلم شبهه بتحریرم نیست

گر پیاده بدرش رو بنهد | اسپ با ساز و یراقش بدهد

سائل اسپ چو گردید دو چار | کرد فی الحال ورا فیل سوار

عدل او شه[illegible] پیمبر باشد | خویش و بیگانه برابر باشد

سیم و زر بخشد و منت ننهد | مزد بی رنج و مشقت بدهد

صد و سی سال سلامت باشد | هر دم افزونی دولت باشد

نظم او وزن فصاحت دارد | نثر او سجع بلاغت دارد

میچکد عشق ز هر مصرع او | نور صد حسن به هر مطلع او

قصهٔ عشق همه دلنوازش | داستان دل او دستانش
دفتر شعر مرتب فرمود | گلشن نظم مرتّب فرمو

سال اتمام وسن ترتیبش
گفت دل هست کتاب دلکش

ایضاً تاریخ دیوان من تصنیف خواجهٔ وزیر

زبی منبع جود خان بهادر | که هست او به بحر شرف بی‌بها دُر
کف همتش غیرت ابر نیسان | که آن آب میبارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد بهیجا | چو خورشید تابان بود عالم آرا
خجل نثر از نثر و شعری ز شعرش | خطش هالهٔ مه رخ اوست مهوش
عدو غرق خون ز آب شمشیر او بیند | حسودان نشانهٔ پی تیر او بیند

ز پیلان او هست یک پیل گردون
سبق برد رخشش ز شبدیز گلگون

به ایثار گنجینهٔ امید داو
به اصرار پشمینهٔ امید داو

نه مغموم شد هیچکس از در او
نه محروم شد هیچکس از زر او

رفیق جناب وزیر معظم
فقیر محمد امیر مکرم

صد دولت سالش بود زندگانی
به اقبال و با جاه و با کامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم
قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر
زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسایش
که شد ورد بر بر زبان شعرهایش

کلام فصیحش بلاغت نظام است
بدیع و بیان را ازو انتظام است

ز مضمون چشمان بیمار جانان
شده دفترش غیرت نرگسستان

چو فکری در اشعار رنگین نموده — ز لبس رتبهٔ گلعذاران فزوده

به از ابروی حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین — ز کیوان بلند است معنی رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشتست

دو آتش خم و کلک او باده نوشست — مضامین او همچو مستی بجوشست

چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نه تالیف و ترتیب دیوان نموده — که او نخلبندی بستان نموده

بگفتند سالش ز مه تا بماهی
که ترتیب دیوان همایون الهی

سنه ۱۲۴۱ هجری

تاریخ

از نظر دیوان گویا چون گذشت
یافتم نظمش ہمہ حسان سخن

ہر زمین شعر بر گردون رساند
اللہ اللہ شوکت و شان سخن

از محبان شہ مردان چو هست
چون نہ باشد مرد میدان سخن

ناظم ملک معانی طبع او
هست فکرش زیب دیوان سخن

چون کلام خویش را ترتیب داد
شد فراهم جملہ سامان سخن

چون پی تاریخ گشتم مضطرب
گفت ہاتف وہ چہ بستان سخن

سنہ ۱۲۱۲ ہجری

پیش فکر بلند گویا
تا عرش نہ حجاب دیکها

دیوان دیکہا تو مضطرب نے | جون سحر اثر کتاب دیکہا

جسدم پڑہی شعر عاشقانہ | بس دلکو پُر اضطراب دیکہا

اللّٰہ ری رُتبۂ فصاحت | بیحد اور بیحساب دیکہا

جون سلک گہر ہی حُسن بندش | دُرِ معنی خوش آب دیکہا

رنگین اشعار سی ہر اک صفحہ | ارژنگ کا تہا جواب دیکہا

ہر ایک غزل کا مینے مطلع | جون مطلع آفتاب دیکہا

ہر بیت مثال بیت ابرو | ہر مصرع لاجواب دیکہا

حُسن رُخ شاہد معانی | بی پردہ و بی نقاب دیکہا

گلزار خیال بی خزان یہ | پہر دل شیخ و شاب دیکہا

جسوقت کہ مینی سال ترتیب | دلمین کر کی حساب دیکہا

بی ساختہ تب کہی یہ تاریخ

دیوان یہ سب انتخاب دیکھا

تاریخ

لاریب یہ دیوان ہے بستان فصاحت
ہر حرف ہے سرو و گل و ریحان فصاحت

جو بیت ہے اسمین وہ ہی اک موج گہر خیز
کیون کہیئے نہ ہر بحر کو عمان فصاحت

دریاے سخاوت ہے اگر خان بہادر
کلک اوسکی ہی دُرریزی مین باران فصاحت

ہر حرف مہ و مہر ہی ہر صفحہ فلک ہے
ہر نقطہ ہی اک اختر تابان فصاحت

ہر لفظ مین ہی جلوہ نما شاہد معنے
ہر بیت کو کہیئے کہ ہی ایوان فصاحت

کیون زندہ جاوید نہون معنی و مضمون
مواج ہی کیا چشمۂ حیوان فصاحت

واللہ کہ ہی ضیغم میدان دعا یہ
تنہا نہین یہ شیر نیستان فصاحت

دریای بلاغت ہے اگر فکر معلے — یہہ طبع مقدس ہی کہ ہی کان فصاحت

جولان کری بر آن یکیونکر فرس فکر — تا تہہ انہی جو لون وسعت میدان فصاحت

ممنوع وہ دعوے نہین جو ہو نہ مدلل — گویا کی یہہ گویائی ہی برہان فصاحت

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نی طلب کی

تو لا کہ یہہ دیوان ہی گلستان فصاحت

ایضاً ۱۲

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہی درخیز — نہ یون ہی بہا پائی دریا نی موتی

یہہ تاریخ ترتیب دیوان ہی ناسخ — پروئی ہین لڑلو نمین گویا نی موتی

فقط

جناب فقیر محمد بہادر دام اقبالہ تاریخہاے سال ترتیب دیوان

شعر فقیر محمد خان کے بسکہ ہین زنگ نقص سی پاک

جلسے مین ہین شاعرون کی صاف آینۂ حیرانی زا

بسکہ ہر ایک زمین غزل مین نقد معانی ہین بیحد

رنگین شعر و سخن کا ہی اوسکی باغ و بہار جوانی زا

جب کیا تقسیم اونسے دیوان فرخ نی یہہ قلم سے کہا

لکہہ دیباچۂ باغ و بہار و گنج نغمہ معانی زا

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شعر گویا دُر مضامین سے وہ بہری ہے

سو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر سی وہان بہا ہے

نہ کیون ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیون ہو رعب اوسکا شاعرون پر

کہ تیغ براں زبان گویا ہی زور طبع و بہادری سے

جب اپنا دیوان اوسنی بانٹا سروش غیبی نے یہہ صدا کی

کرامت شاعری ہی تاریخ کیا کرامات شاعری سے

تاریخ

چمن ہی نظم بہار کلام گویا سے
نہ کس روش سی ہو گلگون صحیفۂ مضمون

ہر ایک بحر مین ہی بسکہ جوش معنی تر
ہو سفینۂ جیحون صحیفۂ مضمون

فروغ معنی سے گویا ہی نخل ایمن سا
وہی کلیم تو ہامون صحیفۂ مضمون

ہی مہر طبع منور تو بدر فکر بلند
معانی انجم و گردون صحیفۂ مضمون

سجود نہرین ہین طوبی ہین مصرع موزون
مگر ہی جنت مضمون صحیفۂ مضمون

کیا ہر ایک پہ جب وقف فیض دیوانکو لکہا قلم نی ہمایون صحیفہ مضمون

تاریخ

کسیکی ہی مصرع برجستہ پہ سرسبزی حسن
مصرعہ سرو گلستان مین جو ناموزون ہے

طبع رضوان ہی لئی جلد کلام رنگین
بیخزان اوسکی بہار چمن مضمون ہے

نور معنی پہ ہین پروانہ سب ارباب کلام
حسن مضمون پہ دل اہل سخن مفتون ہے

اوسکا دیوان ہی مگر مجمع بحرین سخن
لب ہر اک ساحل و ہر بحر غزل جیحون ہے

سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرح نی کتاب سخن موزون ہے

چون حکم تاریخ سال ترتیب و تقسیم فرمود ملازم و مداح سرکار دولت آثار کرامت اللہ خان

ہمان دم گفت دیوان فقیر محمد خان گویا

چون نسخہ ہذا بہ اہتمام مسٹر اود صاحب طبع خانہ بہ امعان نظر رسیدہ
یقین گردیدہ کہ دیوان حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر تہور جنگ متخلص
بہ گویا بزبان ریختہ ریختہ و بشہد و نبات مضامین کلمات حلاوت
آیات متخمیتہ و چمنی است خضر و اشقر کہ عبیر معانی عاشقانہ و مفہومات
والبانہ بر فرق غلمان و حور سواد بین السطور از طسوس قوافی و بحور بیختہ
مصراعش مد بیت ابروے چشم قبول و مبدا اعشش بدرس سلاست
و لطافت در چہار دانگ فصاحت و بلاغت بلا عرض و طول
دستہ دستہ جمالش گلدستہ دستار فصحا و اشعارات متانت
اشاراتش طبائع بلغارا عروۃ الوثقی نی خشک خامہ عباسی عمامہ
حین رقم تعریفش چون نیشکر سراسر حلاوت بار و بہ طبل دوات جستہ

حیوان سمات کاه قلم توصیفش تنگ شکر سزاوار نثار سبعه معلقه در ششجهت

پیش آن جریده خمسیده قسمتی از خمس درکات وخمسه نظامی و چار شربت قتیل

ثلثی از دو چندان عذوبت آن وحید متکلمات بیاوری فضل حق مطلق کار

تحریرش بدین مشت خاک نمناک سپارش یافت بنوعیکه انتظام مروارید صنعت

کامله دار جواهر الفاظ آبدارش وسلک مصراع و اشعارش جوهری

خاطر آراسته و بحکمت کامله میشمارد الله تعالی این مجموعه بهارستان

معانی را باعث نزهت انظار نظارگیان صورت گرداد بالنون والصاد

در سال هزار و دو صد و چهل و شش هجری قدسی مطابق یکهزار و هشتصد و سی

و یک مسیحی بتاریخ ششم ماه جون صورت طبع یافت در مطبع نشاء لیتهوگرافک

کمپنی بمقام دار السرور کانپور بخط عاجز کمترین منشی گنیش پرشاد متوطن شاهجهان آباد